باب 7

اربعین نووی

حدیث نمبر 1: حسنِ نیت

عَنْ	اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ	اَبِیْ حَفْصٍ	عُمَرَ	بْنِ	الْخَطَّابِ
سے	امیر المؤمنین	ابو حفص	عمر	بن	خطاب
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ	قَالَ	سَمِعْتُ	رَسُوْلَ اللّٰہِ		
رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کہتے ہیں	میں نے سنا ہے	رسول اللہ کو		
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	یَقُوْلُ	اِنَّمَا			
صلی اللہ علیہ وسلم	یہ فرماتے ہوئے	سوائے اس کے نہیں			
اَلْاَعْمَالُ	بِالنِّیَّاتِ	وَ اِنَّمَا	لِکُلِّ		
اعمال ہیں	ساتھ نیتوں کے	اور سوائے اس کے نہیں	لئے ہر		
امْرِیءٍ	مَّا	نَوٰی	فَمَنْ	کَانَتْ	
مرد	جو	اُس نے نیت کی	پس جو	کہ ہو	
ھِجْرَتُہٗ	اِلَی اللّٰہِ	وَ رَسُوْلِہٖ	فَھِجْرَتُہٗ		
اُس کی ہجرت	طرف اللہ کے	اور اُس کے رسول کے	تو اُس کی ہجرت ہے		
اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ	وَ مَنْ	کَانَتْ			
طرف اللہ کے	اور جو	کہ ہو			
ھِجْرَتُہٗ	لِدُنْیَا	یُصِیْبُھَا	اَوِ امْرَاَۃٍ		
اُس کی ہجرت	دُنیا کے لئے	کہ اُسے حاصل کرے	یا	کسی عورت کے لئے	
یَنْکِحُھَا	فَھِجْرَتُہٗ	اِلٰی مَا			
کہ اُس سے نکاح کرے	تو اُس کی ہجرت ہے	طرف	اُس کے کہ جو		
ھَاجَرَ	اِلَیْہِ.	(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ.)			
اُس نے ہجرت کی	اس کی طرف۔	(اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)			

بامحاورہ ترجمہ:

امیر المؤمنین ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ”بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور بے شک ہر شخص کے لئے وہی ہے کہ جو اُس نے نیت کی، پس جس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے لئے ہجرت کی تو اُس کی ہجرت اللہ اور اُس کے رسولؐ کے لئے ہے اور جس نے دُنیا کے لئے ہجرت کی کہ اُسے حاصل کرے یا کسی عورت

کے لئے کہ اُس سے نکاح کرے تو اُس کی ہجرت اُسی کے لئے ہے کہ جس کی طرف اُس نے ہجرت کی۔" (اس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

حدیث کا پس منظر:

ایک شخص نے امّ قیسؓ نامی ایک خاتون کو پیغام نکاح بھیجا۔ امّ قیسؓ نے اِس شرط کے ساتھ رضامندی کا اظہار کیا کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ آجائے۔ اِس پر وہ مدینہ آ گیا۔ رحمتِ کونین ﷺ کو علم ہوا تو آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو اِس وقت ہمارے زیر بحث ہے۔ صحابہ کرامؓ اِس شخص کو "مہاجر امّ قیس" کہا کرتے تھے۔

حسنِ نیت اعمال و اخلاق میں نکھار کا باعث:

اسلام اپنے ماننے والوں کی صرف ظاہری احوال کی درستگی پر بس نہیں کرتا' بلکہ اسلام اہلِ ایمان کے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی بھی اصلاح کرتا ہے۔ اسلام کی نظر میں صرف اِسی قدر کافی نہیں ہے کہ انسان ظاہری لحاظ سے صالح و متقی اور حسنِ اخلاق کا مرقع ہو' بلکہ اسلام یہ بھی درس دیتا ہے کہ انسان اِن ظاہری خوبیوں کے ساتھ ساتھ خوبصورت دل اور اچھی نیت بھی رکھتا ہو۔ انسان کا حسنِ نیت اُس کے اعمال و اخلاق میں نکھار پیدا کرتا ہے۔ ایسے شخص کی اعمال و اخلاق سے اُس کی اندرونی بدعملی و بداخلاقی کی بُو نہیں آتی۔

اعمال کا دارومدار:

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اگر نیت اچھی ہو گی تو اعمال مقبول ہوں گے اور اگر نیت درست نہیں ہو گی تو قبولیتِ اعمال ممکن نہیں ہے۔ مذکورہ حدیث نبوی میں ہجرت والے عمل کو بطور مثال ذکر فرما کر رحمتِ کونین ﷺ نے سمجھایا ہے کہ ہجرت اگرچہ ایک نیک عمل ہے' لیکن اِس کے نیک عمل بننے کے لئے صرف اپنا وطن چھوڑنے کی صعوبت برداشت کرنا ہی کافی نہیں ہے' بلکہ یہ صحیح معنوں میں نیک عمل اُسی وقت بنے گا کہ جب نیت بھی درست ہو۔ اگر ایک شخص رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہجرت کرے تو اُسے بارگاہِ الٰہی سے اِس کا اجر ملے گا' لیکن اگر ایک شخص ہجرت کی صعوبت تو برداشت کرتا ہے لیکن اُس کا مقصد رضائے الٰہی کے حصول کے علاوہ کچھ اور ہے تو اُسے رضائے الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ دُنیاوی فوائد کے حصول کے لئے یا کسی عورت سے شادی کی نیت سے ہجرت کرتا ہے تو اُسے یہ دُنیاوی فوائد تو شاید حاصل ہو جائیں یا اُس عورت سے شادی تو شاید ہو جائے' لیکن اُسے بارگاہِ الٰہی سے ہجرت کا ثواب حاصل نہیں ہو سکے گا۔ ہجرت کے علاوہ دیگر اعمال کا بھی یہی حال ہے۔

مؤمن کا ہر عمل عبادت بن جاتا ہے:

شریعتِ اسلامیہ میں عبادت کا مفہوم صرف چند مخصوص افعال تک محدود نہیں ہے' بلکہ حسنِ نیت کے ساتھ مؤمن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عبادت بن جایا کرتا ہے۔ مؤمن راہ چلتے ہوئے سنت پر عمل کی نیت سے دائیں طرف ہو جائے' ایک ایک قدم عبادت بن جائے گا، مؤمن سوتے ہوئے یہ نیت رکھے کہ نیند پوری ہو جائے تو بیدار ہونے کے بعد حقوق اللہ اور حقوق العباد احسن طریقے سے پورے کر سکوں گا تو اُس کا سونا بھی عبادت بن جائے گا، مؤمن اپنے اقارب و بہن بھائیوں کو خوش و راضی کرنے کی نیت سے ہنسی مذاق بھی کرے تو اُس کے لئے عبادت بن جائے گا، غرض اچھی نیت سے مؤمن کا اُٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا وغیرہ سب عبادت بن جائے گا۔

بدنیتی اعمال کی بربادی کا باعث ہے:

ایک طرف حسنِ نیت سے مؤمن کی زندگی کا ایک لمحہ عبادت بن جایا کرتا ہے اور دوسری طرف بدنیتی انسان کی عبادتوں و ریاضتوں پر پانی پھیر دیا کرتی ہے۔ انسان برسوں رکوع و سجود، قیام و قعود، صدقات و خیرات، صوم و صلوٰۃ اور دیگر اعمال حسنہ میں گزار دے'

لیکن نیت ریاکاری ودکھلاوے کی ہو تو سب کچھ غارت ہو جائے گا۔

نیت کیا رکھی جائے؟:

ہمارے کام میں ہماری نیت اللہ کی رضا کے حصول کی ہونی چاہیے۔ اگر ہم خالصۃً اللہ کی رضا کے حصول کو اپنے ہر ہر عمل میں مقصود بنالیں گے تو انشاءاللہ ہم رضائے الٰہی کے مستحق ہو جائیں گے اور جسے اللہ کی رضا حاصل ہو جائے اُسے گویا سب کچھ حاصل ہو گیا۔

---------☆---------

حدیث نمبر2: حدیثِ جبریلؑ

عَنْ	عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ	رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ				
سے	عمر بن خطاب	رضی اللہ تعالیٰ عنہ				
قَالَ	بَيْنَمَا	نَحْنُ	جُلُوْسٌ	عِنْدَ		
کہتے ہیں	اِس دوران کہ	ہم	بیٹھے ہوئے تھے	پاس		
رَسُوْلِ اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ذَاتَ يَوْمٍ	اِذْ			
رسول اللہ کے	صلی اللہ علیہ وسلم	ایک دن	کہ جب			
طَلَعَ	عَلَيْنَا	رَجُلٌ	شَدِيْدُ	بَيَاضِ	الثِّيَابِ	
ظاہر ہوا	ہم پر	ایک مرد	سخت	سفید	کپڑوں والا	
شَدِيْدُ	سَوَادِ	الشَّعْرِ	لَا	يُرٰى	عَلَيْهِ	
سخت	سیاہ	بالوں والا	نہیں	دکھائی دیتا تھا	اُس پر	
اَثَرُ	السَّفَرِ	وَ لَا	يَعْرِفُهٗ	مِنَّا	اَحَدٌ	
اثر	سفر کا	اور نہیں	اُس کو پہچانتا تھا	ہم میں سے	کوئی ایک	
حَتّٰى	جَلَسَ	اِلَى	النَّبِيِّ	صَلَّى اللّٰهُ		
یہاں تک کہ	وہ بیٹھ گیا	طرف (پاس)	نبی کے	صلی اللہ		
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	فَاَسْنَدَ	رُكْبَتَيْهِ	اِلٰى			
علیہ وسلم	پس ٹیک دیئے	اپنے گھٹنے	طرف (ساتھ)			
رُكْبَتَيْهِ	وَ وَضَعَ	كَفَّيْهِ	عَلٰى	فَخِذَيْهِ		
اُن کے گھٹنوں کے	اور رکھیں	اپنی ہتھیلیاں	پر	اپنی رانوں کے		
وَ قَالَ	يَا	مُحَمَّدُ	اَخْبِرْنِيْ	عَنِ	الْاِسْلَامِ	
اور کہنے لگا	اے	محمدؐ	مجھے خبر دیجئے	سے (متعلق)	اسلام	
فَقَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ			اَلْاِسْلَامُ	
پس فرمایا	رسول اللہ نے	صلی اللہ علیہ وسلم			اسلام یہ ہے	
اَنْ	تَشْهَدَ	اَنْ	لَّا	اِلٰهَ	اِلَّا	اللّٰهُ
کہ	تو گواہی دے	کہ	نہیں	کوئی معبود	مگر	اللہ

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمَ	
اور یہ کہ محمدؐ رسول ہیں اللہ کے اور تو قائم کرے	
الصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمَ	
نماز اور تو ادا کرے زکوٰۃ اور تو روزے رکھے	
رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ	
رمضان کے اور تو حج کرے بیت اللہ کا اگر تو استطاعت رکھتا ہو	
اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا	
اُس کی راہ کی کہنے لگا آپ نے سچ فرمایا کہتے ہیں پس ہم کو تعجب ہوا	
لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَ يُصَدِّقُهٗ قَالَ	
اُس پر کہ وہ اُسی کا سوال کرتا ہے اور اُسی کی تصدیق کرتا ہے کہنے لگا	
فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ	
پس مجھے خبر دیجئے سے (متعلق) ایمان فرمایا یہ کہ تو ایمان لائے	
بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ	
اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور	
رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ	
اُس کے رسولوں پر اور دن پر آخرت کے اور تو ایمان لائے تقدیر پر	
خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ	
اچھی پر بھی اور بُری پر بھی کہا آپ نے سچ فرمایا کہنے لگا	
فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ	
پس مجھے خبر دیجئے سے (متعلق) احسان فرمایا یہ کہ	
تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ	
تو ایسے عبادت کرے اللہ کی گویا کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے پس اگر نہیں	
تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرٰىكَ قَالَ	
ہے تو اُسے دیکھ رہا تو بے شک وہ تجھے دیکھ رہا ہے کہا	
صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ	
آپ نے سچ فرمایا کہنے لگا پس مجھے خبر دیجئے سے (متعلق) قیامت کے	
قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ	
فرمایا نہیں ہے جس سے پوچھا جا رہا ہے اُس کے متعلق زیادہ جاننے والا	
مِنَ السَّآئِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا	
سے پوچھنے والے کہنے لگا پس مجھے خبر دیجئے سے (متعلق) اُس کی نشانیوں	

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

قَالَ	اَنْ	تَلِدَ	الْاَمَةُ	رَبَّتَهَا	وَ	اَنْ	تَرَى
فرمایا	یہ کہ	جنے گی	لونڈی	اپنی مالکہ کو	اور	یہ کہ	تو دیکھے گا
الْحُفَاةَ	الْعُرَاةَ	الْعَالَةَ	رِعَآءَ	الشَّآءِ
ننگے پاؤں والوں کو	ننگے بدن والوں کو	تنگدستوں کو	چرانے والوں کو	بکریاں
يَتَطَاوَلُوْنَ	فِى	الْبُنْيَانِ	ثُمَّ	انْطَلَقَ
ایک دوسرے پر فخر کریں گے	میں	عمارتیں بنانے	پھر	وہ چلا گیا
فَلَبِثْتُ	مَلِيًّا	ثُمَّ	قَالَ	يَا	عُمَرُ	اَتَدْرِىْ
پس میں رُکا رہا	تھوڑی دیر	پھر	فرمایا	اے	عمر	کیا تو جانتا ہے
مَنِ	السَّآئِلُ	قُلْتُ	اللّٰهُ	وَ	رَسُوْلُهٗ
کون تھا	سوال کرنے والا	میں نے کہا	اللہ	اور	اُس کا رسول
اَعْلَمُ	قَالَ	فَاِنَّهٗ	جِبْرِيْلُ	اَتَاكُمْ
زیادہ جانتے ہیں	فرمایا	پس بے شک وہ	جبرائیلؑ تھا	تمہارے پاس آیا تھا
يُعَلِّمُكُمْ	دِيْنَكُمْ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ.)			
تمہیں سکھلانے	تمہارا دین۔ (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)			

بامحاورہ ترجمہ:

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے سامنے ایک بہت سفید کپڑوں والا، بہت سیاہ بالوں والا آدمی ظاہر ہوا (آیا)، اُس پر سفر کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا تھا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا تھا، یہاں تک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھ گیا، پس اُس نے اپنے گھٹنے اُن کے گھٹنوں کے ساتھ ٹیک دیئے اور اپنی ہتھیلیاں اپنی رانوں پر رکھیں اور کہنے لگا: ''اے محمدؐ! مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے۔'' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے اور تو زکوٰۃ ادا کرے اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو بیت اللہ کا حج کرے اگر تو اُس کی راہ کی استطاعت رکھتا ہو۔'' کہنے لگا: ''آپ نے سچ فرمایا۔'' (حضرت عمر فاروقؓ) کہتے ہیں: ''پس ہم کو تعجب ہوا کہ وہ اُسی (بات) کا سوال کرتا ہے اور اُسی کی (خود ہی) تصدیق بھی کرتا ہے۔'' کہنے لگا: ''پس مجھے ایمان کے متعلق خبر دیجئے۔'' فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور تو اچھی تقدیر پر بھی اور بُری تقدیر پر بھی ایمان لائے۔'' کہنے لگا: ''آپ نے سچ فرمایا۔'' کہنے لگا: ''پس مجھے احسان کے متعلق خبر دیجئے۔'' فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کرے کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اُسے نہیں دیکھ رہا تو بے شک وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔'' کہنے لگا: ''آپ نے سچ فرمایا۔'' کہنے لگا: ''پس مجھے قیامت کے متعلق خبر دیجئے۔'' فرمایا: ''جس سے اس کے متعلق پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' کہنے لگا: ''پس مجھے اُس کی نشانیوں کے متعلق خبر دیجئے۔'' فرمایا: ''یہ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور یہ کہ تو ننگے پاؤں والوں، ننگے بدن والوں، تنگدست، بکریاں چرانے والوں کو دیکھے گا کہ عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہوں گے۔'' (حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں:) پھر وہ چلا گیا، پس میں تھوڑی دیر رُکا رہا، پھر (حضور اکرم ﷺ نے) فرمایا: ''اے عمرؓ! کیا تو جانتا ہے کہ یہ پوچھنے والا کون تھا؟'' میں نے کہا: ''اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔'' فرمایا: ''پس بے شک وہ جبرائیلؑ تھا، تمہارے پاس تمہیں تمہارا دین سکھلانے آیا تھا۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

فرشتۂ وحی حضرت جبرائیلؑ:

اللہ ربّ العزت نے مختلف ذمہ داریوں کو مختلف فرشتوں کے سپرد فرما رکھا ہے۔ جبرائیل امینؑ کو فرشتۂ وحی کہا جاتا ہے۔ انبیاء کرامؑ تک پیغام الٰہی پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ یہ پیغام الٰہی الہامی کتاب یا اُس کے بعض حصے پر بھی مشتمل ہوسکتا ہے اور اِس کے علاوہ بھی۔ ہادیٔ عالم ﷺ تک بھی حضرت جبرائیلؑ پیغام الٰہی پہنچانے کی ذمہ داری پر فائز رہے۔ جبرائیل امینؑ آپؐ کے پاس قرآنی وحی بھی لائے اور اِس کے علاوہ بھی۔ زیرِنظر حدیث مبارکہ میں فرشتۂ جبریلؑ کی آمد قرآنی وحی کے سلسلہ میں نہیں ہے۔ یہاں پر یہ بھی خیال رہے کہ اگرچہ فرشتۂ وحی کے نام سے موسوم و معروف حضرت جبرائیلؑ ہی ہیں' لیکن بعض اوقات وحی پہنچانے کی ذمہ داری حضرت جبرائیلؑ کے علاوہ کسی دوسرے فرشتہ کے سپرد بھی کی گئی ہے۔ خود سرورِ کونین ﷺ تک بھی کچھ عرصہ حضرت جبرائیلؑ کی بجائے حضرت اسرافیلؑ بھی پیغام الٰہی پہنچاتے رہے ہیں' اگرچہ یہ قرآنی وحی نہیں تھی۔ بعض اوقات یوں بھی ہوا ہے کہ پیغام الٰہی لائے تو حضرت جبرائیلؑ ہی ہیں' لیکن اُن کے ساتھ بعض دیگر فرشتوں کو بھی بھیجا گیا۔

جبریلؑ دربارِ نبوت میں:

حضرت جبرائیلؑ رحمتِ کونین ﷺ کے پاس دو دفعہ اپنی اصلی شکل میں آئے' لیکن عموماً انسانی شکل میں ہی آیا کرتے تھے۔ انسانی شکل میں حضرت جبرائیلؑ عموماً ایک صحابی حضرت دحیہؓ بن خلیفہ کلبی کی شکل میں آیا کرتے تھے' لیکن بعض اوقات کسی اور انسانی شکل میں بھی آئے ہیں۔ زیرِنظر حدیث مبارکہ میں بھی حضرت عمر فاروقؓ حضرت جبرائیلؑ کے انسانی شکل میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ذکر فرما رہے ہیں' لیکن اِس موقع پر حضرت جبرائیلؑ حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں نہیں آئے تھے' بلکہ کسی ایسی انسانی شکل میں آئے تھے کہ جس شکل کی کسی شخصیت سے صحابہ کرامؓ واقف نہیں تھے۔

سوال و جواب کی شکل میں تعلیمِ دین:

حضرت جبرائیلؑ کے اِس موقع پر کچھ سوالات کرکے چلے جانے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو آگاہ فرمایا کہ یہ جبرائیلؑ تھے اور ساتھ ہی آپؐ نے ان کی آمد کا مقصد بھی واضح فرمایا کہ یہ خود کچھ سیکھنے کے لئے سوال و جواب نہیں کر رہے تھے' بلکہ ان سوالات و جوابات سے ان کا مقصد درحقیقت تمہیں دین سکھلانا یا دین کی ابتدائی باتوں سے آگاہ کرنا تھا۔

دربارِ نبویؐ میں حاضری کے آداب:

زیرِنظر حدیث نبوی میں حضرت جبرائیلؑ کے بیٹھنے کے انداز کے متعلق بھی بتلایا گیا ہے کہ آپؑ آقا ﷺ کی محفل میں آپؐ کے سامنے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھتے ہوئے دوزانو ہوکر بیٹھے تھے۔ اِس طرح سے گویا حضرت جبرائیلؑ نے صحابہ کرامؓ کو رحمتِ کائنات ﷺ کی محفل میں بیٹھنے کے آداب سے آشنا کیا کہ آپؐ کی محفل میں نہایت ادب و احترام سے بیٹھنا چاہیے۔

پہلا سوال؛ اسلام سے متعلق:

حضرت جبرائیلؑ نے سب سے پہلے اسلام کے متعلق سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے جواب میں پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا کہ جنہیں ارکانِ اسلام کہا جاتا ہے:

1: **کلمۂ شہادت:** اسلام سے متعلق سوال کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے سب سے پہلے شہادتین کا ذکر فرمایا کہ تو گواہی دے کہ اللہ

کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ گویا اس میں اللہ کی وحدانیت اور محمد عربی ﷺ کی رسالت کا اقرار ہے۔ اِس اقرار کے دو مراحب ہیں اور دونوں کا پایا جانا ضروری ہے؛ ایک یہ کہ زبان سے شہادتین کا اقرار کیا جائے اور دوسرا یہ کہ دل سے بھی شہادتین کی تصدیق کی جائے۔ جب تک شہادتین کا اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب نہ پائے جائیں، بندہ مؤمن و مسلم کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

2: نماز: دوسری چیز جس کا آپؐ نے اسلام کے سلسلہ میں ذکر فرمایا وہ یہ ہے کہ تو نماز قائم کرے۔ نماز ایک مخصوص بدنی عبادت ہے اور یہ ہر عاقل و بالغ مسلمان پر دن میں پانچ دفعہ فرض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ﴾ (2 البقرہ 43)

[اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔]

3: زکوٰۃ: زکوٰۃ ایک اہم مالی عبادت ہے اور یہ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر ایک خاص شرح کے ساتھ فرض ہے۔ مختلف چیزوں میں اِس کے نصاب اور اِس کی شرح کے علاوہ اِس کے مصارف بھی متعین ہیں۔ قرآن حکیم میں زکوٰۃ کا ذکر عموماً نماز کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰہِ﴾ (22 الحج 78)

[پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔]

4: روزہ: اسلام کے سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ نے چوتھی چیز رمضان المبارک کے روزے ذکر فرمائی۔ روزہ ایک بدنی عبادت ہے اور اصطلاحِ شریعت میں یہ طلوعِ صبح صادق سے غروبِ شمس تک کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنے کا نام ہے۔ ہر عاقل و بالغ مسلمان پر سال میں ایک مہینہ رمضان المبارک کے روزے فرض کیے گئے ہیں۔ یہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس کا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ﴾ (2 البقرہ 183)

[اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔]

5: حج: اسلام کے سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ نے پانچویں نمبر پر حج بیت اللہ کا ذکر فرمایا۔ حج شریعت اسلامیہ کی ایک اہم عبادت ہے۔ اِس کے ایام کے ساتھ ساتھ اِس کا مقام ادا بھی متعین ہے۔ ان ایام کے علاوہ دیگر ایام میں یا اس مقام کے علاوہ کسی اور جگہ پر یہ عبادت نہیں کی جاسکتی۔ یہ صرف صاحبِ استطاعت مسلمانوں پر زندگی میں صرف ایک دفعہ فرض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا﴾ (3 آل عمرٰن 97)

[اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر کی طرف چلنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس گھر کا حج کرے۔]

دوسرا سوال؛ ایمان سے متعلق:

حضرت جبرائیلؑ نے دوسرا سوال ایمان سے متعلق کیا کہ ایمان کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے جواب میں چھ چیزوں کا ذکر فرمایا۔ ان میں سے ابتدائی پانچ کو اسلام کے بنیادی عقائد کہا جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ ربّ العزت نے اِن پانچوں کا اکٹھا ذکر اِن الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے:

﴿لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡہَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ لٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ الۡکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ﴾ (2 البقرہ 177)

[نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو اور لیکن نیکی تو یہ ہے کہ کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور

کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے۔]

1: ایمان باللہ (توحید): ایمان باللہ سے مراد اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا ہے' اِسے ہم عقیدۂ توحید بھی کہہ سکتے ہیں۔ اللہ کی وحدانیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ ربّ العزت کو ذات، صفات اور عبادات میں واحد اور اکیلا تسلیم کیا جائے۔ ایمان باللہ کے مقابلہ میں دو چیزیں آتی ہیں؛ ایک یہ کہ اللہ کا سرے سے انکار کر دیا جائے' اِسے کفر یا دہریت کہا جائے گا، دوسری یہ کہ اللہ کو تو تسلیم کیا جائے' لیکن اُس کی وحدانیت کو تسلیم نہ کیا جائے' یہ شرک ہے۔ اسلان صحیح معنوں میں ایمان باللہ قبول کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اِس کے مقابلہ میں کفر و دہریت اور شرک کی بیخ کنی کرتا ہے۔

2: ایمان بالملائکہ: ایمان بالملائکہ سے مراد فرشتوں پر ایمان لانا ہے۔ فرشتے خداوند قدوس کی ایک نوری مخلوق ہیں کہ جو اللہ ربّ العزت کے احکام بجالانے پر مامور ہیں اور احکاماتِ الٰہیہ سے سرِ مو انحراف نہیں کرتے۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے یہ مراد ہے کہ اُن کی جو حیثیت ہے' اُس کے مطابق اُنہیں تسلیم کیا جائے۔ نہ تو اُن سے بغض و عداور رکھی جائے' جیسا کہ یہود کا نظریہ تھا کہ جبرائیلؑ ہمارا دشمن ہے اور نہ ہی اُنہیں خدائی میں شریک کر لیا جائے' جیسا کہ عیسائیوں نے روح القدس کو تثلیث میں شامل کر کے ایک اقنوم قرار دے دیا اور جیسا کہ مشرکینِ عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دینا شروع کر دیا۔

3: ایمان بالکتب: اللہ ربّ العزت نے انسانیت کی ہدایت کے لئے انبیاء کرامؑ و رسل عظامؑ کو مبعوث فرمایا اور ان میں سے بعض پر انسانیت کی ہدایت کے لئے کتب و صحائف بھی نازل فرمائے۔ حضرت موسیٰؑ پر نازل ہونے والی تورات، حضرت داؤدؑ پر نازل ہونے والی زبور، حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہونے والی انجیل اور حضور اکرم ﷺ پر نازل ہونے والا قرآن حکیم چار الہامی کتابیں ہیں اور اِن کے علاوہ کچھ انبیاع کرامؑ پر کچھ صحیفے بھی نازل فرمائے گئے۔ اِن تمام صحف و کتب پر ایمان رکھنا ضروری ہے کہ وہ سب اللہ ہی کی طرف سے نازل کردہ تھیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ یہ ایمان بھی ضروری ہے کہ قرآن حکیم اللہ کی آخری کتاب ہے اور اِس کے آجانے سے سابقہ کتب منسوخ ہو چکی ہیں۔ اب قیامت تک کے لئے صرف قرآن حکیم کی تعلیمات پر ہی عمل کیا جائے گا۔

4: ایمان بالرسل: اللہ ربّ العزت نے انسانیت کی ہدایت کے لئے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا اور کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل مبعوث فرمائے۔ ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ یہ ایمان رکھنا بھی ضروری ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور اب آپؐ کے بعد تا قیامت کوئی نیا نبی یا رسول آنے والا نہیں ہے۔ نیز یہ کہ آپؐ کی بعثت و نبوت کے بعد سابقہ انبیاء کرامؑ کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب قیامت تک کے لئے صرف شریعت محمدیہ ہی قابلِ عمل ہے۔

5: ایمان بالآخرت: ایک مسلمان کے لئے یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ یہ دُنیا عارضی و فانی ہے اور یہ جہاں ختم ہو جانے والا ہے۔ اِس کے بعد ایک اور جہان ہوگا کہ جس کا نام آخرت ہے۔ یہ دُنیا اُس اُخروی جہان کے لئے دارالعمل ہے۔ آخرت میں انسان اِس دُنیاوی جہان میں کئے گئے اچھے اعمال کی جزا حاصل کرے گا اور بُرے اعمال کی سزا پائے گا۔

6: ایمان بالقدر: ایمان سے متعلق سوال کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے چھٹی چیز یہ ارشاد فرمائی کہ تو اچھی اور بُری تقدیر پر بھی ایمان لائے۔ تقدیر پر ایمان اگرچہ اسلام کے پانچ بنیادی عقائد میں شمار نہیں کیا جاتا' لیکن اِس کی بھی بہر حال اپنی اہمیت ہے۔

تیسرا سوال؛ احسان سے متعلق:

حضرت جبرائیلؑ نے تیسرا سوال احسان کے متعلق کیا کہ احسان کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے اِس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کرے کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اُسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو بہر حال تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اِس میں آپؐ نے عبادت میں خشوع و خضوع اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ عبادت میں اِس قدر خشوع و خضوع ہونا کہ عبادت کرتے ہوئے یوں

احساس ہو کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے' یہ خشوع وخضوع کا نہایت اعلیٰ مقام ہے۔ خشوع وخضوع کے اِس اعلیٰ مقام تک رسائی تو ہر ایک کو نصیب نہیں ہو سکتی' لہٰذا رحمتِ کونین ﷺ نے نچلا درجہ بھی ذکر فرما دیا کہ اگر کوئی بندہ اِس اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتا تو کم از کم اُسے یہ احساس تو ضرور ہونا چاہیئے کہ میرا مالک مجھے دیکھ رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک غلام کو کسی کام کے کرتے ہوئے یہ احساس ہو کہ میرا آقا مجھے دیکھ رہا ہے' تو کام کی طرف اُس کی توجہ بڑھ جائے گی۔ اِسی طرح اگر دورانِ عبادت یہ احساس ہو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے' تو فطری طور پر انسان کے خشوع و خضوع میں اضافہ ہوگا۔

چوتھا سوال؛ قیامت سے متعلق:

حضرت جبرائیلؑ نے چوتھا سوال قیامت سے متعلق کیا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ حضور اکرم ﷺ نے اِس کے جواب میں لاعلمی کا اظہار فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ اِس سلسلہ میں میرا اور تیرا علم برابر ہے۔ جس طرح تو اِس کے وقت سے ناآشنا ہے' اُسی طرح میں بھی ناآشنا ہوں۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہر چیز کو جاننے والا صرف اور صرف اللہ ہی ہے۔

پانچواں سوال؛ علاماتِ قیامت سے متعلق:

حضور اکرم ﷺ کے قیامت کے وقت کے متعلق لاعلمی ظاہر کرنے پر حضرت جبرائیلؑ نے علاماتِ قیامت کے متعلق سوال کر دیا۔ آپؐ نے اِس کے جواب میں دو باتیں ارشاد فرمائیں:

1: لونڈی کا مالکہ کو جننا: محدثین نے اِس کی مختلف توجیہات اور صورتیں کی ہیں:

- O: اکثر محدثین نے اِس سے یہ مراد لی ہے کہ قیامت کے قریب اولاد والدین کی نافرمان ہوگی۔ بیٹیاں ماؤں پر ایسے حکم چلاتی ہوں گی کہ جیسے اُن کی مائیں اُن کی لونڈیاں ہوں۔ اگر بیٹیوں کا یہ حال ہوگا تو ظاہر ہے کہ بیٹے بھی اِس میں پیچھے رہنے والے تو نہیں ہوں گے۔
- O: اِس سے قیامت کے قریب لونڈی غلاموں کی کثرت کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ لونڈیاں کثرت سے ہوں گی' جو اپنے آقاؤں کے بچوں کو جنم دیں گی۔ آقاؤں کے مرنے کے بعد یہ لونڈیاں اِسی اولاد کی غلامی میں آ جائیں گی۔
- O: یہ بھی مراد لی جا سکتی ہے کہ لونڈیوں کے بچے تاج وتخت کے مالک بن جائیں گے اور اُن کی مائیں اُن کی رعیت میں شمار ہو رہی ہوں گی۔
- O: یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ ایک لونڈی زادہ آزادی حاصل کر کے صاحبِ ثروت ہو جائے گا اور خود اُس کی ماں بکتی بکاتی اُس تک آ پہنچے گی اور وہ اُسے دانستہ یا نادانستہ خرید کر اپنی لونڈی بنا لے گا۔

2: عمارتوں کی تعمیر میں فخر: محدثین نے اِس کی وضاحت عموماً اِس طرح کی ہے کہ مال و دولت کی کثرت ہو جائے گی اور ایسے لوگ بھی دولت میں کھیلتے نظر آئیں گے کہ جن کے پاس پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ بعض محدثین نے اِس سے نااہل افراد کے ہاتھوں میں اقتدار آ جانا بھی مراد لیا ہے۔

---------☆---------

حدیث نمبر 3: ارکانِ اسلام

عَنْ	اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ	عُمَرَ بْنِ	الْخَطَّابِ	
سے	ابو عبدالرحمٰن	عبداللہ بن	عمر بن	خطاب	
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا	قَالَ	سَمِعْتُ	رَسُوْلَ اللّٰهِ	صَلَّى	
رضی اللہ عنہما	کہتے ہیں	میں نے سنا	رسول اللہ	صلی	

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	يَقُوْلُ	بُنِيَ	الْاِسْلَامُ
اللہ علیہ وسلم	یہ فرماتے ہوئے	بنیاد رکھی گئی	اسلام کی
عَلٰى خَمْسٍ	شَهَادَةِ اَنْ	لَّا	اِلٰهَ اِلَّا
پر	پانچ (چیزوں) یہ گواہی دینے پر کہ	نہیں	کوئی معبود مگر
اللّٰهُ وَ اَنَّ	مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ	وَ رَسُوْلُهٗ	
اللہ	اور یہ کہ محمدؐ	اُس کے بندے	اور اُس کے رسول ہیں
وَ اِقَامِ	الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ	الزَّكٰوةِ	وَ
اور	قائم کرنے پر نماز	اور ادا کرنے پر	زکوٰۃ اور
حَجِّ	الْبَيْتِ وَ صَوْمِ	رَمَضَانَ.	(رَوَاهُ
حج کرنے پر	بیت اللہ کے اور روزے رکھنے پر	رمضان کے۔	(اِس کو
الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ.)			
بخاریؒ اور مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)			

بامحاورہ ترجمہ:

ابوعبدالرحمن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا: ''اسلام کی بنیاد پانچ (چیزوں) پر رکھی گئی ہے؛ یہ گواہی دینے پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنے پر اور زکوٰۃ ادا کرنے پر اور بیت اللہ کا حج کرنے پر اور رمضان کے روزے رکھنے پر۔'' (اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

ارکانِ اسلام:

اِس کی تشریح و توضیح کے لئے سابقہ حدیث کی ہیڈنگ ''پہلا سوال: اسلام کے متعلق'' دیکھیے (اِسی کتاب کا صفحہ نمبر 347)۔ اِسی ہیڈنگ کی ذیلی تفصیل میں الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ زیرِ نظر حدیث کی بھی توضیح کی جا سکتی ہے۔ امید ہے کہ طلبہ و طالبات اِس میں وقت محسوس نہیں کریں گے۔

----------☆----------

حدیث نمبر 4: تخلیق و تقدیر

عَنْ	اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ		رَضِيَ
سے	ابوعبدالرحمن عبداللہ بن مسعود		رضی
اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ	قَالَ	حَدَّثَنَا	رَسُوْلُ اللّٰهِ
اللہ تعالیٰ عنہ	کہتے ہیں	ہم سے بیان فرمایا	رسول اللہ نے

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ الصَّادِقُ وَ	
صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ہیں صادق اور	
اَلْمَصْدُوْقُ اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ	
مصدوق بے شک تم میں سے کوئی ایک جمع کیا جاتا ہے اُس کا مادۂ تخلیق	
فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً	
میں پیٹ اُس کی ماں کے چالیس دن نطفہ کی شکل میں	
ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ	
پھر ہوجاتا ہے جما ہوا خون مثل اسی کی پھر ہوجاتا ہے	
مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ اِلَيْهِ	
گوشت کا لوتھڑا مثل اسی کی پھر بھیجا جاتا ہے اُس کی طرف	
اَلْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ وَ يُؤْمَرُ	
ایک فرشتہ پس وہ پھونکتا ہے اُس میں روح اور اُسے حکم دیا جاتا ہے	
بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهٗ وَ اَجَلَهٗ	
چار باتوں کا پس وہ لکھتا ہے اُس کا رزق اور اُس کی عمر	
وَ عَمَلَهٗ وَ شَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَوَالَّذِيْ	
اور اُس کا عمل اور وہ بدبخت ہے یا نیک بخت پس اُس اللہ کی قسم	
اَلَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ	
کہ جو نہیں کوئی معبود اُس کے سوا بے شک تم میں سے کوئی ایک	
لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ	
کرتا ہے کام جنت والوں کے یہاں تک کہ نہیں رہتا	
بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهَآ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ	
اُس کے درمیان اور اِس کے درمیان مگر ایک ہاتھ پس غالب آجاتا ہے	
عَلَيْهِ الْكِتٰبُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ	
اُس پر لکھا ہوا پس وہ کرتا ہے کام جہنم والوں کے	
فَيَدْخُلُهَا وَ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ	
پس وہ اُس میں داخل ہوجاتا ہے اور بے شک تم میں سے کوئی ایک کرتا ہے	
بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ	
کام جہنم والوں کے یہاں تک کہ نہیں رہتا	
بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهَآ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ	
اُس کے درمیان اور اِس کے درمیان مگر ایک ہاتھ پس غالب آجاتا ہے	

عَلَيْهِ	الْكِتٰبُ	فَيَعْمَلُ	بِعَمَلِ	اَهْلِ الْجَنَّةِ
اُس پر	لکھا ہوا	پس وہ کرتا ہے	کام	جنت والوں کے
فَيَدْخُلُهَا.		(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ.)		
پس وہ اُس میں داخل ہو جاتا ہے۔		(اس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)		

بامحاورہ ترجمہ:

ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور وہ صادق (سچے) اور مصدوق (جس سے سچ کہا گیا ہو) ہیں: ''بے شک تم میں سے کسی ایک کا مادۂ تخلیق اُس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں جمع کیا جاتا ہے، پھر وہ اِس (مدت) کی مثل جما ہوا خون ہو جاتا ہے، پھر وہ اِسی (مدت) کی مثل گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے، پھر اُس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے' پس وہ اُس میں روح پھونکتا ہے اور اُس چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے: پس وہ اُس کا رزق اور اُس کی عمر اور اُس کا عمل لکھتا ہے اور یہ کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت۔ پس اُس اللہ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں! بے شک تم میں سے کوئی ایک جنت والوں جیسے کام کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ اُس کے اور اِس (جنت) کے درمیان صرف ایک ہاتھ (فاصلہ) رہ جاتا ہے، پس لکھا ہوا اُس پر غالب آ جاتا ہے' پس وہ جہنم والوں جیسے کام کرنے لگتا ہے' پس وہ اس (جہنم) میں داخل ہو جاتا ہے، اور بے شک تم میں سے کوئی ایک جہنم والوں جیسے کام کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ اُس کے اور اِس (جہنم) کے درمیان صرف ایک ہاتھ (فاصلہ) رہ جاتا ہے، پس لکھا ہوا اُس پر غالب آ جاتا ہے' پس وہ جنت والوں جیسے کام کرنے لگتا ہے' پس وہ اس (جنت) میں داخل ہو جاتا ہے۔ (اس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

انسان کے مدارجِ تخلیق:

حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی زیرِ نظر حدیث نبوی میں ماں کے پیٹ کے اندر انسانی تخلیق کے تین مدارج ذکر کیے گئے ہیں۔ جنین کے بڑھنے کے یہ مدارج مادۂ تخلیق کے ماں کے رحم میں جانے سے اُس میں روح پھونکے جانے تک کے چار ماہ کے دور پر مشتمل ہیں:

1: **نطفہ:** حدیث نبوی کے مطابق انسان کا مادۂ تخلیق سب سے پہلے پانی کی ایک بوند کی شکل میں ہوتا ہے کہ جسے نطفہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چالیس روز تک یہ اِسی طرح رہتا ہے۔

2: **علقہ:** دوسرا مرحلہ اگلے چالیس روز پر مشتمل ہوتا ہے کہ جس میں یہ نطفہ ایک جمی ہوئی چیز کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اِسے علقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ علقہ کا معنیٰ عموماً جما ہوا خون کیا جاتا ہے۔ ایک تعبیر کے طور پر یہ معنیٰ بھی اگرچہ درست ہے' لیکن اگر اِس سے جمے ہوئے خون کی بجائے جمی ہوئی کوئی چیز مراد لی جائے تو یہ حقیقت کے زیادہ قریب ہے اور لغوی لحاظ سے بھی درست ہے۔

3: **مضغہ:** تیسرا مرحلہ مزید چالیس روز پر مشتمل ہے کہ جس میں یہ جمی ہوئی چیز گوشت کے ایک لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اِسے مضغہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مدارجِ تخلیق کے متعلق قرآنی بیان:

قرآن حکیم میں بھی انسانی تخلیق کے اِن مدارج کا ذکر موجود ہے۔ اِس سلسلہ میں ہم ذیل میں دو ارشاداتِ ربانی ذکر کر رہے ہیں:

﴿فَإِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ﴾ (22 الحج 5)

[پس بے شک ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے۔]

﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا﴾ (23 المؤمنون 14)

[پھر ہم نے نطفہ سے جما ہوا خون بنا بنا دیا، پھر ہم نے جمے ہوئے خون سے گوشت کا لوتھڑا بنا دیا، پھر ہم نے گوشت کے لوتھڑے سے ہڈیاں بنا دیں، پھر ہم نے ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنا دیا۔]

مذکورہ بالا آیات میں حدیث میں مذکور تین مدارج کے علاوہ حضرت آدمؑ کی مٹی سے تخلیق اور حدیث میں مذکور مدارج کے بعد ہڈیوں کے بنانے اور اُن پر گوشت چڑھانے کے مدارج کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔

غیر مسلم مفکر کی زبان سے قرآنی بیان کی تائید:

فرانسیسی سکالر موریس بوکائیے نے قرآن حکیم میں مذکور مدارجِ تخلیق کے متعلق لکھا ہے:

"جنین کے بڑھنے اور ترقی کے بعض مدارج کا قرآنی بیان پوری طرح اُن معلومات سے مطابقت رکھتا ہے جو اس کے بارے میں آج ہمیں حاصل ہیں اور قرآن کریم میں ایک بھی بیان ایسا نہیں ہے جو جدید سائنس کے لحاظ سے تنقید کی زد میں آسکے۔"

تقدیر کا لکھا جانا:

حدیث نبوی میں فرمایا گیا ہے کہ ماں کے پیٹ میں چالیس چالیس دن کے یہ تین مدارج پورے ہونے یعنی کل چار ماہ گزر جانے کے بعد بچے میں روح پھونکی جاتی ہے اور اِس موقع پر ایک فرشتہ اُس کے متعلق چار باتیں لکھنے پر مامور ہوتا ہے کہ جو اُسے اللہ ربّ العزت کی طرف سے بتلائی جاتی ہیں اور لوحِ محفوظ میں اس سے پہلے ہی لکھی ہوئی ہیں:

1: فرشتہ اُس کا رزق لکھتا ہے کہ اُسے زندگی میں کس قدر رزق دیا جانا ہے۔
2: فرشتہ اُس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا عرصہ اُس نے دُنیا میں زندگی گزارنی ہے۔
3: فرشتہ اُس کا عمل لکھتا ہے کہ اُس نے کیا کچھ کرنا ہے۔
4: فرشتہ اُس کا خوش بخت ہونا یا بد بخت ہونا لکھتا ہے۔

لکھے ہوئے کا غالب آنا:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ایک انسان نیک اعمال کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ جنت کے قریب ہو چکا ہوتا ہے' کہ اُس کا لکھا ہوا اُس پر غالب آجاتا ہے اور وہ بداعمالیوں میں مبتلا ہو کر جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف کوئی انسان بداعمالیوں میں لگا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ جہنم کے قریب ہو چکا ہوتا ہے' کہ اُس کا لکھا ہوا اُس پر غالب آجاتا ہے اور وہ نیک اعمال کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

مسئلۂ تقدیر پر ایک سوال اور اُس کا جواب:

تقدیر کے لکھے جانے اور لکھے ہوئے کے غالب آنے پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سب کچھ پہلے سے لکھ لیا گیا ہے اور انسان نے اُسی کے مطابق عمل کرنا ہے' تو انسان کے بداعمالیوں میں مبتلا ہونے میں اُس کا کیا قصور ہے؟ وہ جہنم کا مستحق کیوں ہوگا؟

اِس سوال کے جواب کو ہم ایک مثال کے ساتھ سمجھانا چاہیں گے۔ موجودہ دور کمپیوٹر کا دور ہے۔ فرض کریں کہ ہم ایک کمپیوٹر کو کسی

کام پر لگا دیتے ہیں اور خود کاغذ قلم لے کر ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور کمپیوٹر کے اُس کام کے ایک ایک سیکنڈ کے مراحل نوٹ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر ہم کمپیوٹر سے بار بار وہی کام لیتے ہیں اور بار ہا اپنے لکھے ہوئے کے ایک ایک سیکنڈ کو کمپیوٹر کے عمل سے ملاتے ہیں۔ بار بار کے تجربہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہم جب بھی کمپیوٹر کو اُس کام پر لگاتے ہیں' وہ اِسی لکھے ہوئے کے مطابق کام کرتا ہے۔ اب ہم اپنے کسی دوست کے سامنے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کمپیوٹر کو اس کام پر لگائیں گے تو وہ ہمارے لکھے ہوئے کے مطابق ہی عمل کرے گا۔ مزید یہ کہ ہم اپنے دوست کے سامنے کمپیوٹر کو اس کام پر لگا کر اِس کا مشاہدہ بھی کروا دیتے ہیں۔ کیا اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم نے کمپیوٹر کے ایک ایک سیکنڈ کے عمل کو زبردستی اپنے لکھے ہوئے کے مطابق بنایا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہی کہا جائے گا کہ ہم نے اُسے زبردستی اِس لکھے ہوئے کے مطابق نہیں چلایا' بلکہ وہ ایک خودکار مشین ہے اور ہمیں چونکہ تجربہ کے ذریعے اس کے عمل کے ایک ایک لمحے کا علم ہو چکا تھا' لہٰذا ہم نے اپنے دوست کے سامنے اُسے چلانے سے پہلے ہی لکھ رکھا تھا۔

اللہ ربّ العزت نے بھی سب کچھ پہلے سے لکھ رکھا ہے' لیکن یہ نہیں ہے کہ اللہ ہمیں زبردستی اس لکھے ہوئے پر چلا رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اللہ کو چونکہ سب کچھ پہلے سے علم ہے کہ فلاں نے یہ کرنا ہے اور فلاں نے یہ کرنا ہے' لہٰذا اللہ نے پہلے سے لکھ رکھا ہے۔ باقی رہا ہمارا عمل' تو یہ اللہ ہم سے زبردستی نہیں کروا رہے' بلکہ اِس کا اللہ نے ہمیں اختیار دے رکھا ہے۔ ہمارے لکھے ہوئے اور اللہ کے لکھے ہوئے میں فرق یہ ہے کہ ہم نے بارہا تجربات کے بعد لکھا تھا' لیکن اللہ کا علم تجربات سے بے نیاز ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم نے بارہا تجربات کے بعد بھی جو لکھا ہے' اُس میں غلطی کا بھی امکان ہے اور یہ بھی امکان ہے کہ کمپیوٹر کے اندر اس کام کے دوران اچانک کوئی خرابی پیدا ہو جائے اور وہ ہمارے لکھے ہوئے کے بالکل خلاف کام کرنے لگ جائے' لیکن اللہ کے لکھے ہوئے میں کسی خطا کا امکان نہیں ہے۔ اللہ کو یہ بھی پہلے سے معلوم ہے کہ ایک اچھے بھلے نیک اعمال کرتے ہوئے انسان میں زندگی کے کس لمحہ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ بداعمالیوں کی طرف راغب ہو جائے گا اور ایک بدعمل کی زندگی میں کس لمحے میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اور اُس نے نیکی کا راستہ اختیار کر لینا ہے۔ اِس لئے اللہ نے سب کچھ پہلے سے لکھ رکھا ہے۔

ہماری اِس بحث سے معلوم ہوا کہ انسان کو مکمل طور پر مجبورِ محض نہیں بنایا گیا' بلکہ اُسے اپنے اعمال پر بہت حد تک اختیار دیا گیا ہے۔ لکھے ہوئے کے غالب آنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ اُسے زبردستی ایک راہ سے ہٹا کر دوسری راہ پر لگا دیا جاتا ہے' بلکہ یہ بھی وہ اپنے اختیار سے ہی کرتا ہے' البتہ چونکہ اللہ ربّ العزت کو اُس کی زندگی کے اِس موڑ یا اِس انقلاب کا پہلے سے علم ہے' لہٰذا اللہ نے پہلے سے اِس موڑ یا انقلاب کے متعلق بھی لکھ رکھا ہے۔

دوسرا رُخ:

انسان کو اپنے اعمال پر اگرچہ بہت حد تک مختار بنایا گیا ہے اور وہ اپنی مرضی سے نیکی یا بدی کی راہ اختیار کرتا ہے' لیکن اُسے مکمل طور پر خودمختار بہرحال نہیں بنایا گیا۔ اگر اللہ چاہیں تو کسی وقت بھی اُس سے کسی کام کا اختیار سلب فرما سکتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ انسان کو مجبور بنایا گیا ہے کہ مختار؟ آپؓ نے سوال کرنے والے کو ایک پاؤں اُٹھانے کا کہا' اُس نے اُٹھا لیا۔ آپؓ نے اب اُسے بیک وقت دونوں پاؤں اُٹھانے کا کہا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ میں بیک وقت دونوں پاؤں اُٹھا کر فضا میں معلق کھڑا رہ سکوں۔ اِس طرح سے حضرت علی المرتضیٰؓ نے اُسے جبر و اختیار کی حقیقت سمجھا دی کہ انسان کو کسی حد تک اختیار دیا گیا ہے' لیکن مکمل نہیں۔

----------☆----------

حدیث نمبر 5: ردِّ بدعت

عَنْ	اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ عَائِشَةَ	رَضِيَ اللّٰهُ
سے	ام المؤمنین ام عبداللہ عائشہ	رضی اللہ

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

عَنْهَا	قَالَتْ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ
عنہا	کہتی ہیں	فرمایا	رسول اللہ نے	صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	مَنْ	اَحْدَثَ	فِيْ	اَمْرِنَا	هٰذَا
علیہ وسلّم	جس نے	نئی بات نکالی	میں	ہمارے معاملہ	اِس
مَا	لَيْسَ	مِنْهُ	فَهُوَ	رَدٌّ.	(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ
جو	نہیں ہے	اِس سے	تو وہ	مردود ہے۔	(اِس کو بخاریؒ و
مُسْلِمٌ.)		(وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ)		مَنْ
مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)		(اور مسلم کی ایک روایت میں ہے)		جس نے
عَمِلَ	عَمَلًا	لَيْسَ	عَلَيْهِ	اَمْرُنَا	فَهُوَ
کیا	کوئی ایسا کام	کہ نہیں ہے	اس پر	ہمارا حکم	تو وہ
رَدٌّ.					
مردود ہے۔					

بامحاورہ ترجمہ:

امّ المؤمنین امّ عبداللہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جس نے ہمارے اِس معاملہ (دین) میں کوئی نئی بات نکالی کہ جو اِس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔'' (اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔) (اور مسلم کی ایک روایت میں ہے:) ''جس نے کوئی ایسا کام کیا کہ جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''

توضیح:

بدعت کیا ہے؟:

ہر وہ عمل کہ جو دین کا حصہ نہیں ہے' اُسے دین کا حصہ اور باعثِ ثواب سمجھتے ہوئے بجالانا بدعت ہے۔ خود رحمتِ کائنات ﷺ نے نہایت مختصر مگر جامع انداز میں بدعت کی تعریف فرمائی ہے کہ

كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ.

''(دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے۔''

علّامہ عطاء اللہ بندیالوی بدعت کی وضاحت اِن الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں:

''اگر کوئی شخص عبادت و نیکی اور ثواب کا کوئی ایسا کام کرے گا جس کا وجود آنحضرت ﷺ کے مبارک دور میں نہیں تھا اور خلفاء راشدین کا سنہری دور بھی اس کام سے خالی نظر آتا ہے اور اصحاب رسول بھی وہ کام نہیں کرتے تھے' آج کوئی شخص اس کام کو نیکی اور دین سمجھتا ہے تو وہ سراسر فریب اور دھوکہ اور غلط فہمی میں مبتلا ہے' وہ کام ثواب اور دین نہیں ہوگا' بلکہ بدعت ہوگا۔''

علّامہ بندیالوی کے اِن الفاظ سے یہ بھی واضح ہوا کہ بدعت ایسا کام ہوتا ہے کہ جو بظاہر نیکی اور ثواب والا ہوتا ہے۔ زیرِ نظر حدیث نبوی میں بھی حضور اکرم ﷺ نے بدعت کا مفہوم واضح فرماتے ہوئے اُسے مردود قرار دیا ہے۔

بدعتی جامِ کوثر سے محروم رہے گا:

ساقی کوثر ﷺ فرماتے ہیں کہ میں حوضِ کوثر پر ہوں گا اور دیکھوں گا کہ کچھ لوگ حوضِ کوثر کی طرف آئیں گے' لیکن میرے اور اُن کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ انہیں میری طرف آنے دو' میرے امتی ہیں۔ فرشتے جواب میں کہیں گے کہ آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی باتیں نکال لی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ فرشتوں کا یہ جواب سن کر میں کہوں گا کہ جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل دیا' انہیں دور کر دو۔

بدعت کی مذمت کے متعلق دیگر احادیث نبویہ:

- O: ''ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ کی طرف لے جانے والی ہے۔''
- O: ''نئی نئی باتوں سے بچو! پس بے شک ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''
- O: ''جس نے کوئی گمراہی کی بدعت جاری کی کہ جسے اللہ اور اُس کا رسول پسند نہیں کرتے تو اُس پر اِس (بدعت) پر عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہوگا' لیکن اِس سے اُن (عمل کرنے والوں) کے (گناہ کے) بوجھ میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔''
- O: ''بے شک بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین راستہ محمد (ﷺ) کا راستہ ہے اور بدترین کام وہ ہیں کہ جو نئے گھڑے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''
- O: ''اللہ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول فرماتے ہیں اور نہ نماز اور نہ صدقہ اور نہ حج اور نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ کوئی فرخ عبادت اور نہ کوئی نفل عبادت۔ وہ اسلام سے یوں خارج ہو جاتا ہے کہ جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔''
- O: جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی تو تحقیق اُس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔''

---------☆---------

حدیث نمبر6: مشتبہات سے اجتناب

عَنْ	اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ	النُّعْمَانِ	بْنِ بَشِیْرٍ	رَضِیَ اللّٰہُ	
سے	ابوعبداللہ	نعمان	بن بشیر	رضی اللہ	
عَنْہُمَا	قَالَ	سَمِعْتُ	رَسُوْلَ اللّٰہِ	صَلَّی اللّٰہُ	
عنہما	کہتے ہیں	میں نے سنا	رسول اللہ سے	صلی اللہ	
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	یَقُوْلُ	اِنَّ	الْحَلَالَ	بَیِّنٌ وَّ	
علیہ وسلم	فرماتے ہوئے	بے شک	حلال	واضح ہے اور	
اِنَّ	الْحَرَامَ	بَیِّنٌ وَّ	بَیْنَہُمَا	اُمُوْرٌ	
بے شک	حرام	واضح ہے اور	اُن کے درمیان ہیں	کچھ چیزیں	
مُشْتَبِہَاتٌ	لَا	یَعْلَمُہُنَّ	کَثِیْرٌ	مِّنَ	النَّاسِ
مشتبہ	نہیں	اُن کو جانتے	بہت سے	سے	لوگوں

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

فَمَنِ	اتَّقَى	الشُّبُهَاتِ	فَقَدِ	اسْتَبْرَأَ	لِدِيْنِهٖ	وَ
پس جو	بچا	مشتبہ چیزوں سے	تو تحقیق	اُس نے بچالیا	اپنے دین کو	اور
عِرْضِهٖ	وَ	مَنْ	وَقَعَ	فِی	الشُّبُهَاتِ	وَقَعَ
اپنی عزت کو	اور	جو کوئی	پڑ گیا	میں	مشتبہ چیزوں	وہ پڑ گیا
فِی	الْحَرَامِ	كَالرَّاعِیْ	يَرْعٰی	حَوْلَ		
میں	حرام	جیسا کہ ایک چرواہا	جو چراتا ہو	اِرد گرد		
الْحِمٰی	يُوْشِكُ	اَنْ	يَّرْتَعَ	فِيْهِ	اَلَا	وَ
ممنوعہ چراگاہ کے	قریب ہے	کہ	وہ چرانے لگے	اس میں	خبردار	اور
لِكُلِّ	مَلِكٍ	حِمًی	اَلَا	وَ	اِنَّ	حِمَی
لئے ہر	بادشاہ کے	ایک ممنوعہ چراگاہ ہے	خبردار	اور	بے شک	ممنوعہ چراگاہ
اللّٰهِ	مَحَارِمُهٗ		اَلَا	وَ	اِنَّ	فِی
اللہ کی	اُس کی حرام کردہ چیزیں ہیں		خبردار	اور	بے شک	میں
الْجَسَدِ	مُضْغَةٌ	اِذَا	صَلَحَتْ	صَلَحَ		
جسم	ایک گوشت کا ٹکڑا ہے	جب	وہ صحیح ہو جائے	صحیح ہو جاتا ہے		
الْجَسَدُ	كُلُّهٗ	وَ	اِذَا	فَسَدَتْ	فَسَدَ	
جسم	سارا	اور	جب	وہ خراب ہو جائے	خراب ہو جاتا ہے	
الْجَسَدُ	كُلُّهٗ	اَلَا	وَ	هِیَ	الْقَلْبُ.	(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَ
جسم	سارا	خبردار	اور	وہ	دل ہے۔	(اِس کو بخاریؒ و
مُسْلِمٌ.)						
مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)						

بامحاورہ ترجمہ:

ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتے سنا: ''بے شک حلال واضح ہے اور بے شک حرام واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں کہ جن کو لوگوں میں سے بہت سے نہیں جانتے، پس جو مشتبہ چیزوں سے بچ گیا تو تحقیق اُس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا' وہ حرام میں پڑ گیا، جس طرح ایک چرواہا کہ جو ممنوعہ چراگاہ کے اِرد گرد چراتا ہو' قریب ہے کہ وہ اس میں چرانے لگے، خبردار! اور بے شک ہر بادشاہ کی ایک ممنوعہ چراگاہ ہے، خبردار! اور بے شک اللہ کی چراگاہ اُس کی حرام کردہ چیزیں ہیں، خبردار! اور بے شک جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ صحیح ہو جائے' سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور جو وہ خراب ہو جائے' سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، خبردار! اور وہ دل ہے۔'' (اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح: حلال و حرام کیا ہے؟:

شریعت اسلامیہ کی رو سے حلال ایسی مباح اور غیر ممنوع چیز کو کہا جاتا ہے کہ جس کے کرنے یا اُس کے استعمال کی شارع نے اجازت دی ہو اور اِس کے مقابلہ میں حرام ایسی چیز کو کہا جاتا ہے کہ جس کی شارع نے قطعی طور پر ممانعت کی ہو۔

حلت وحرمت کا تصور:

اسلام میں حلت وحرمت کا تصور تین طرح سے ہے:

1: اسلام نے کچھ غذاؤں کو حلال قرار دیا ہے اور کچھ کو حرام۔ مثلاً کئی جانوروں کے گوشت، پھل، سبزیاں اور کئی مشروبات حلال کئے گئے ہیں اور دوسری طرف کئی جانوروں خصوصاً خنزیر کے گوشت اور کئی قسم کے مشروبات مثلاً خمر وغیرہ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

2: اسلام نے حصولِ رزق کے کچھ ذرائع کو حلال قرار دیا ہے اور کچھ کو حرام۔ مثلاً صنعت وتجارت، زراعت اور محنت ومزدوری وغیرہ کو حلال قرار دیا گیا ہے اور چوری وڈکیتی اور رشوت وسود وغیرہ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

3: اسلام نے کچھ امور ومعاملات کو حلال قرار دیا ہے اور کچھ کو حرام۔ مثلاً اپنی بیوی سے حق زوجیت ادا کرنے کو حلال قرار دیا گیا ہے اور اس کے مقابلہ میں زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

ایک مسلمان ہونے اور شریعت اسلامیہ پر عمل کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم حلال وحرام کی ان تینوں صورتوں کو مدنظر رکھیں۔

مشتبہات سے بچنا:

اللہ ربّ العزت نے حلال وحرام کو واضح فرمایا ہے' لیکن بعض اوقات کوئی شخص شبہ کا شکار ہو جاتا ہے اور کسی چیز یا کام کے متعلق اُسے شرح صدر نہیں ہو رہا ہوتا کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ زیرِ نظر حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ ایسے مشتبہ امور اور ایسی مشتبہ چیزوں سے بچنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ مثلاً ایک شکاری کسی پرندہ کا شکار کرتا ہے' لیکن وہ تذبذب کا شکار ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام یا ایک شخص کوئی خاص کاروبار شروع کرنا چاہتا ہے' لیکن وہ تذبذب کا شکار ہے کہ کاروبار کی یہ صورت حلال ہے یا حرام۔ ایسی صورتحال میں ہمیں مشتبہ کام یا چیز سے بہرحال بچنا چاہیے۔

مثال سے وضاحت:

حضور اکرم ﷺ نے مشتبہات سے بچنے کی تلقین فرماتے ہوئے ایک مثال بھی ذکر فرمائی ہے کہ اگر ایک چرواہا کسی ممنوعہ چراگاہ کے قریب اپنی بکریاں چراتا ہے تو یہ عین ممکن ہے کہ کسی وقت وہ دانستہ یا نادانستہ اُس ممنوعہ چراگاہ کے اندر چرانا شروع کر دے' تو اسی طرح اللہ کی حرام کردہ چیزیں بھی اللہ کی طرف سے ایک ممنوعہ چراگاہ ہیں اور ظاہر ہے کہ اِس ممنوعہ چراگاہ سے چرانا تو جائز نہیں' لیکن مناسب یہ ہے کہ صرف اِسی حد تک اہتمام کو کافی نہ سمجھا جائے کہ اِس ممنوعہ چراگاہ میں نہیں جانا' بلکہ اِس کے قریب چرانے یعنی مشتبہات میں پڑنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر آج کوئی مشتبہات کو استعمال کر رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ کل کو اُس کا حوصلہ اتنا بڑھ جائے کہ وہ حرام کا بھی استعمال شروع کر دے اور اللہ کی ممنوعہ چراگاہ سے چرانے لگ جائے۔

دل کی اصلاح:

زیرِ بحث حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ نے دل کی اصلاح کی بھی ترغیب دی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کا قلبی میلان اُس کے بہت سے افعال کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ انسان کا ضمیر کئی دفعہ انسان کو کسی غلط کام سے روک رہا ہوتا ہے' لیکن اس کا دل اُسے اُسی کام کی طرف مائل کر رہا ہوتا ہے اور وہ اپنے دل کی مان کر اُسی کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ اِسی لئے ہادیٔ عالم ﷺ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ انسان کو اپنے دل کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ اگر انسان کا دل صحیح سمت کی طرف جانے والا بن جائے تو سارے انسان کی اصلاح ہو جاتی ہے' لیکن اگر انسان کا دل غلط کی طرف راغب اور مائل ہو جائے تو سارے انسان میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

----------☆----------

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

حدیث نمبر 7: خیر خواہی

عَنْ	اَبِیْ رُقَیَّۃَ تَمِیْمِ بْنِ اَوْسِ الدَّارِیِّ			رَضِیَ اللّٰہُ
سے	ابو رقیہ تمیم بن اوس الداری			رضی اللہ
تَعَالٰی عَنْہُ	اَنَّ	النَّبِیَّ	صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	
تعالیٰ عنہ	کہ	نبی نے	صلی اللہ علیہ وسلم	
قَالَ	الدِّیْنُ	النَّصِیْحَۃُ	قُلْنَا	لِمَنْ	قَالَ
فرمایا	دین	خیر خواہی ہے	ہم نے کہا	کس کے لئے	فرمایا
لِلّٰہِ	وَ	لِکِتَابِہٖ	وَ	لِرَسُوْلِہٖ	وَ
اللہ کے لئے	اور	اُس کی کتاب کے لئے	اور	اُس کے رسول کے لئے	اور
لِاَئِمَّۃِ	الْمُسْلِمِیْنَ	وَ	عَامَّتِہِمْ.	(رَوَاہُ مُسْلِمٌ.)	
حکام کے لئے	مسلمانوں کے	اور	اُن کے عوام کے لئے۔	(اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)	

بامحاورہ ترجمہ:

ابو رقیہ تمیم بن اوس الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین خیر خواہی ہے۔'' ہم نے کہا (پوچھا): ''کس کے لئے؟'' فرمایا: ''اللہ کے لئے اور اُس کی کتاب کے لئے اور اُس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے حکام اور اُن کے عوام کے لئے۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

خیر خواہی کیا ہے؟:

خیر خواہی سے مراد کسی کا بھلا چاہنا اور کسی کو فائدہ پہنچانا ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ لفظ خیر خواہی کا یہ مفہوم اس کے لغوی معنٰی کے اعتبار سے ہے اور افرادِ معاشرہ یا مسلم حکام کی حد تک تو یہ درست ہے لیکن زیرِ بحث حدیث نبوی میں یہ لفظ اِن کے علاوہ ذاتِ باری تعالیٰ اور کتاب اللہ و رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں اِس کا یہ معنٰی مراد نہیں لیا جا سکے گا۔ ان کے حق میں اِس لفظ کے استعمال کے لئے ہمیں اِس لفظ کا وسیع مفہوم مراد لینا ہوگا۔ اِس کی وضاحت ہم انشاء اللہ آئندہ سطور میں کر رہے ہیں۔

خیر خواہی کی اہمیت:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں پورے دین کو ہی خیر خواہی میں بند کر دیا گیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں خیر خواہی کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

اللہ کے لئے خیر خواہی:

اللہ کے لئے خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ اللہ ربّ العزت کو ذات، صفات اور عبادات ہر لحاظ سے وحدہٗ لاشریک تسلیم کیا جائے، ہر قسم کے شرک سے اجتناب کیا جائے، ہر قسم کی عبادات کو اُسی کے لئے روا اور جائز سمجھا جائے، رکوع و سجود ہو یا قیام و قعود، سر جھکانا ہو یا دامن پھیلانا، طواف ہو یا نذر و نیاز سب کچھ اُسی کی بارگاہ میں جائز سمجھا جائے، حاجت روا اور مشکل کشا صرف اُسی کو سمجھا جائے، حاجات میں سے

صرف اُسی کو پکارا جائے، کارساز و مختار صرف اُسی کو سمجھا جائے، مرادیں پوری کرنے والا اور جھولیاں بھرنے والا اُسی کو خیال کیا جائے، اُس کے علاوہ کسی اور کو داتا و دستگیر یا گنج بخش اور فیض رساں نہ سمجھا جائے وغیرہ۔

کتاب اللہ کے لئے خیر خواہی:

کتاب اللہ سے خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ اسے اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کردہ لاریب کتاب تسلیم کیا جائے، اِس پر ایمان رکھا جائے، اسے پڑھا اور سمجھا جائے، اس کی شرح و تفسیر خود بھی سیکھی جائے اور اِسے دوسروں کو بھی سکھلایا جائے، اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے، اس کی تبلیغ و اشاعت کی جائے، اس کی حرمت و تقدس کا خیال رکھا جائے، جہاں کہیں اس کی تعلیمات کے خلاف کوئی کام ہو رہا ہو اُس سے روکا جائے، اگر کوئی ہاتھ یا زبان اس کی گستاخی میں اُٹھے تو اُس کی اِس جرأت کو کچل دیا جائے وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ کے لئے خیر خواہی:

رسول اللہ ﷺ کے لئے خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کو اللہ کا آخری نبی تسلیم کرتے ہوئے آپؐ کی رسالت پر ایمان رکھا جائے، آپؐ سے محبت و عقیدت رکھی جائے، آپؐ کی اطاعت کو اپنا شعار بنایا جائے، آپؐ کے ساتھ محبت کے صرف اعلانات اور دعووں کی بجائے آپؐ کی تعلیمات کو پوری طرح تسلیم کر کے اپنی محبت کا عملی ثبوت دیا جائے، ہر اُس چیز کو اختیار کیا جائے کہ جس پر آپؐ کی پسندیدگی کی مہر ثبت ہو اور ہر اُس چیز سے اجتناب کیا جائے کہ جسے آپؐ نے ناپسند فرمایا ہو، سنت کو اختیار کیا جائے اور بدعت سے نفرت کی جائے وغیرہ۔

حکام کے لئے خیر خواہی:

مسلم حکام کے لئے خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ اُن کی امارت و قیادت کو تسلیم کیا جائے، اُن کی اطاعت کی جائے، اُن کے ساتھ محبت و وفاداری رکھی جائے، اُن کی حکم عدولی اور اُن سے غداری سے اجتناب کیا جائے، کوئی ایسا کام نہ کیا جائے کہ جو اُن کی حکومت و امارت کے لئے باعثِ نقصان ہو وغیرہ۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مسلمان حکام کی یہ خیر خواہی اُسی وقت تک ہے کہ جب تک وہ کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق حکومت چلائیں۔

عوام کے لئے خیر خواہی:

مسلم عوام کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ اُن میں سے ہر ایک کے انفرادی و اجتماعی حقوق کو ادا کیا جائے، اُن کے ساتھ اخوت و بھائی چارہ رکھا جائے، کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے کہ جو اُن کے اجتماعی یا اُن میں سے کسی کے انفرادی نقصان کا باعث ہو، اُن سے محبت اور حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے وغیرہ۔

---------☆---------

حدیث نمبر 8: قتال

عَنْ	عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا		اَنَّ
سے	عبداللہ بن عمر	رضی اللہ عنہما		کہ
رَسُوْلَ اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ			قَالَ
رسول اللہ نے	صلی اللہ علیہ وسلم			فرمایا
اُمِرْتُ	اَنْ	اُقَاتِلَ	النَّاسَ	حَتّٰى
مجھے حکم دیا گیا ہے	کہ	میں قتال کروں	لوگوں سے	یہاں تک کہ

يَشْهَدُوْا	اَنْ	لَّا	اِلٰهَ	اِلَّا	اللّٰهُ وَ
وہ گواہی دیں	کہ	نہیں	کوئی معبود	مگر	اللہ اور
اَنَّ	مُحَمَّدًا	رَّسُوْلُ	اللّٰهِ	وَ يُقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ
یہ کہ	محمدؐ	رسول ہیں	اللہ کے	اور وہ قائم کریں	نماز
وَ يُؤْتُوا	الزَّكٰوةَ	فَاِذَا	فَعَلُوْا	ذٰلِكَ	
اور ادا کریں	زکوٰۃ	پس جب	وہ کریں	یہ	
عَصَمُوْا	مِنِّيْ	دِمَآءَهُمْ	وَ اَمْوَالَهُمْ	اِلَّا	بِحَقِّ
اُنہوں نے بچالئے	مجھ سے	اپنے خون	اور اپنے مال	مگر	ساتھ حق
الْاِسْلَامِ	وَ حِسَابُهُمْ	عَلَى اللّٰهِ.	(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ		
اسلام کے	اور اُن کا حساب ہے	پر	اللہ۔	(اس کو بخاریؒ اور	
مُسْلِمٌ.)					
مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)					

بامحاورہ ترجمہ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، پس جب وہ یہ کریں تو اُنہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال بچالئے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور اُن کا حساب اللہ پر ہے۔'' (اس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

حرفِ ابتداء:

زیرِ بحث حدیث نبوی میں سید المجاہدین ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں کہ مجھے لوگوں سے اُس وقت تک قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ جب تک وہ کلمہ کا اقرار اور نماز و زکوٰۃ کا اہتمام نہ کریں۔ اگر وہ کلمہ کا اقرار کر لیں اور نماز و زکوٰۃ کو اختیار کر لیں تو اب حق اسلام کے علاوہ اُن کا قتل اور اُن سے لڑائی کرنا درست نہیں۔ ظاہراً ان امور کے بجالانے پر اُن کے خون اور اُن کے مال ہمارے ہاتھ سے تو محفوظ ہو جائیں گے لیکن اگر اُنہوں نے دل سے ان امور کو تسلیم نہ کیا ہوگا تو اُن کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

دین میں جبر:

مذکورہ حدیث نبوی کے ظاہری الفاظ سے اِس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوا جائے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور یہ کہ لوگوں کو تلوار کے زور پر زبردستی مسلمان بنانا چاہیے۔ دین میں کسی کو زبردستی داخل کرنے کی خود قرآن حکیم میں واضح الفاظ میں ممانعت آئی ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (2 البقرہ 256)

[دین (کے معاملہ) میں زبردستی نہیں ہے۔]

حدیث نبوی کے ظاہری الفاظ سے جو غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے اُس کی وضاحت ہم یوں کریں گے کہ اگر غیر مسلم سرکشی کرتے ہوئے

اسلامی ریاست پر چڑھائی کریں' یا کسی علاقہ کے مسلمانوں کو وہاں کے غیر مسلم تنگ کر رہے ہوں اور اُن کی آزادانہ عبادات وغیرہ میں رکاوٹ بن رہے ہوں' یا کوئی بھی ایسی صورت پیش آ جائے کہ جس میں شریعتِ اسلامیہ جہاد کا حکم دیتی ہے تو اب اُن سے مسلسل جنگ کی جائے گی' یہاں تک کہ اُن کی طاقت کچلی جائے یا وہ اسلام کا اقرار کر لیں۔

ایک دوسری توجیہہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کسی کو کفر سے اسلام میں لانا تو زبردستی درست نہیں ہے' لیکن اگر کوئی پہلے سے اسلام کا دعوٰی رکھتا ہو' لیکن ارکانِ اسلام کا انکار کر رہا ہو تو اُس سے بہر حال اسلامی حکومت ارکانِ اسلام کی سختی سے پابندی کروائے گی اور اِس کے لئے ایسے لوگوں سے قتال تک نوبت پہنچے تو یہ بھی کیا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا منکرینِ زکوٰۃ سے جہاد اِسی کے ذیل میں آئے گا۔ یہ توجیہہ کرنے کی صورت میں حدیث میں مذکور توحید و رسالت کی گواہی کے متعلق ہم یہ کہیں گے کہ اِس سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ وہ اسلام اور کلمۂ اسلام کا اقرار اور دعوٰی تو کرتے ہیں' لیکن جب تک وہ صحیح معنوں میں مسلمان نہ بن جائیں' اُن سے قتال کیا جائے گا۔

حق اسلام سے کیا مراد ہے؟:

حدیث نبوی میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر لوگ کلمہ کا اقرار کر لیں اور نماز و زکوٰۃ کو اختیار کر لیں تو انہوں نے اپنے خون و مال مجھ سے محفوظ کر لئے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ "مگر اسلام کے حق کے ساتھ"۔ یعنی اگر اسلام کے حق کا تقاضا ہو تو یہ سب کچھ اختیار کر لینے کے باوجود اُن کے خون و مال محفوظ نہیں ہوں گے۔ خون کو غیر محفوظ کرنے والے اسلام کے تین حق ہیں: ایک یہ کہ قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا، دوسرے یہ کہ شادی شدہ زانی کو رجم کی صورت میں قتل کیا جائے گا اور تیسرے یہ کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا۔ مال کو غیر محفوظ کرنے والا کوئی بھی جرمانہ وغیرہ ہو سکتا ہے کہ جو اسلامی حکومت کسی شخص کے کسی جرم پر بطورِ تعذیر لازم کرے۔

---------☆---------

حدیث نمبر 9: اطاعتِ سنت

عَنْ	اَبِیْ هُرَیْرَةَ	عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	بْنِ صَخْرٍ	رَضِیَ اللّٰهُ	
سے	ابو ہریرہ	عبدالرحمٰن	بن صخر	رضی اللہ	
تَعَالٰی عَنْهُ	قَالَ	سَمِعْتُ	رَسُوْلَ اللّٰهِ	صَلَّی اللّٰهُ	
تعالیٰ عنہ	کہتے ہیں	میں نے سُنا	رسول اللہ سے	صلی اللہ	
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	یَقُوْلُ	مَا	نَهَیْتُکُمْ	عَنْهُ	
علیہ وسلم	فرماتے ہوئے	جو	کہ میں تمہیں روکوں	اُس سے	
فَاجْتَنِبُوْهُ	وَ مَآ	اَمَرْتُکُمْ	بِهٖ	فَاْتُوْا	
تو اُس سے رک جاؤ	اور جو	کہ میں تمہیں حکم دوں	اُس کا	تو بجالاؤ	
مِنْهُ	مَا	اسْتَطَعْتُمْ	فَاِنَّمَا	اَهْلَکَ	
اُس سے	جس قدر	تم استطاعت رکھو	پس سوائے اِس کے نہیں	کہ ہلاک کیا	
الَّذِیْنَ	مِنْ	قَبْلِکُمْ	کَثْرَةُ	مَسَآئِلِهِمْ	
اُن لوگوں کو کہ جو	سے	پہلے تمہارے	زیادہ	اُن کے سوالات نے	
وَ اخْتِلَافُهُمْ	عَلٰی	اَنْبِیَآئِهِمْ.	(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَ		
اور اُن کے اختلاف نے	پر (سے)	اپنے انبیاء۔	(اِس کو بخاریؒ و		

مُسْلِمٌ.)
مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

بامحاورہ ترجمہ:

ابو ہریرہ عبدالرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: ''جس چیز سے میں تمہیں روکوں تو اُس سے رُک جاؤ اور جس چیز کا میں تمہیں حکم دوں تو جتنی تمہاری استطاعت ہو اُسے بجالاؤ، پس بے شک تم سے پہلے لوگوں کو اُن کے سوالات کی کثرت نے اور اُن کے اپنے انبیاءؑ سے اختلاف نے ہلاک کیا۔'' (اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

حرفِ آغاز:

مذکورہ حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ کی سنت کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جو کہ حدیث کا اصل موضوع ہے اور کثرتِ سوال اور نبی اکرم ﷺ سے اختلاف سے باز رہنے کا بھی اشارہ کیا گیا ہے۔

اطاعتِ سنت از روئے قرآن:

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (3 ال عمرٰن 132)

[اور اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔]

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (8 الانفال 1)

[اور اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔]

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (33 الاحزاب 21)

[البتہ تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول (ﷺ) میں بہترین نمونہ ہے۔]

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (4 النسآء 80)

[جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اُس نے (درحقیقت) اللہ کی اطاعت کی۔]

اطاعتِ سنت از روئے حدیث:

O: ''خبردار رہو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ویسی ہی ایک اور چیز۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ ایک پیٹ بھرا شخص اپنی مسند سے ٹیک لگائے یہ کہنے لگے کہ بس تم قرآن کی پیروی کرو، جس چیز کو اُس میں حلال پاؤ اُسے حلال سمجھو اور جس کو اُس میں حرام پاؤ اُسے حرام سمجھو۔ حالانکہ جس چیز کو اللہ کا رسول حرام قرار دے وہ ویسا ہی حرام ہے جیسے اللہ کا حرام کردہ۔''

O: ''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، جب تک تم انہیں تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے: وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہیں۔''

O: ''اور جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا۔ پس تم میری سنت اور میرے راست رو ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت پر جمع رہنا، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔''

O: ''تم پر میری سنت اور میرے بعد میرے راست رو، ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت لازم ہے۔''

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

کثرتِ سوال کی ممانعت:

کثرتِ سوال کی ممانعت سے یہ بہرحال مراد نہیں ہے کہ ضروری سوالات بھی نہ کیے جائیں۔ اِس ممانعت میں فضول و لایعنی سوالات آتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ سے اختلاف کی ممانعت:

جب شریعتِ اسلامیہ میں اطاعتِ سنت پر اِس قدر زور دیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ آپؐ سے کسی بھی معاملہ میں کسی بھی انداز میں معمولی اختلاف کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

---------☆---------

حدیث نمبر 10: حلال وطیّب

عَنْ	اَبِیْ هُرَیْرَةَ	رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	قَالَ	قَالَ		
سے	ابو ہریرہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ		کہتے ہیں فرمایا		
رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	اِنَّ	اللّٰهَ			
رسول اللہ نے	صلی اللہ علیہ وسلم	بے شک	اللہ			
تَعَالٰی	طَیِّبٌ	لَا	یَقْبَلُ	اِلَّا	طَیِّبًا	وَ
تعالیٰ	پاک ہے	نہیں	وہ قبول کرتا	مگر	پاکیزہ چیز کو	اور
اِنَّ	اللّٰهَ	اَمَرَ	الْمُؤْمِنِیْنَ	بِمَا	اَمَرَ	
بے شک	اللہ نے	حکم دیا ہے	ایمان والوں کو	ساتھ جو	حکم دیا ہے	
بِهٖ	الْمُرْسَلِیْنَ	فَقَالَ	تَعَالٰی	یٰۤاَیُّهَا		
اُس کا	رسولوں کو	پس فرمایا	اللہ تعالیٰ نے	اے		
الرُّسُلُ	كُلُوْا	مِنَ	الطَّیِّبٰتِ	وَ	اعْمَلُوْا	
رسولو	کھاؤ	سے	پاکیزہ چیزوں	اور	عمل کرو	
صَالِحًا	وَ قَالَ	تَعَالٰی	یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیْنَ		
نیک	اور فرمایا	اللہ تعالیٰ نے	اے	لوگو کہ جو		
اٰمَنُوْا	كُلُوْا	مِنْ	طَیِّبٰتِ	مَا	رَزَقْنٰكُمْ	
ایمان لائے ہو	کھاؤ	سے	پاکیزہ چیزوں	کہ جو	ہم نے تمہیں رزق دی ہیں	
ثُمَّ	ذَكَرَ	الرَّجُلَ	یُطِیْلُ	السَّفَرَ	اَشْعَثَ	
پھر	ذکر فرمایا	ایک آدمی کا	کہ جو لمبا کرتا ہے	سفر	پراگندہ بال	
اَغْبَرَ	یَمُدُّ	یَدَیْهِ	اِلَی	السَّمَآءِ	یَا	
غبار آلود	وہ پھیلاتا ہے	اپنے دونوں ہاتھ	طرف	آسمان کے	اے	
رَبِّ	یَا	رَبِّ	وَ	مَطْعَمُهٗ	حَرَامٌ	
میرے رب	اے	رب	اور (حالانکہ)	اُس کا کھانا	حرام کا ہے	

وَ	مَشْرَبُهٗ	حَرَامٌ	وَ	مَلْبَسُهٗ	حَرَامٌ	وَ
اور	اُس کا پینا	حرام کا ہے	اور	اُس کا لباس	حرام کا ہے	اور
غُذِیَ	بِالْحَرَامِ	فَاَنّٰی	یُسْتَجَابُ			
وہ پرورش کیا گیا ہے	حرام کے ساتھ	پس کیسے	قبول کی جائے			
لَهٗ.	(رَوَاهُ مُسْلِمٌ.)					
اُس سے۔	(اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)					

بامحاورہ ترجمہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے' وہ نہیں قبول کرتا مگر صرف پاکیزہ چیز کو۔ اور اللہ نے ایمان والوں کو اُسی کا حکم دیا ہے کہ جس کا اُس نے رسولوں کو حکم دیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: 'اے رسولو! پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو'۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: 'اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ کہ جو ہم نے تم کو رزق دی ہیں'۔'' پھر (حضور اکرم ﷺ نے) ایک آدمی کا ذکر فرمایا کہ ''جو لمبا سفر کرتا ہے، پراگندہ بال ہے، غبار آلود ہے، وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھاتا ہے: 'اے ربّ اے ربّ!'، اور حالانکہ اُس کا کھانا حرام کا ہے اور اُس کا پینا حرام کا ہے اور اُس کا لباس حرام کا ہے اور اُس کی پرورش حرام سے کی گئی ہے، پس اُس سے (دُعا) کیسے قبول کی جائے گی۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

طیّب و پاکیزہ:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ نے طیّب و پاکیزہ چیزوں کے استعمال کی ترغیب دی ہے کہ اللہ خود بھی پاک ہے اور وہ پاکیزہ چیزوں کو ہی قبول فرماتا ہے اور یہ کہ حلال و پاکیزہ کھانے کا حکم صرف اہلِ ایمان کو ہی نہیں دیا جا رہا' بلکہ یہ نہایت اہم حکم تو سابقہ انبیاء و رسل کو بھی دیا گیا تھا۔

صدقہ طیّب سے ہونا چاہئے:

حضور اکرم ﷺ کے اِس فرمان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو حلال و طیّب اور پاکیزہ مال میں سے صدقہ و خیرات کرنا چاہئے' کیونکہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ صرف پاکیزہ چیزوں کو ہی قبول فرماتے ہیں۔ اگر کوئی اِس کے خلاف حرام میں سے صدقات و خیرات کرے تو وہ قبول نہ ہوں گے۔

رزقِ حلال از روئے قرآن و حدیث:

رزقِ حلال کے حق میں آیاتِ قرآنیہ:

﴿اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ﴾ (5 المائدہ 5)

[آج کے دن تم پر پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں۔]

﴿وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪﴾ (5 المائدہ 88)

[اور اُس میں سے کھاؤ کہ جو اللہ نے تمہیں حلال و پاکیزہ رزق دیا ہے۔]

رزقِ حرام کی ممانعت میں آیاتِ قرآنیہ:

﴿وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (2 البقرہ 188)

[اور تم اپنے مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔]

﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (2 البقرہ 275)

[اور اللہ نے خرید و فروخت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔]

رزقِ حلال کے حق میں احادیث نبویہ:

O: ''حلال طریقوں سے روزی کمانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

O: ''حلال رزق کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔''

رزقِ حرام کی ممانعت میں احادیث نبویہ:

O: ''اگر ایک شخص حرام مال کھاتا ہے اور پھر اس میں سے صدقہ کرتا ہے تو اس کا صدقہ قبول نہیں کیا جائے گا' کیونکہ اللہ گندگی کو گندگی سے صاف نہیں کرتا۔''

O: ''وہ گوشت جس نے حرام مال سے پرورش پائی' جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

حرام کھانے والے کی دُعا قبول نہیں:

زیر بحث حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ جو اگرچہ بڑے لمبے سفر کی صعوبتیں طے کر کے بہت پریشان حالی میں اللہ کے گھر میں پہنچتا ہے اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر بہت عجز و انکسار اور زاری کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں اپنی حاجت پیش کرتا ہے' لیکن اُس کا کھانا پینا اور اُس کا لباس حرام کا ہے اور اُس کی پرورش حرام کے مال سے ہوئی ہے تو حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اُس کی دُعا قبول نہیں ہوگی۔ معلوم ہوا کہ رزقِ حرام قبولیتِ دُعا میں رکاوٹ بنتا ہے۔

----------☆----------

حدیث نمبر 11: مشکوک سے اجتناب

عَنْ	اَبِیْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ	
سے	ابو محمد حسن بن علی بن ابو طالب	
سِبْطِ	رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	وَ
نواسے	رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم	اور
رَيْحَانَتِيْهِ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ	حَفِظْتُ
آپؐ کے خوشبودار نہال	رضی اللہ عنہما کہتے ہیں	میں نے یاد کیا
مِنْ	رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	دَعْ
سے	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	چھوڑ دے

مَا	يُرِيْبُكَ	إِلٰى	مَا	لَا يُرِيْبُكَ.
اُس کو کہ جو	تجھے شک میں ڈالے	طرف	اُس کے کہ جو	نہ تجھے شک میں ڈالے۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ.) (وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.)
(اِس کو ترمذیؒ ونسائیؒ نے روایت کیا ہے۔) (اور ترمذیؒ نے کہا ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

بامحاورہ ترجمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور آپؐ کے خوشبودار نہال ابومحمد حسن بن علی بن ابوطالب رضی اللہ عنھما سے روایت ہے: کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہ بات) یاد کی: ''جو چیز تجھے شک میں ڈالے اُسے چھوڑ کر اُس کی طرف متوجہ ہو جا کہ جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔'' (اِس کو ترمذیؒ ونسائیؒ نے روایت کیا ہے۔) (اور ترمذیؒ نے کہا ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

توضیح: مشکوک سے اجتناب:

اِس کی تشریح وتوضیح کے لئے حدیث نمبر 6 دیکھیے (اِسی کتاب کا صفحہ نمبر 363)۔ اُسی حدیث کی توضیح میں الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ زیرِنظر حدیث کی بھی توضیح کی جاسکتی ہے۔ امید ہے کہ طلبہ وطالبات اِس میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔

---------☆---------

حدیث نمبر12: ترکِ فضولیات

عَنْ	اَبِیْ هُرَيْرَةَ	رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ	قَالَ	قَالَ
سے	ابوہریرہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ		کہتے ہیں فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	مِنْ	حُسْنِ
رسول اللہ نے	صلی اللہ علیہ وسلم	سے	خوبی

اِسْلَامِ	الْمَرْءِ	تَرْكُهُ	مَا	لَا
اسلام کی	کسی آدمی کی	اُس کا چھوڑ دینا ہے	اُس کو کہ جس سے	نہ ہو

يَعْنِيْهِ.	(حَدِيْثٌ حَسَنٌ.)	(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ هٰكَذَا.)
اُس کا تعلق۔	(یہ حدیث حسن ہے۔)	(اِس کو ترمذیؒ وغیرہ نے اِسی طرح روایت کیا ہے۔)

بامحاورہ ترجمہ:

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے اُس کا اُس (چیز) کو چھوڑ دینا ہے کہ جس سے اُس کا تعلق نہ ہو۔'' (یہ حدیث حسن ہے۔) (اِس کو ترمذیؒ وغیرہ نے اِسی طرح روایت کیا ہے۔)

توضیح: حرفِ اوّلیں:

زیرِ بحث حدیث نبوی میں اہلِ ایمان کو فضول ولایعنی باتوں اور امور سے منع فرمایا گیا ہے۔

مؤمن کو وقت کی قدر کرنی چاہیئے:

مؤمن کی زندگی بامقصد ہونی چاہیئے۔ اُسے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ سوچ سمجھ کر گزارنا چاہیئے۔ اُسے یہ خیال کرنا چاہیئے کہ اُس

کی زندگی کے جو لمحات گزر چکے ہیں' وہ اُس کا ماضی بن چکے ہیں، وہ اب لوٹ کر آنے والے نہیں ہیں، وہ اس کے دائرۂ عمل اور دائرۂ اختیار سے جا چکے ہیں، اب اُن لمحوں کو استعمال کرنا ممکن نہیں رہا۔ جو لمحات ابھی اُسی کی زندگی میں نہیں آئے' وہ بھی اس کی دسترس سے باہر ہیں، اُن کو فی الوقت استعمال نہیں کیا جا سکتا اور فی المستقبل بھی اُن کا استعمال یقینی نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ قضا اتنی مہلت ہی نہ دے کہ زندگی میں مزید لمحات آئیں اور ہو سکتا ہے کہ مزید لمحات تو آئیں' لیکن انسان ایسا مجبور و بے بس ہو چکا ہو کہ اُن کے استعمال پر قادر نہ ہو سکے۔ گویا ماضی اور مستقبل دونوں کے لمحات اُس کی دسترس سے باہر ہیں' اُس کے لئے قابلِ استعمال لمحہ صرف حال کا ایک لمحہ ہے۔ اگر وہ مستقبل سے حال بننے والے ہر لمحہ کو لایعنی اور فضول باتوں اور کاموں میں گزار کر ماضی بناتا جائے گا تو اُسے زندگی سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اُسے چاہیے کہ وہ حال کے ایک قابلِ عمل اور قابلِ استعمال لمحہ کی قدر کرے اور اُسے جس قدر ہو سکے' احسن انداز میں گزارے۔

انسان کا مقصدِ تخلیق:

اللہ ربّ العزت نے انسان کا مقصدِ تخلیق عبادت بتلایا ہے:

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (51 الذّٰریٰت 56)

[اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔]

جب انسان کا مقصدِ تخلیق عبادت ہے تو اہلِ ایمان کو چاہیے کہ لایعنی اور فضول باتوں اور امور میں وقت گزارنے کی بجائے اپنے اِس مقصدِ تخلیق کی طرف متوجہ رہیں۔

فضولیات سے اجتناب کا قرآنی حکم:

قرآن حکیم میں بھی فضولیات سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴾ (23 المؤمنون 1,2,3)

[تحقیق ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ کہ جو اپنی نمازوں میں عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ اور جو فضول بات سے اعراض کرتے ہیں۔]

---------☆---------

حدیث نمبر 13: اخوت و بھائی چارہ

عَنْ	اَبِیْ حَمْزَةَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ	رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ			
سے	ابو حمزہ انس بن مالک	رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
خَادِمِ	رَسُوْلِ اللّٰهِ	صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	عَنِ		
خادم	رسول اللہ کے	صلی اللہ علیہ وسلم	سے		
النَّبِیِّ	صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ	لَا		
نبی	صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا	نہیں		
يُؤْمِنُ	اَحَدُكُمْ	حَتّٰی	يُحِبُّ	لِاَخِيْهِ	
ایمان والا ہوتا	تم میں سے کوئی ایک	یہاں تک کہ	وہ پسند کرے	اپنے بھائی کے لئے	
مَا	يُحِبُّ	لِنَفْسِهٖ.	(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ.)		
جو	وہ پسند کرتا ہے	اپنے لئے۔	(اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)		

بامحاورہ ترجمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ابوحمزہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: ''تم میں سے کوئی اُس وقت تک (کامل) ایمان والا نہیں ہوسکتا کہ جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔'' (اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح: اسلامی اخوت:

اسلام اخوت و بھائی چارے کی تلقین کرتا ہے۔ زیرِ نظر حدیث میں بھی اہلِ ایمان کو اخوت و بھائی چارہ کا درس دیا گیا ہے کہ تم میں سے کوئی اُس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا کہ جب تک وہ اپنے مؤمن بھائی کے لئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حدیث کی معنوی وسعت:

حدیث کے ظاہری الفاظ سے بظاہر صرف یہ محسوس ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مادی اشیاء کے متعلق فرما رہے ہیں کہ جو اپنے لئے پسند کیا جائے وہی اپنے اہلِ ایمان بھائی کے لئے بھی پسند کیا جائے۔ یہ چیز بھی اگرچہ اِس حدیث کے ذیل میں آجاتی ہے لیکن درحقیقت حدیث نبوی اپنے اندر نہایت وسیع مفہوم رکھتی ہے۔ اِس میں مادی اشیاء کے علاوہ بھی بہت کچھ شامل ہے۔ مثلاً مؤمن کو اپنے مؤمن بھائیوں کے ساتھ بھی ویسا ہی رویہ رکھنا چاہیے کہ جیسا رویہ وہ دوسروں سے اپنے لئے پسند کرتا ہے، اُسے دوسروں کی بھی ویسے ہی خیر خواہی چاہنی چاہیے کہ جیسی خیر خواہی کی وہ دوسروں سے اپنے لئے توقع اور خواہش رکھتا ہے، اُسے دوسروں سے بھی ویسا ہی تعاون رکھنا چاہیے کہ جیسا وہ دوسروں سے اپنے لئے چاہتا ہے، اُسے دوسروں کے لئے بھی ویسے ہی اچھے جذبات و احساسات رکھنے چاہئیں کہ جیسے اچھے جذبات و احساسات وہ دوسروں سے اپنے لئے پسند کرتا ہے وغیرہ۔

اخوت از روئے قرآن:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (49 الحجرات 10)

[بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔]

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا﴾ (3 ال عمرٰن 103)

[اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی' پس تم اسکی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔]

﴿وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ﴾ (8 الانفال 63)

[اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دی۔]

اخوت از روئے حدیث:

- ''اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''
- ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے اسکے دشمن کے سپرد کرے۔''
- ''تو مومنوں کو آپس میں رحم اور دوستی رکھنے اور مہربانی کرنے میں ایسے دیکھے گا کہ جیسے ایک جسم کہ جب اس کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بخار اور بے خوابی سے بے چین ہو جاتا ہے۔''

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

---------☆---------

حدیث نمبر 14: قتلِ مسلم کے جواز کی صورتیں

عَنِ	ابْنِ مَسْعُوْدٍ	رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ	قَالَ	قَالَ	
سے	ابن مسعود	رضی اللہ تعالیٰ عنہ		کہتے ہیں	فرمایا
رَسُوْلُ اللّٰہِ	صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	لَا	یَحِلُّ		
رسول اللہ نے	صلی اللہ علیہ وسلم	نہیں	حلال ہوتا		
دَمُ	امْرِیءٍ	مُسْلِمٍ	اِلَّا	بِاِحْدٰی	
خون	کسی آدمی کا	مسلمان	مگر	کسی ایک کے ساتھ (کی وجہ سے)	
ثَلٰثٍ	اَلثَّیِّبُ	الزَّانِیْ	وَ	النَّفْسُ	بِالنَّفْسِ
تین میں سے	شادی شدہ	زناکار	اور	جان	جان کے بدلے
وَ	التَّارِکُ	لِدِیْنِہٖ	الْمُفَارِقُ	لِلْجَمَاعَۃِ.	
اور	چھوڑ دینے والا	اپنے دین کو	الگ ہو جانے والا	جماعت سے۔	
(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ.)					
(اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)					

بامحاورہ ترجمہ:

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں ہوگا مگر تین میں سے کسی ایک کی وجہ سے: شادی شدہ زانی اور جان کے بدلے جان اور اپنے دین کو چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو جانے والا۔'' (اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح: خون حلال ہونے سے مراد:

کسی مسلمان کا خون حلال ہونے سے مراد یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے اُسے کسی جرم کی پاداش میں قتل کرنا جائز ہو جائے۔

شادی شدہ زانی:

اگر کوئی شادی شدہ مرد یا عورت زنا کا ارتکاب کرے اور اس کا جرم ثابت ہو جائے تو شریعتِ اسلامیہ میں اُس کی سزا رجم ہے۔ رجم سے مراد کسی کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دینا ہے۔ غیر شادی شدہ مرد یا عورت کے زنا کا ارتکاب کرنے پر البتہ رجم کی بجائے اُسے سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ قرآن حکیم میں غیر شادی شدہ زانی یا زانیہ کی سزا تو واضح الفاظ میں موجود ہے لیکن شادی شدہ زانی یا زانیہ کی سزا مذکور نہیں ہے۔ یہ سزا ہمیں احادیث نبویہ سے معلوم ہوتی ہے۔ خود رحمتِ کونین ﷺ کے دور میں بھی رجم کی سزا پر عمل کیا گیا۔ رجم کی سزا کے سلسلہ میں فقہاء شادی شدہ کی بجائے محصن کا لفظ استعمال کرتے ہیں، جس میں شدہ شدہ ہونے کے علاوہ بعض دیگر شرائط کا بھی لحاظ ہے لیکن عام فہم ہونے کے لحاظ سے شادی شدہ کا لفظ بھی بہر حال استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قاتل:

اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کسی دوسرے شخص کو قتل کر دے تو اس کی سزا قصاص میں اِسے بھی قتل کرنا ہے۔ قصاص کا یہ حکم خود قرآن حکیم میں بھی موجود ہے:

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ (2 البقرہ 178)

[اے ایمان والو! تم پر مقتولوں میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔]
مقتول کے ورثاء کو قتل کی سزا معاف کرنے کا بھی حق حاصل ہوتا ہے۔

مرتد:

اسلام اگرچہ دین کے معاملہ میں جبر کا قائل نہیں ہے اور اسلام کی نظر میں کسی کو زبردستی مسلمان بنانا درست نہیں ہے' لیکن اگر اسلام قبول کر لینے کے بعد کوئی اسلامی تعلیمات کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہا ہو تو اُس پر بہر حال سختی کی جائے گی اور اسی طرح اگر اسلام قبول کر لینے کے بعد کوئی دوبارہ کفر کی راہ اختیار کر لیتا ہے تو اُسے بہر حال سزا دی جائے گی۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد دوبارہ کفر کی راہ اختیار کر لینے اور کافر ہو جانے والے کے لئے شریعتِ اسلامیہ میں مرتد کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے کفر کی طرف لوٹ جانے کے فعل کو ارتداد کہا جاتا ہے۔ مرتد کی سزا شریعتِ اسلامیہ میں یہ مقرر کی گئی ہے کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔

---------☆---------

حدیث نمبر15: قولِ خیر، اکرام جار وضیف

عَنْ	اَبِیْ هُرَیْرَةَ	رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	اَنَّ			
سے	ابو ہریرہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کہ			
رَسُوْلَ اللّٰهِ	صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ	مَنْ			
رسول اللہ نے	صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا	جو کوئی			
كَانَ	یُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَ	الْیَوْمِ	الْاٰخِرِ	
ہو	ایمان رکھتا	اللہ پر	اور	دن پر	آخرت کے	
فَلْیَقُلْ	خَیْرًا	اَوْ	لِیَصْمُتْ	وَ	مَنْ	
پس چاہیئے کہ کہے	اچھی بات	یا	خاموش رہے		اور جو کوئی	
كَانَ	یُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَ	الْیَوْمِ	الْاٰخِرِ	
ہو	ایمان رکھتا	اللہ پر	اور	دن پر	آخرت کے	
فَلْیُكْرِمْ	جَارَهٗ	وَ	مَنْ	كَانَ	یُؤْمِنُ	
پس چاہیئے کہ عزت کرے	اپنے پڑوسی کی	اور	جو کوئی	ہو	ایمان رکھتا	
بِاللّٰهِ	وَ	الْیَوْمِ	الْاٰخِرِ	فَلْیُكْرِمْ		
اللہ پر	اور	دن پر	آخرت کے	پس چاہیئے کہ عزت کرے		
ضَیْفَهٗ۔	(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ۔)					
اپنے مہمان کی۔	(اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)					

بامحاورہ ترجمہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کی

عزت کرے اور جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔" (اس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

ایمان کے تقاضے:

ایمان کے تقاضے اگرچہ بے شمار ہیں، لیکن مذکورہ حدیث نبوی میں ایمان کے تین تقاضے بتلائے گئے ہیں۔ اگر کوئی شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ ایمان کے اِن تقاضوں پر بھی پورا اُترے، تاکہ معلوم ہو کہ وہ حقیقۃً اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اگر وہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کے دعوے تو کرتا ہے، لیکن اُس کا عمل اِن دعووں کے مطابق نہیں ہے اور وہ اِن تقاضوں کو پورا نہیں کر رہا تو گویا اُس کا ایمان کامل نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ پر ایمان کا دعوٰی تو ہو، لیکن اللہ کے حکموں کی خلاف ورزی ہو، آخرت پر ایمان کا دعوٰی تو ہو، لیکن آخرت کی تیاری کا کوئی اہتمام نہ ہو اور اُخروی سزا سے بچنے کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح نہ ہو تو ایسے دعوٰئ ایمان کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اِسے ایمان کامل نہیں کہا جاسکتا۔

قولِ خیر:

حضور اکرم ﷺ نے ایمان کا ایک تقاضا یہ بتلایا ہے کہ مؤمن کو اچھی بات کہنی چاہیئے یا خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔ انسان کی زبان اگر اچھے انداز میں استعمال ہو تو یہ آپس کی محبتوں کو پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے اور یہی زبان اگر بُرے انداز میں استعمال ہو تو آپس کی نفرتوں کو جنم دینے کا سبب بن جایا کرتی ہے۔ اِس لئے انسان کو چاہیئے کہ اگر اُس نے کچھ کہنا ہے تو اچھی بات کہے، بُری بات کہنے سے اجتناب کرے، بُری بات کہنے سے اُس کا خاموش رہنا بہتر ہے۔ قولِ خیر کا یہ درس مختلف آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں کئی طریقوں سے ملتا ہے۔ ذیل میں دو آیات ذکر کی جاتی ہیں:

﴿وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (2 البقرہ 83)

[اور لوگوں سے بھلی بات کہو۔]

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا﴾ (33 الاحزاب 70)

[اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔]

اِسی سلسلہ میں ذیل میں ہم دو فرامین نبویہ کا بھی ذکر کر رہے ہیں:

- ''مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''
- ''اچھی بات کہنا خاموش رہنے سے بہتر ہے اور خاموشی بُری بات کہنے سے بہتر ہے۔''

اکرامِ جار:

اسلام نے اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دی ہے اور اخلاق حسنہ کی ایک بنیاد دوسروں کے حقوق کی پوری طرح سے ادائیگی ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق کی صحیح طرح سے ادائیگی معاشرتی امن کی ضامن قرار دی جاسکتی ہے اور ہمسایہ معاشرے کا ایک قریبی فرد ہے۔ ظاہر ہے کہ ہمسایہ کے ساتھ اچھے تعلقات بھی معاشرتی امن کے لئے نہایت اہم ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ میں تمام افرادِ معاشرہ کے حقوق و فرائض متعین کئے گئے ہیں اور ظاہر ہے کہ ہمسایہ کے حقوق کو بھی شریعتِ اسلامیہ میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ

بِالْجَنْۢبِ﴾ (4 النسآء 36)

[اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت والے ہمسائے اور اجنبی ہمسائے اور پاس بیٹھنے والے کے ساتھ نیکی کرو۔]

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جبریلؑ مجھے (اللہ کے حکم سے) ہمسایہ کے متعلق تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اسے وارث بھی بنا دیں گے۔''

اکرامِ ضیف:

اسلام اہلِ ایمان کو مہمان کی تعظیم اور مہمان نوازی کا بھی درس دیتا ہے۔ خود قرآن حکیم حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی اور حضرت لوطؑ کی مہمانوں کی عزت و تعظیم کا ذکر کر کے اہلِ ایمان کو اِس پر اُبھارتا ہے۔ ایک موقع پر رحمتِ کائنات ﷺ نے مہمان کو جائزہ دینے یعنی اُس کی خوب مہمان نوازی اور خاطر و مدارت کرنے کے متعلق تاکید فرمائی۔ صحابہ کرامؓ نے آپؐ سے جائزہ کی مدت کے متعلق استفسار کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''ایک دن اور ایک رات اور مہمان نوازی تین دن تک ہے، پس جو اِس سے زائد ہو تو وہ صدقہ ہے۔''

گویا آپؐ نے مہمان نوازی کے تین درجات ذکر فرمائے کہ ایک دن اور ایک رات تو خوب مہمان نوازی ہونی چاہیے کہ جسے جائزہ کہا گیا ہے اور تین دن تک عام انداز کی مہمان نوازی کو لازم قرار دیا اور جو اِس سے زائد ہو جائے تو اُسے بھی باعثِ ثواب قرار دیا۔

حدیث نمبر 16: غصہ سے اجتناب

عَنْ	اَبِیْ هُرَیْرَةَ	رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	اَنَّ		
سے	ابو ہریرہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کہ		
رَجُلًا	قَالَ	لِلنَّبِیِّ	صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ		
ایک آدمی نے	کہا	نبی سے	صلی اللہ علیہ وسلم		
اَوْصِنِیْ	قَالَ	لَا	تَغْضَبْ	فَرَدَّ	مِرَارًا
مجھے نصیحت کیجئے	فرمایا	نہ	تو غصہ کر	پس اُس نے دہرایا	کئی دفعہ
قَالَ	لَا	تَغْضَبْ.	(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)		
فرمایا	نہ	تو غصہ کر۔	(اِس کو بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔)		

بامحاورہ ترجمہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''مجھے وصیت کیجئے۔'' فرمایا: ''غصہ نہ کر۔'' پس اُس نے کئی دفعہ دہرایا' فرمایا: ''غصہ نہ کر۔'' (اِس کو بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح: غصہ پر قابو رکھنے کی تلقین:

غصہ آجانا اگرچہ ایک فطری عمل ہے' لیکن بہر حال اِس پر قابو پانا ممکن ہوتا ہے۔ جذباتیت کی ایسی زیادتی کہ جو غصے کی شکل اختیار کر لے خود انسان کے اپنے لئے بھی نقصان دہ ہے اور معاشرہ کے لئے بھی۔ بعض اوقات تو غصہ بہت بڑے فساد اور بہت بڑی تباہی و خرابی

کا باعث بن جایا کرتا ہے اِس لئے شریعتِ اسلامیہ نے غصے پر قابو رکھنے کا درس دیا ہے۔ اللہ ربّ العزت نے متقین کی صفات کے ذیل میں یہ صفت بھی ذکر فرمائی ہے کہ

﴿وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ (3 آل عمرٰن 134)

[اور غصے کو دبانے والے۔]

حضور اکرم ﷺ نے بھی کئی طرح سے غصہ سے اجتناب کی تلقین فرمائی:

O: ''پہلوان وہ نہیں کہ جو پچھاڑ دے، پہلوان وہ ہے کہ جو غصے کے وقت خود پر قابو رکھے۔''

O: ''اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے افضل گھونٹ کہ جو کوئی بندہ پیتا ہے وہ غصے کا گھونٹ ہے کہ جس کو وہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے پی جاتا ہے۔''

O: ''جو شخص اپنے غصے کو روکتا ہے قیامت کے روز اللہ اُس سے اپنے عذاب کو روک دے گا۔''

O: ''بے شک غصہ ایمان کو ایسے خراب کر دیتا ہے کہ جیسے ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔''

غصہ کی بجائے معافی:

اسلام غصہ کی بجائے معافی کی تلقین کرتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ (42 الشوریٰ 37)

[اور جب وہ غصے میں ہوتے ہیں تو معاف کر دیا کرتے ہیں۔]

غصہ کا علاج:

حضور اکرم ﷺ نے غصہ پر قابو پانے کا طریقہ بھی تعلیم فرمایا ہے:

O: ''بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور بے شک شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور بے شک آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے، پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اُسے وضو بنانا چاہیے۔''

O: ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ ختم ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔''

---------☆---------

حدیث نمبر 17: قتل و ذبح میں بھی احسان

عَنْ	اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ				رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
سے	ابو یعلیٰ شداد بن اوس				رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عَنْ	رَسُوْلِ اللّٰهِ	صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ			قَالَ
سے	رسول اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم			فرمایا
اِنَّ	اللّٰهَ	كَتَبَ	الْاِحْسَانَ	عَلٰی كُلِّ	شَیْءٍ
بے شک	اللہ نے	لکھ دیا ہے	احسان کرنا	پر ہر	چیز
فَاِذَا	قَتَلْتُمْ	فَاَحْسِنُوا	الْقِتْلَةَ	وَ اِذَا	
پس جب	تم قتل کرو	تو اچھی طرح سے کرو	قتل	اور جب	

ذَبَحْتُمْ	فَأَحْسِنُوا	الذِّبْحَةَ	وَ لْيُحِدَّ
ذبح کرو	تو اچھی طرح سے کرو	ذبح	اور چاہیئے کہ تیز کر لے
اَحَدُكُمْ	شَفْرَتَهُ	وَ لْيُرِحْ	ذَبِيحَتَهُ.
تم میں سے کوئی ایک	اپنی چھری	اور چاہیئے کہ راحت پہنچائے	اپنے ذبیحہ کو۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ.)			
(اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)			

بامحاورہ ترجمہ:

ابو یعلی شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: "بے شک اللہ نے ہر چیز پر احسان کرنا لکھ دیا ہے (لازم کر دیا ہے)، پس جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور چاہیئے کہ تم میں سے کوئی ایک اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔ (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح: حرفِ تمہید:

مذکورہ حدیث نبوی میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ نے ہر چیز پر احسان کرنا لازم کر دیا ہے حتّٰی کہ اگر تمہیں کسی کو قصاص میں قتل بھی کرنا پڑے تو زیادہ تکلیف دیئے بغیر احسن انداز سے کرو اور اگر کوئی جانور بھی ذبح کرو تو اُسے بھی زیادہ تکلیف دیئے بغیر احسن انداز میں ذبح کرو۔

احسان:

قرآن حکیم میں احسان کی بار بار تاکید فرمائی گئی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ﴾ (16 النحل 90)

[بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم کرتا ہے۔]

﴿وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (2 البقرہ 195)

[اور نیکی کرو، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔]

حضور اکرم ﷺ نے بھی احسان کی کئی طرح سے تلقین فرمائی ہے:

O: "تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، پس اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اُس کے کنبہ کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے۔"

O: "ایسے نہ بنو کہ خود تمہاری اپنی کوئی عقل ہی نہ ہو اور تم صرف دوسروں کی دیکھا دیکھی میں کام کرو۔ لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور لوگ ظلم کریں تو تم بھی بدلے میں ظلم کرو۔ نہیں! بلکہ تم اپنے آپ کو اِس بات پر مطمئن کر لو کہ اگر دوسرے احسان کریں تو تم بھی احسان کرو، لیکن اگر دوسرے بُرائی کریں تو تم بدلے میں ہرگز بُرائی اور ظلم نہ کرو۔"

قصاص میں احسان:

شریعت اسلامیہ میں کسی کے قتل پر قصاص کا حکم ہے۔ قاتل کو مقتول کے قتل کی پاداش میں قصاص میں قتل کیا جائے گا، لیکن اسلام اِس میں بھی احسان کا حکم دیتا ہے۔ اسلام تاکید کرتا ہے کہ کسی کو قتل کرنے تک بھی اگر نوبت پہنچ جائے تو اچھے انداز میں قتل کرو۔ اِسی لئے رحمتِ کونین ﷺ نے فرمایا:

"قصاص صرف تلوار سے لیا جائے۔"

تلوار کے ذریعے قصاص لئے جانے میں دوسرے طریقوں کی نسبت کم تکلیف ہے۔ اسلام سے قبل عرب لوگ دشمن پر قابو پا لینے پر اُسے قتل کرنے سے قبل زندہ حالت میں اُس کے اعضاء کاٹ لیا کرتے تھے' جسے مثلہ کہا جاتا ہے۔ اسلام نے اِس کی بھی ممانعت کی۔ حضور اکرم ﷺ جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو کئی نصیحتیں فرماتے' جن میں سے احادیث نبویہ میں ایک یہ بھی نقل کی گئی ہے کہ

"مثلہ نہ کرو اور کسی بچے کو قتل نہ کرو۔"

ذبح میں احسان:

جانور ذبح کرتے وقت بھی اسلام احسان کو ملحوظ رکھنے کی نصیحت کرتا ہے۔ زیرِ نظر حدیث نبوی میں بھی چھری کو تیز کر لینے اور ذبیحہ کو راحت پہنچانے کا ذکر اِسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ ذیل میں ہم چند مزید احادیث نبویہ ذکر کر رہے ہیں کہ جن سے یہ پہلو واضح ہوتا ہے:

- O: حضور اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے کہ جو بکری کو کان سے کھینچ کر لے جا رہا تھا' آپ نے اُسے کان چھوڑ کر گردن سے پکڑنے کا حکم فرمایا۔
- O: حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جانور سے چھپا کر چھری تیز کرنے کا حکم فرمایا۔
- O: "جب تم میں سے کوئی ذبح کرے تو تیزی سے کرے۔"
- O: حضرت انسؓ بن مالک، حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ اور جابرؓ بن عبداللہ تینوں بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جانور کو باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا۔
- O: حضور اکرم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے کہ جو بکری کو ذبح کے لئے لٹا کر اُس کے سامنے چھری تیز کر رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

"تو اسے کئی موتیں مارنا چاہتا ہے، تو نے اسے اس کو لٹانے سے پہلے کیوں نہیں تیز کر لیا۔"

اسلام کا ذبح کا طریقہ خود بھی ذبیحہ کو راحت پہنچانے والا ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق اسلام کا بتلایا ہوا ذبح کا طریقہ نہایت کم تکلیف دہ ہے' کیونکہ جس وقت جانور کی گردن پر چھری چلائی جاتی ہے' تو سب سے پہلے اُس کی ایسی رگیں کٹتی ہیں کہ جن کے کٹنے سے جانور کی حسیات ختم ہو جاتی ہیں۔

---------☆---------

حدیث نمبر18: تقویٰ اور اخلاق حسنہ

عَنْ	اَبِیْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ	وَ	اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	
سے	ابوذر جندب بن عبادہ	اور	ابوعبدالرحمٰن	
مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ	رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا	عَنْ	رَسُوْلِ اللّٰهِ	
معاذ بن جبل	رضی اللہ عنہما	سے	رسول اللہ	
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ	اِتَّقِ	اللّٰهَ	حَيْثُمَا
صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا	ڈر	اللہ سے	جہاں کہیں بھی
كُنْتَ	وَ	اَتْبِعِ	السَّيِّئَةَ	الْحَسَنَةَ
تو ہو	اور	پیچھے لا	برائی کے	نیکی
تَمْحُهَا	وَ	خَالِقِ	النَّاسَ	بِخُلُقٍ
کہ وہ اُسے مٹا دے گی	اور	برتاؤ کر	لوگوں سے	ساتھ اخلاق

حَسَنٌ۔	(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔)	(وَ قَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔)
اچھے۔	(اِس کو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔)	(اور کہا ہے: یہ حدیث حسن ہے۔)
(وَ فِیْ بَعْضِ النُّسَخِ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔)		
(اور بعض نسخوں میں ہے: حسن صحیح ہے۔)		

بامحاورہ ترجمہ:

ابوذر جندب بن جنادہ اور ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل رضی اللہ عنھما سے روایت ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: ''تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈر اور بُرائی کے پیچھے بھلائی کر کہ وہ اُسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے برتاؤ کر (پیش آ)۔'' (اِس کو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔) (اور کہا ہے: یہ حدیث حسن ہے۔) (اور بعض نسخوں میں ہے: حسن صحیح ہے۔)

توضیح:

تقویٰ:

زیرِ بحث حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ نے نصیحت فرمائی ہے کہ مؤمن جہاں کہیں بھی ہو اُسے اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ دل میں اللہ کا ڈر رکھنے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے گناہ و عصیان سے اجتناب کرنے کو اصطلاح میں تقویٰ کا نام دیا جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں بارہا تقویٰ و پرہیزگاری کا حکم دیا گیا ہے:

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ (2 البقرہ 189)

[اور اللہ سے ڈرو، تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔]

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ (3 آل عمرٰن 102)

[اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔]

رحمت للعلمین ﷺ نے بھی کئی طرح سے تقویٰ کی تلقین فرمائی ہے:

- ''میرے نزدیک ترین لوگ متقی ہیں، خواہ وہ کوئی بھی ہوں اور کہاں سے بھی ہوں۔''
- ''میں تمہیں تقویٰ کی تلقین کرتا ہوں، کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جو بہترین تلقین کر سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ اُسے آخرت کے لئے آمادہ کرے اور تقویٰ کا حکم دے۔''

بُرائی کے پیچھے بھلائی:

اسلام بُرائیوں سے اجتناب اور نیکیوں کی طرف راغب ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ زیرِ نظر حدیث نبوی میں بھی حضور اکرم ﷺ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر کسی انسان سے کوئی خطا ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ اُس کے بعد نیکیوں میں مصروف ہو جائے۔ فرمایا کہ اُس کی نیکیاں اُس کے گناہوں کو منا دیں گی۔ قرآن حکیم میں اِسی بات کو اِن الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ (11 ھود 114)

[بے شک نیکیاں بُرائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔]

گناہوں کے مٹانے کے لئے شریعتِ اسلامیہ میں توبہ کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ توبہ کے ذریعے انسان کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''گناہ سے توبہ کرنے والا اُس شخص کی طرح ہے کہ جس کا کوئی گناہ نہیں۔''

قرآن حکیم میں بھی توبہ کی تلقین کی گئی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ (66 التحریم 8)

[اے ایمان والو! اللہ کی طرف توبہ کرو صاف دل کی توبہ۔]

اخلاق حسنہ:

شریعت اسلامیہ میں اخلاق حسنہ کو اپنانے کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے۔ زیر نظر حدیث نبوی میں بھی اچھے اخلاق اپنانے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ ذیل میں ہم اخلاق حسنہ کی ترغیب کے متعلق چند اور احادیث مبارکہ ذکر کر رہے ہیں:

- ''مؤمنوں میں سے ایمان میں سب سے کامل وہ ہے کہ جو اُن میں سے سب سے اچھے اخلاق والا ہے۔''
- ''بے شک تم میں سے زیادہ اچھا وہ ہے کہ جس کا اخلاق تم میں سے زیادہ اچھا ہے۔''
- ''اللہ کے بندوں میں سے اللہ کا سب سے پیارا اُن میں سے سب سے اچھے اخلاق والا ہے۔''
- ''نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔''
- ''لوگوں میں اچھے اخلاق سے مل جل کر رہو۔''
- ''مؤمن کے ترازو میں قیامت کے روز اچھے اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہ ہوگی۔''
- ''میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔''
- ''اے اللہ! تو نے میرا جسم اچھا بنایا ہے، میرا اخلاق بھی اچھا بنا دے۔''

---------☆---------

حدیث نمبر 19: مختارِ کل صرف اللہ

عَنْ	أَبِي الْعَبَّاسِ	عَبْدِ اللّٰهِ	بْنِ عَبَّاسٍ	رَضِيَ اللّٰهُ
سے	ابوالعباس	عبداللہ	بن عباس	رضی اللہ
عَنْهُمَا	قَالَ	كُنْتُ	خَلْفَ	النَّبِيِّ صَلَّى
عنھما	کہتے ہیں	میں تھا	پیچھے	نبی کے صلی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	يَوْمًا	فَقَالَ	يَا	غُلَامُ
اللہ علیہ وسلم	ایک روز	پس آپؐ نے فرمایا	اے	لڑکے
إِنِّي	أُعَلِّمُكَ	كَلِمَاتٍ	إِحْفَظِ	اللّٰهَ
بے شک میں	تجھے سکھلاتا ہوں	کچھ باتیں	تو یاد رکھ	اللہ کو
يَحْفَظْكَ	إِحْفَظِ	اللّٰهَ	تَجِدْهُ	تُجَاهَكَ
وہ تجھے یاد رکھے گا	تو یاد رکھ	اللہ کو	تو اُس کو پائے گا	اپنے سامنے
إِذَا	سَأَلْتَ	فَاسْأَلِ	اللّٰهَ	وَ إِذَا	اسْتَعَنْتَ
جب	تو مانگے	تو مانگ	اللہ سے	اور جب	تو مدد چاہے

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

فَاسْتَعِنْ	بِاللّٰهِ	وَ اعْلَمْ اَنَّ	الْاُمَّةَ لَوِ
تو مدد چاہ	اللہ سے	اور جان لے یہ کہ	سب لوگ اگرچہ
اجْتَمَعَتْ	عَلٰى اَنْ	يَّنْفَعُوْكَ	بِشَيْءٍ
جمع ہو جائیں	اس پر کہ	وہ تجھے نفع پہنچائیں گے	کسی چیز کا
لَمْ يَنْفَعُوْكَ	اِلَّا	بِشَيْءٍ	قَدْ كَتَبَهُ
نہیں تجھے نفع پہنچائیں گے	مگر	اُسی چیز کا	کہ تحقیق اُسے لکھ رکھا ہے
اللّٰهُ لَكَ	وَ اِنِ	اجْتَمَعُوْا	عَلٰى اَنْ
اللہ نے تیرے لئے	اور اگر	وہ جمع ہو جائیں	اس پر کہ
يَّضُرُّوْكَ	بِشَيْءٍ	لَمْ يَضُرُّوْكَ	اِلَّا
وہ تجھے نقصان پہنچائیں گے	کسی چیز کا	نہیں تجھے نقصان پہنچائیں گے	مگر
بِشَيْءٍ	قَدْ كَتَبَهُ	اللّٰهُ	عَلَيْكَ
اُسی چیز کا	کہ تحقیق اُسے لکھ رکھا ہے	اللہ نے	تجھ پر (تیرے لئے)
رُفِعَتِ	الْاَقْلَامُ	وَ جَفَّتِ	الصُّحُفُ.
اُٹھا لئے گئے ہیں	قلم	اور خشک ہو چکے ہیں	صحیفے۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.)	(وَ قَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.)		(وَ فِيْ رِوَايَةٍ
(اِس کو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔)	(اور کہا ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)		(اور ترمذیؒ
غَيْرِ التِّرْمِذِيُّ)	اِحْفَظِ اللّٰهَ	تَجِدْهُ	
کے علاوہ کی ایک روایت میں ہے)	تو یاد رکھ اللہ کو	تو اُس کو پائے گا	
اَمَامَكَ	تَعَرَّفْ	اِلَى اللّٰهِ	فِي الرَّخَاءِ
اپنے سامنے	تو جان پہچان پیدا کر	طرف اللہ سے	میں خوشحالی
يَعْرِفْكَ	فِي الشِّدَّةِ	وَ اعْلَمْ مَا	اَنَّ
وہ تجھے پہچانے گا	میں سختی	اور جان لے جو چیز	کہ
اَخْطَاكَ	لَمْ يَكُنْ	لِيُصِيْبَكَ	وَ مَا
تجھ سے چوک گئی	نہیں وہ تھی	کہ تجھے پہنچے	اور جو چیز
اَصَابَكَ	لَمْ يَكُنْ	لِيُخْطِئَكَ	وَ اعْلَمْ اَنَّ
تجھ تک پہنچ گئی	نہیں وہ تھی	کہ تجھ سے چوک جاتی	اور جان لے کہ

النَّصْرَ	مَعَ	الصَّبْرِ	وَ اَنَّ	الْفَرَجَ	مَعَ
مدد ہے	ساتھ	صبر کے	اور یہ کہ	فراخی ہے	ساتھ
الْكَرْبِ	وَ اَنَّ	مَعَ	الْعُسْرِ	يُسْرًا.	
مصیبت کے	اور یہ کہ	ساتھ	تنگی کے	آسانی ہے۔	

بامحاورہ ترجمہ:

ابوالعباس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: کہتے ہیں: ایک روز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے (سوار) تھا، پس آپؐ نے فرمایا: ''اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں سکھلاتا ہوں: تو اللہ کو یاد رکھ اللہ تجھے یاد رکھے گا، تو اللہ کو یاد رکھ تو اُس کو اپنے سامنے پائے گا، جب تو مانگ تو اللہ سے مانگ اور جب تو مدد چاہے تو اللہ سے چاہ۔ اور جان لے! کہ اگر سب لوگ اِس پر جمع ہو جائیں کہ تجھے کسی چیز کا نفع پہنچائیں گے تو وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے' مگر اُسی چیز کا کہ جو اللہ نے تیرے لئے لکھ رکھی ہے اور اگر وہ اِس پر جمع ہو جائیں کہ تجھے کسی چیز کا نقصان پہنچائیں گے تو وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے' مگر اُسی چیز کا کہ جو اللہ نے تیرے لئے لکھ رکھی ہے۔ قلم اُٹھا دیئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔'' (اِس کو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔) (اور کہا ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔) (اور ترمذیؒ کے علاوہ کی ایک روایت میں ہے:) ''تو اللہ کو یاد رکھ تو اُسے اپنے سامنے پائے گا۔ تو خوشحالی میں اللہ سے جان پہچان پیدا کر اللہ تجھے سختی میں پہچانے گا۔ اور جان لے! کہ جو چیز تجھ سے چوک گئی وہ ایسی نہیں تھی کہ تجھے مل جاتی اور جو چیز تجھ تک پہنچ گئی وہ ایسی نہیں تھی کہ تجھ سے چوک جاتی۔ اور جان لے! کہ مدد صبر کے ساتھ ہے اور یہ کہ فراخی مصیبت کے ساتھ ہے اور یہ کہ تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

توضیح:

حرفِ ابتداء:

زیرِنظر حدیث نبوی میں حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ چند باتوں کا ذکر فرما رہے ہیں کہ جو حضور اکرم ﷺ نے اُنہیں سکھلائیں۔ ذیل میں ہم اُن میں سے ہر کی مختصر وضاحت کر رہے ہیں:

یادِ الٰہی:

جو بندہ اللہ کی یاد میں محو ہو اللہ بھی اُس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' کیونکہ اللہ ربّ العزت کا وعدہ ہے کہ

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (2 البقرہ 152)

[پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔]

اِسی مفہوم سے متعلق حدیث قدسی ہے:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں' جیسا وہ میرے متعلق گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے' میں بھی اُسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ محفل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اُس سے بہتر محفل میں اُس کا ذکر کرتا ہوں۔''

دستِ سوال اللہ ہی کے آگے:

سب کچھ دینے والا اور سب کچھ عطاء کرنے والا اللہ ہی ہے' لہٰذا ہمیں صرف اُسی کے سامنے دامن پھیلانا چاہیے۔ اُس کے سوا

کوئی دے سکنے والا نہیں ہے' کیونکہ سب کچھ اُسی کے قبضہ اور اُسی کی ملکیت میں ہے۔ دُنیا والوں سے مانگنے میں شرم مانع ہو سکتی ہے، عزت و وقار میں کمی آ سکتی ہے اور ناراضگی کا بھی خدشہ ہوتا ہے۔ اُس کا دربار ایسا ہے کہ اُس سے مانگنے میں شرم مانع نہیں ہوتی، اُس سے مانگنے سے عزت و وقار میں کمی نہیں آتی' بلکہ وقار بڑھتا ہے، اُس سے مانگنے میں اُس کی ناراضگی کا خدشہ نہیں ہے' بلکہ وہ اِس سے خوش ہوتا ہے کہ اُس سے مانگا جائے۔

مدد صرف اللہ سے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۝﴾ (1 الفاتحہ 5)

[ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔]

ہر مسلمان روزانہ پانچ وقت کی نماز میں کئی کئی دفعہ یہ اقرار کرتا ہے کہ یا الٰہ العٰلمین! ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ روزانہ کے کئی کئی دفعہ اقرار کے باوجود اگر بندہ نماز سے فراغت کے کچھ ہی دیر بعد پھر غیر اللہ کی مدد کے نعرے بلند کرنا شروع کر دے تو وہ دوبارہ بارگاہِ الٰہی میں کس منہ سے پیش ہوگا اور کیا دوبارہ بارگاہِ الٰہی میں یہ جھوٹا اقرار کرتے ہوئے وہ شرم محسوس نہیں کرے گا؟ ہمیں مدد کے لئے صرف اللہ ہی کی پکار کرنی چاہیئے۔

نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ:

تمام اختیارات کا مالک صرف اور صرف اللہ ہی ہے۔ ساری کائنات اگر مل کر کسی کو کچھ نفع پہنچانے کی کوشش شروع کر دے تو اگر اللہ ربّ العزت نے اُس کے لئے اس نفع کا فیصلہ نہیں کیا تو ساری کائنات والے مل کر بھی اُسے وہ نفع نہیں پہنچا سکتے۔ اِسی طرح ساری کائنات اگر مل کر کسی کو کچھ نقصان پہنچانے کی کوشش شروع کر دے تو اگر اللہ ربّ العزت نے اُس کے لئے اس نقصان کا فیصلہ نہیں کیا تو ساری کائنات والے مل کر بھی اُسے وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ (10 یونس 106)

[اور اللہ کے سوا کسی ایسے کو نہ پکار کہ جو نہ تجھے نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان، پس اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک تو ظالموں میں سے ہوگا۔]

تقدیر:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ سب کچھ لکھ کر قلم اُٹھا لئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ تقدیر کے سب فیصلے لکھے جا چکے ہیں اور اب ان میں کوئی تبدیلی ہونے والی نہیں ہے۔ یہاں پر یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ تقدیر دو قسم کی ہے؛ تقدیرِ مبرم اور تقدیرِ معلق۔ زیرِ نظر حدیث نبوی میں تقدیرِ مبرم کا ذکر ہے کہ جس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ دوسری تقدیر معلق ہے کہ جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

"قضاء کو صرف دُعا ہی لوٹا سکتی ہے اور عمر کو صرف نیکی ہی بڑھا سکتی ہے۔"

اِس میں قضا کو لوٹانے اور عمر کے بڑھانے کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تقدیرِ معلق ہے۔

اللہ سے تعارف:

انسان اگر اپنے خوشحالی کے دور میں اللہ سے لو لگا کر رکھے اور اللہ ربّ العزت سے تعلق بنائے تو اس کی مشکل اور تنگی کے دور میں

اللہ اُسے تنہا نہیں چھوڑتے۔ یہ درست ہے کہ اللہ کے نیک بندوں پر بڑے مشکل حالات آجایا کرتے ہیں' لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اللہ نے اُنہیں چھوڑ دیا ہے' بلکہ اِس سے اللہ اُن کی آزمائش فرماتے ہیں اور اُن کے درجات میں اضافہ فرماتے ہیں۔

جو قسمت کا لکھا ہے' وہی ملتا ہے:

اگر کوئی چیز انسان کو حاصل نہ ہو سکے تو انسان کو اُس پر واویلا نہیں شروع کر دینا چاہیے بلکہ اُسے یہ خیال کرنا چاہیے کہ یہ چیز میری قسم میں لکھی ہی نہیں تھی اور اُس کے نہ ملنے پر صبر کرنا چاہیے۔ جو چیز اللہ ربّ العزت نے کسی انسان کے لئے نہیں لکھی وہ ساری زندگی کوششیں کر کے بھی حاصل نہیں کر سکتا' خواہ ساری کائنات کو بھی اپنی معاونت پر کیوں نہ لگا لے۔ دوسری طرف جو چیز کسی انسان کے لئے لکھ دی گئی ہے' وہ اُسے مل کر رہے گی۔ ساری کائنات بھی مل کر کوشش شروع کر دے کہ وہ چیز اسے نہ مل سکے تو اُن کی کوششیں رائیگاں جائیں گی۔

صبر اور مدد:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مدد صبر کے ساتھ ہے۔ یعنی اگر کوئی بندہ کسی مشکل اور تکلیف پر واویلا کرنے کی بجائے صبر سے کام لے تو اللہ کی مدد اُس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں بھی صبر اور نماز کے ذریعے مدد چاہنے کی تلقین کی گئی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ﴾ (2 البقرہ 153)

[اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد چاہو۔]

تنگی کے ساتھ آسانی:

صبر کی تلقین کے ساتھ ہی حضور اکرم ﷺ نے ایک تسلی بھی دی کہ مشکل حالات ہمیشہ نہیں رہا کرتے، انسان پر اگر مصیبت اور تنگی آتی ہے تو کبھی اُس پر فراخی اور آسانی بھی آتی ہے۔ قرآن حکیم میں بھی اِسی مفہوم کو اِن الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے کہ

﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝﴾ (94 الانشراح 5,6)

[پس بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔]

---------☆---------

حدیث نمبر 20: حیاء

عَنْ	اَبِیْ	مَسْعُوْدٍ	عُقْبَةَ	بْنِ	عَمْرٍو	الْاَنْصَارِیِّ	الْبَدْرِیِّ
سے	ابو مسعود	عقبہ	بن	عمرو	انصاری	بدری	
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّی			
رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کہتے ہیں	فرمایا	رسول اللہ نے	صلی			
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اِنَّ	مِمَّا	اَدْرَكَ	النَّاسُ			
اللہ علیہ وسلم	بے شک	اُن باتوں میں سے کہ جو	پائیں	لوگوں نے			
مِنْ	كَلَامِ	النُّبُوَّةِ	الْاُوْلٰی	اِذَا	لَمْ	تَسْتَحِ	
سے	کلام	نبیوں	پہلے	جب	نہ	تو حیاء کرے	
فَاصْنَعْ	مَا	شِئْتَ.	(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.)				
تو کر	جو	تو چاہے۔	(اِس کو بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔)				

بامحاورہ ترجمہ:

ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک پہلے نبیوں کے کلام میں سے جو باتیں لوگوں نے پائی ہیں' اُن میں سے یہ ہے: 'جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر'۔'' (اس کو بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

حیاء کیا ہے؟:

حیاء کا لفظ وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ اس میں شرم و جھجک کا معنیٰ بھی پایا جاتا ہے اور کسی کی دید و لحاظ کا بھی۔ حیاء میں اپنی کوتاہیوں پر شرمندگی کا مفہوم بھی داخل ہے' بلکہ ابوالقاسم جنیدؒ نے تو حیاء کی تعریف ہی ان الفاظ میں کی ہے کہ

''حیاء اس حالت کو کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے اپنے اوپر انعامات دیکھنے اور پھر اپنی کوتاہیوں پر نظر کرنے سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔''

عموماً علماء نے حیاء کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے:

''حیاء ایسی خصلت کا نام ہے کہ جو آدمی کو بُری چیز کے ترک کرنے پر آمادہ کرے اور صاحب حق کے حق میں کوتاہی کرنے میں رکاوٹ بنے۔''

حیاء کی تاکید:

حیاء ایک نہایت اہم خصلت ہے۔ حیاء انسان کو گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کے اختیار کرنے کی طرف راغب کرتی ہے۔ حیاء معاشرتی امن کو برقرار رکھنے کے لئے ایک ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر افرادِ معاشرہ میں سے کسی ایک کے دل سے بھی حیاء اُٹھ جائے تو وہ اکیلا فرد سارے معاشرے کے لئے ایک مصیبت اور عذاب بن جائے گا۔ اسلام نے حیاء کی بہت زیادہ تلقین کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ خود حیاء کے پیکر تھے۔ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ آپؐ کسی کنواری پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ حیاء دار تھے۔ آپؐ نے بار بار مختلف پیرائیوں میں حیاء کی تاکید فرمائی ہے:

- ''حیاء ایمان کا حصہ ہے۔''
- ''حیاء صرف خیر ہی لاتی ہے۔''
- ''حیاء ساری کی ساری خیر ہے۔''
- ''ایمان کے ستر سے یا فرمایا ساٹھ سے (راوی کو شک ہے) کچھ اوپر شعبے ہیں؛ اُن میں سے سب سے افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور سب سے ادنیٰ راستہ میں سے کسی چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔''
- ''حیاء ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے حیائی بدی میں سے ہے اور بدی آگ میں ہے۔''

---------☆---------

حدیث نمبر 21: ایمان باللہ اور استقامت

عَنْ	اَبِیْ عَمْرٍو	وَّ	قِیْلَ	اَبِیْ عَمْرَۃَ سُفْیَانَ بْنَ
سے	ابوعمرو	اور	کہا گیا ہے	ابوعمرۃ سفیان بن

عَبْدِ اللّٰهِ	رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ	قَالَ	قُلْتُ		
عبداللہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کہتے ہیں	میں نے کہا		
يَا	رَسُوْلَ اللّٰهِ	قُلْ	لِيْ	فِي	الْإِسْلَامِ
اے	اللہ کے رسول	کہیے	مجھے	میں (متعلق)	اسلام کے
قَوْلًا	لَّا	أَسْأَلُ	عَنْهُ	أَحَدًا	
کوئی ایسی بات	کہ نہ	میں سوال کروں	اُس کے متعلق	کسی ایک سے	
غَيْرَكَ	قَالَ	قُلْ	آمَنْتُ	بِاللّٰهِ	ثُمَّ
آپ کے سوا	فرمایا	کہہ	میں ایمان لایا	اللہ پر	پھر
اسْتَقِمْ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ.)					
ڈٹ جا۔ (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)					

بامحاورہ ترجمہ:

ابوعمرو اور کہا گیا ہے کہ ابوعمرہ سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! مجھے اسلام کے متعلق کوئی ایسی بات بتلایئے کہ اُس کے متعلق میں آپ کے سوا کسی سے سوال نہ کروں۔'' فرمایا: ''کہہ کہ میں اللہ پر ایمان لایا' پھر ڈٹ جا۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح: حرفِ آغاز:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں ایک صحابی حضرت سفیانؓ بن عبداللہ کا حضور اکرم ﷺ سے ایک سوال مذکور ہے کہ آپؓ نے سید المرسلین ﷺ سے دریافت کیا کہ مجھے اسلام سے متعلق کوئی ایسی بات بتلایئے کہ جو میرے لئے کافی ہو جائے اور اُس کے بعد مجھے اس کے متعلق کسی سے سوال کرنے کی حاجت نہ رہے۔ گویا حضرت سفیانؓ نے آپؐ سے دین کے مغز و نچوڑ اور خلاصے کے متعلق سوال کیا تھا۔ آپؐ نے جواب میں دو باتیں ارشاد فرمائیں:

1: ایمان باللہ کا اقرار کرو۔
2: اِس پر ڈٹ جاؤ۔

ایمان باللہ کا اقرار:

رحمتِ کونین ﷺ سے سوال کرنے والے صحابی رسول تھے اور ظاہر ہے کہ آپؓ پہلے سے نہ صرف باایمان تھے' بلکہ نہایت پختہ ایمان کے حامل تھے۔ اِس کے باوجود آپؐ نے انہیں ایمان باللہ کے اقرار کی تلقین فرمائی۔ اِس کی دو وجوہ کہی جا سکتی ہیں: ایک یہ کہ آپؐ کا اصل مقصود انہیں استقامت کا درس دینا تھا اور ظاہر ہے کہ استقامت کے درس سے پہلے یہ ذکر کرنا ضروری تھا کہ استقامت کس چیز پر اختیار کرو، دوسری یہ کہ رحمتِ کونین ﷺ کے ظاہراً مخاطب اگرچہ حضرت سفیانؓ ہیں' لیکن درحقیقت آپؐ کی یہ نصیحت آپؐ کی ساری امتِ دعوت کے لئے ہے۔

ایمان باللہ سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کو تسلیم کیا جائے' بلکہ ایمان باللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ ربّ العزت کو ذات، صفات اور عبادات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک تسلیم کیا جائے، ایک سے زیادہ خداؤں کا اعتقاد نہ رکھا جائے، کسی کو اللہ کا بیٹا یا بیٹی یا رشتہ دار خیال نہ کیا جائے، کسی کو اللہ کا معاون یا مددگار نہ سمجھا جائے، کسی کو اللہ کے برابر نہ سمجھا جائے، جو صفات ذاتِ باری تعالیٰ کے لائق ہیں'

اُنہیں صرف اللہ ربّ العزت کے لئے ہی ثابت سمجھا جائے، حاجت روا و مشکل کشا اُسی کو خیال کیا جائے، داتا و دستگیر صرف اُسے قرار دیا جائے، عالم الغیب اور ہر جگہ موجود صرف اُسے سمجھا جائے، ہر قسم کی عبادت اُسی کے لئے روا سمجھی جائے، رکوع و سجود اور قیام و قعود اُسے کے آگے جائز سمجھا جائے، طواف صرف اُسی کے گھر کا اور نذر و نیاز صرف اُسی کے لئے روا سمجھی جائے، استعانت صرف اُسی سے کی جائے، دامن صرف اُسی کے آگے پھیلایا جائے اور مشکلات میں صرف اُسے پکارا جائے۔

استقامت:

حضور اکرم ﷺ نے ایمان باللہ کے ساتھ دوسری نصیحت اِس عقیدہ پر ڈٹ جانے کی فرمائی۔ جب بندہ عقیدۂ توحید اختیار کرلے تو اُس کی راہ میں مشکلات آتی ہیں۔ بندے کو اِن مشکلات سے گھبرا کر اپنے عقیدہ کو چھوڑ نہیں دینا چاہیئے بلکہ استقامت اختیار کرنی چاہیئے۔ قرآن حکیم میں بھی اللہ ربّ العزت کی ربوبیت کا اقرار کرنے کے بعد اِس پر استقامت اختیار کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾ (41 حٰمٓ السجدة 30)

[بے شک وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا ربّ اللہ ہے پھر ڈٹ جاتے ہیں اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو اور غمگین نہ ہو اور جنت کی خوشخبری سنو کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔]

---------☆---------

حدیث نمبر 22: بنیادی امور کے التزام پر حصولِ جنت

عَنْ	أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ
سے	ابوعبداللہ جابر بن عبداللہ انصاری
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا	أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
رضی اللہ عنھما	کہ ایک آدمی نے پوچھا رسول اللہ سے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	فَقَالَ أَرَأَيْتَ
صلی اللہ علیہ وسلم	پس اُس نے کہا کیا آپ خیال کرتے ہیں
إِذَا	صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَاتِ وَ صُمْتُ
کہ جب (اگر)	میں نمازیں پڑھوں فرض اور میں روزے رکھوں
رَمَضَانَ وَ	أَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَ حَرَّمْتُ
رمضان کے	اور میں حلال سمجھوں حلال کو اور میں حرام سمجھوں
الْحَرَامَ وَ	لَمْ أَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا
حرام کو	اور نہ میں زیادہ کروں پر اِس کچھ بھی
أَدْخُلُ	الْجَنَّةَ؟ قَالَ نَعَمْ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ.)
میں داخل ہوجاؤں گا	جنت میں؟ فرمایا ہاں۔ (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)
(وَ مَعْنٰى حَرَّمْتُ الْحَرَامَ اَجْتَنَبْتُهُ.)	(وَ مَعْنٰى اَحْلَلْتُ
(اور حرّمت الحرام کا معنی ہے: میں اُس سے اجتناب کروں۔)	(اور احللت

الْحَلَالَ فَعَلَّتُهُ مُعْتَقِدًا حِلَّهُ.) الحلال کا معنٰی ہے: میں اُسے حلال سمجھتے ہوئے کروں۔)

بامحاورہ ترجمہ:

ابوعبداللہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' پس اُس نے کہا: ''کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اگر میں فرض نمازیں پڑھوں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال سمجھوں اور حرام کو حرام سمجھوں اور اس پر کچھ بھی زیادہ نہ کروں' تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟'' فرمایا: ''ہاں۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔) (اور حرّمت الحرام کا معنٰی ہے: میں اُس سے اجتناب کروں۔) (اور احللت الحلال کا معنٰی ہے: میں اُسے حلال سمجھتے ہوئے کروں۔)

توضیح:

سوال کرنے والے صحابی:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے ایک صحابی کا حضورِ اکرم ﷺ سے نماز، روزے اور حلت و حرمت کا اہتمام و خیال رکھنے پر جنت میں جانے کے متعلق سوال کرنا اور آپؐ کا جواب میں اُسے جنت کا یقین دلانا ذکر کیا ہے۔ صحیح مسلم کی ہی دیگر روایات میں اِس صحابی کا نام حضرت نعمانؓ بن قوقل بتلایا گیا ہے۔ یہ روایات بھی حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے ہی مروی ہیں۔

دیگر ارکانِ اسلام کے بغیر جنت کیسے؟:

مذکورہ حدیث نبوی میں حلت و حرمت کے ذکر کے علاوہ ارکانِ اسلام میں سے صرف دو یعنی نماز اور روزے کا ذکر کیا گیا ہے اور اِن کے بجالانے پر جنت کی ضمانت دی گئی ہے۔ اِس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صرف یہی دو ارکانِ اسلام ضروری ہیں اور کیا باقی ارکانِ اسلام کو چھوڑ کر صرف انہی کے اہتمام سے بندہ جنت میں جا سکتا ہے؟ اِس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ اِن دو کے علاوہ باقی تین ارکان کلمۂ شہادت، زکوٰۃ اور حج ہیں۔ سوال کرنے والا صحابی رسول ہے تو کلمۂ شہادت کا اقرار تو وہ پہلے سے ہی کرتا ہے۔ باقی رہے زکوٰۃ اور حج' تو اُن کے متعلق تین باتیں کہی جا سکتی ہیں:

1: جس وقت صحابیؓ نے یہ سوال کیا' اُس وقت ابھی زکوٰۃ اور حج کی فرضیت نہیں ہوئی ہوگی۔

2: صحابیؓ کی مالی حالت مستحکم نہیں ہوگی اور زکوٰۃ و حج تو صاحبِ نصاب اور صاحبِ استطاعت افراد پر فرض ہوتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی مالی حالت کے پیشِ نظر زکوٰۃ و حج کی تاکید نہیں فرمائی ہوگی اور اِن کے بغیر ہی اُنہیں جنت کی یقین دہانی کرا دی ہوگی۔

3: ہو سکتا ہے کہ صحابیؓ ابھی نو مسلم ہوں اور آپؐ نے اُنہیں فی الوقت انہی چیزوں پر اکتفاء سے جنت کی یقین دہانی کرا دی ہو اور آپؐ کا خیال ہو کہ اِن چیزوں پر جب عمل اختیار کرے گا تو آہستہ آہستہ باقی ارکانِ اسلام کی طرف بھی خود بخود مائل ہو جائے گا۔

دیگر ارکانِ اسلام کا ثبوت:

دیگر ارکانِ اسلام بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ اِس سلسلہ میں ہم ذیل میں صرف ایک حدیث نبوی ذکر کر رہے ہیں:

''اسلام کی بنیاد پانچ (چیزوں) پر رکھی گئی ہے: یہ گواہی دینے پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اور یہ کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنے پر اور زکوٰۃ ادا کرنے پر اور بیت اللہ
کا حج کرنے پر اور رمضان کے روزے رکھنے پر۔''

نماز:

قرآن و حدیث میں نماز کی بہت زیادہ تلقین کی گئی ہے۔ اختصار کے پیشِ نظر ہم ذیل میں صرف ایک آیت مبارکہ ذکر کر رہے ہیں:

﴿وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ﴾ (2 البقرہ 43)

[اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔]

روزہ:

قرآن وحدیث میں روزہ کی بھی بہت زیادہ تلقین کی گئی ہے۔ اختصار کے پیش نظر ہم ذیل میں صرف ایک آیت مبارکہ ذکر کر رہے ہیں:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (2 البقرہ 183)

[اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔]

حلت وحرمت:

قرآن وحدیث میں حلت وحرمت کا خیال کرنے کی بھی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اختصار کے پیش نظر ہم ذیل میں صرف ایک آیت مبارکہ ذکر کر رہے ہیں:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا﴾ (2 البقرہ 168)

[اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال اور پاکیزہ ہے کھاؤ۔]

حدیث نمبر 23: چند اعمال حسنہ کے فضائل

عَنْ	اَبِیْ مَالِكِ نِ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمِ الْاَشْعَرِیِّ	رَضِیَ
سے	ابو مالک حارث بن عاصم الاشعری	رضی
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	قَالَ	قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللہ تعالیٰ عنہ	کہتے ہیں	فرمایا رسول اللہ نے صلی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ	الْاِیْمَانِ وَ
اللہ علیہ وسلم	پاکیزگی نصف ہے	ایمان کا اور
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	تَمْلَاُ	الْمِیْزَانَ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ
الحمد للہ	بھر دے گا	ترازو کو اور سبحان اللہ
وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ	تَمْلَاٰنِ	اَوْ تَمْلَاُ مَا
اور الحمد للہ	دونوں بھر دیں گے	یا ایک بھر دے گا اُس کو کہ جو ہے
بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	وَ الصَّلٰوةُ نُوْرٌ	وَ
درمیان آسمان کے اور زمین کے	اور نماز نور ہے	اور
الصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ	وَ الصَّبْرُ ضِیَآءٌ	وَ الْقُرْاٰنُ
صدقہ دلیل ہے	اور صبر روشنی ہے	اور قرآن

حُجَّةٌ	لَّكَ	اَوْ	عَلَيْكَ	كُلُّ النَّاسِ
حجت ہے	تیرے لئے	یا	تجھ پر (تیرے خلاف)	سب لوگ
يَغْدُوْا	فَبَائِعٌ	نَفْسَهٗ	فَمُعْتِقُهَا	اَوْ
صبح کرتے ہیں	پس سودا کرتے ہیں	اپنی جان کا	پس وہ اُسے آزاد کرنے والا ہے	یا
مُوْبِقُهَا.	(رَوَاهُ مُسْلِمٌ.)			
اُسے ہلاک کرنے والا ہے۔	(اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)			

بامحاورہ ترجمہ:

ابو مالک حارث بن عاصم الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پاکیزگی نصف ایمان ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دے گا اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں بھر دیں گے یا ایک بھر دے گا اُس کو کہ جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لئے حجت ہے یا تیرے خلاف۔ سب لوگ اپنی جان کا سودا کرتے ہوئے صبح کرتے ہیں، پس (ہر شخص) اُسے (اپنی جان کو) آزاد کرنے والا ہے یا اُسے ہلاک کرنے والا ہے۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

حرفِ اوّلیں:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ چند اعمال حسنہ کے فضائل بیان فرما رہے ہیں۔ ذیل میں ہم ان میں سے ہر ایک کا مختصر ذکر کر رہے ہیں:

طہارت و پاکیزگی:

حدیث نبوی میں پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ اِس سے شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں طہارت و پاکیزگی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اسلام نے سب سے اہم بدنی عبادت جو بتلائی ہے وہ نماز ہے اور نماز کے لئے طہارت و پاکیزگی کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک بندے نے دن میں پانچ دفعہ طہارت و پاکیزگی کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا ہے تو وہ باقی اوقات میں بھی اپنی طہارت و پاکیزگی کی طرف توجہ دے گا۔ بعثت کے ابتدائی دور میں ہی طہارت و پاکیزگی کا حکم نازل فرما دیا گیا:

﴿وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝﴾ (74 المدثر 4,5)

[اور اپنے کپڑے پاک رکھ۔ اور گندگی سے دور رہ۔]

ذکر:

حدیث نبوی میں الحمد للہ اور سبحان اللہ کہنے کی بھی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے کہ الحمد للہ میزان کو بھر دے گا یعنی الحمد للہ کہنے سے قیامت کے روز اعمال کے ترازو میں انسان کا نیکیوں والا پلہ بھاری ہو جائے گا اور سبحان اللہ (تسبیح) اور الحمد للہ (تحمید) دونوں کے کہنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں یا اِن میں سے کوئی ایک آسمان و زمین کے درمیان کے سارے حصے کو بھر دے گا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں ذکر کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ بخاری شریف کی آخری حدیث کہ جس کا درس ہر سال ہزاروں مدارس میں ہوتا ہے میں تسبیح و تحمید کے متعلق ہی فرمایا گیا ہے:

"دو کلمے ہیں کہ جو رحمٰن کو بہت پسند ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔"

نماز:

حدیث نبوی میں نماز کو نور فرمایا گیا ہے۔ نماز ایک نہایت اہم ترین بدنی عبادت ہے۔ مختلف احادیث مبارکہ میں نماز کو مؤمن اور کافر کے درمیان فرق کا ذریعہ، دین کا ستون، گناہوں کا کفارہ، جنت کی کنجی، افضل جہاد اور مؤمن کا نور وغیرہ فرمایا گیا ہے۔ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز ہی کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ نماز کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۝﴾ (2 البقرہ 43)

[اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔]

صدقہ:

حدیث نبوی میں صدقہ کو دلیل فرمایا گیا ہے۔ صدقہ کے دلیل ہونے سے مراد یہ ہے کہ صدقہ بندے کے ایمان کی دلیل ہے۔ اگر کوئی بندہ صدقات و خیرات کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب ایمان ہے۔ اس سے یہ مراد بھی لی جا سکتی ہے کہ صدقہ انسان کی نیکی کی دلیل ہے۔ قرآن و حدیث میں صدقات و خیرات کی بہت زیادہ فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ صدقہ پر کئی گنا اجر ملنے کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۝﴾ (2 البقرہ 261)

[اُن لوگوں کی مثال کہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایک دانے کی سی ہے، کہ اُس سے سات بالیں (سٹے) اُگیں، ہر بال (سٹے) میں سو دانے ہوں، اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھاتا ہے، اور اللہ وسعت والا، جاننے والا ہے۔]

صبر:

حدیث نبوی میں صبر کو روشنی فرمایا گیا ہے۔ صبر سے مراد تکالیف و مشکلات پر واویلا کرنے کی بجائے اُنہیں حوصلے اور جوانمردی سے برداشت کرنا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے صبر کو اپنی چادر اور کشائش کی چابی بھی فرمایا ہے۔ قرآن حکیم میں صبر پر بے حساب اجر کا وعدہ کیا گیا ہے:

﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۝﴾ (39 الزمر 10)

[بے شک صبر کرنے والوں کو اُن کا بے حساب اجر دیا جائے گا۔]

تعلق بالقرآن:

حدیث نبوی میں قرآن حکیم کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ یہ تیرے لئے حجت ہے یا تجھ پر یعنی تیرے خلاف حجت ہے۔ قرآن حکیم کے حجت ہونے سے مراد یہ ہے کہ جو بندہ دُنیا میں قرآن حکیم سے تعلق بنائے، قیامت کے روز قرآن حکیم بارگاہِ الٰہی میں اُس کے حق میں گواہی دے گا اور جو دُنیا میں قرآن حکیم سے کنارہ کشی اختیار کیے رکھے، قیامت کے روز قرآن حکیم بارگاہِ الٰہی میں اُس کے خلاف گواہی دے گا۔ قرآن سے تعلق بنانے سے مراد یہ ہے کہ بندہ قرآن حکیم کی تلاوت کرے، اِسے سمجھے، اِس پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی اِس کے پیغام اور اِس کی تعلیمات کی تبلیغ کرے۔ اِسی مفہوم کو حضور اکرم ﷺ نے ایک اور موقع پر ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا:

''قرآن پڑھو، پس بے شک یہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔''

جان کے سودے سے کیا مراد ہے؟:

حدیث نبوی کے آخر میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ آدمی ہر روز صبح اپنی جان کا سودا کرتا ہے پس وہ اسے آزاد کروانے والا ہوتا ہے اور یا اسے ہلاک کرنے والا ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ دُنیا کے اِس دارالامتحان میں انسان کا ہر دن امتحان کا دن ہوتا ہے۔ وہ نیک اعمال کے ذریعے نجات کا مستحق بھی بن سکتا ہے اور بداعمالیوں کے ذریعے اللہ کی پکڑ کا بھی مستحق ہو سکتا ہے۔

---------☆---------

حدیث نمبر 24: قادر و مختار اللہ ہی ہے

عَنْ	اَبِیْ ذَرِّ نِ الْغِفَارِیِّ	رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ	عَنِ
سے	ابوذر غفاری	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سے
النَّبِیِّ	صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	فِیْمَا
نبی	صلی اللہ علیہ وسلم	اُن میں سے کہ جو
یَرْوِیْہِ	عَنْ	رَبِّہٖ	عَزَّوَجَلَّ	اَنَّہٗ	قَالَ
آپ روایت کرتے ہیں	سے	اپنے ربّ	عزوجل	کہ وہ	فرماتا ہے
یَا	عِبَادِیْ	اِنِّیْ	حَرَّمْتُ	الظُّلْمَ	عَلٰی
اے	میرے بندو	بے شک میں نے	حرام کیا ہے	ظلم کرنا	پر
نَفْسِیْ	وَ	جَعَلْتُہٗ	بَیْنَکُمْ	مُحَرَّمًا	فَلَا
اپنی ذات	اور	میں نے اسے کیا ہے	تمہارے درمیان	حرام	پس نہ
تَظَالَمُوْا	یَا	عِبَادِیْ	کُلُّکُمْ	ضَآلٌّ	اِلَّا
تم ایک دوسرے پر ظلم کرو	اے	میرے بندو	تم سب	گمراہ ہو	مگر
مَنْ	ھَدَیْتُہٗ	فَاسْتَھْدُوْنِیْ	اَھْدِکُمْ
وہ کہ جو	میں اُس کو ہدایت دوں	پس تم مجھ سے ہدایت مانگو	میں تم کو ہدایت دوں گا
یَا	عِبَادِیْ	کُلُّکُمْ	جَآئِعٌ	اِلَّا	مَنْ
اے	میرے بندو	تم سب	بھوکے ہو	مگر	وہ کہ جو
اَطْعَمْتُہٗ	فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ	اُطْعِمْکُمْ
میں اُس کو کھانا کھلاؤں	پس تم مجھ سے کھانا مانگو	میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا
یَا	عِبَادِیْ	کُلُّکُمْ	عَآرٍ	اِلَّا	مَنْ
اے	میرے بندو	تم سب	ننگے ہو	مگر	وہ کہ جو
کَسَوْتُہٗ	فَاسْتَکْسُوْنِیْ	اَکْسُکُمْ	یَا
میں اُسے لباس پہناؤں	پس تم مجھ سے لباس مانگو	میں تمہیں لباس پہناؤں گا	اے

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

عِبَادِیْ	اِنَّکُمْ	تُخْطِئُوْنَ	بِالَّیْلِ	وَ	النَّهَارِ
میرے بندو	بے شک تم	غلطیاں کرتے ہو	رات	اور	دن
وَ اَنَا	اَغْفِرُ	الذُّنُوْبَ	جَمِیْعًا	فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ	
اور میں	بخشتا ہوں	گناہ	سب	پس تم مجھ سے بخشش مانگو	
اَغْفِرْلَکُمْ	یَا	عِبَادِیْ	اِنَّکُمْ	لَنْ	تَبْلُغُوْا
میں تمہیں بخش دوں گا	اے	میرے بندو	بے شک تم	ہرگز نہیں	قدرت رکھتے
ضُرِّیْ	فَتَضُرُّوْنِیْ	وَ	لَنْ	تَبْلُغُوْا	
مجھے نقصان پہنچانے کی	کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو	اور	ہرگز نہیں	قدرت رکھتے	
نَفْعِیْ	فَتَنْفَعُوْنِیْ	یَا	عِبَادِیْ	لَوْ	اَنَّ
مجھے نفع پہنچانے کی	کہ تم مجھے نفع پہنچا سکو	اے	میرے بندو	اگر	یہ کہ
اَوَّلَکُمْ	وَ اٰخِرَکُمْ	وَ اِنْسَکُمْ	وَ جِنَّکُمْ		
تمہارے پہلے	اور تمہارے پچھلے	اور تمہارے انسان	اور تمہارے جن		
کَانُوْا	عَلٰٓی	اَتْقٰی	قَلْبِ	رَجُلٍ	وَّاحِدٍ	مِّنْکُمْ
ہو جائیں	پر (طرح)	متقی ترین	دل	آدمی کے	ایک	تم میں سے
مَّا	زَادَ	ذٰلِکَ	فِیْ	مُلْکِیْ	شَیْئًا	یَا
نہیں	زیادہ کرے گا	یہ	میں	میری بادشاہت	کچھ بھی	اے
عِبَادِیْ	لَوْ	اَنَّ	اَوَّلَکُمْ	وَ اٰخِرَکُمْ	وَ	
میرے بندو	اگر	یہ کہ	تمہارے پہلے	اور تمہارے پچھلے	اور	
اِنْسَکُمْ	وَ جِنَّکُمْ	کَانُوْا	عَلٰٓی	اَفْجَرِ		
تمہارے انسان	اور تمہارے جن	ہو جائیں	پر (طرح)	فاجر ترین		
قَلْبِ	رَجُلٍ	وَّاحِدٍ	مِّنْکُمْ	مَّا	نَقَصَ	ذٰلِکَ
دل	آدمی کے	ایک	تم میں سے	نہیں	کم کرے گا	یہ
مِنْ	مُلْکِیْ	شَیْئًا	یَا	عِبَادِیْ	لَوْ	اَنَّ
سے	میری بادشاہت	کچھ بھی	اے	میرے بندو	اگر	یہ کہ
اَوَّلَکُمْ	وَ اٰخِرَکُمْ	وَ اِنْسَکُمْ	وَ جِنَّکُمْ			
تمہارے پہلے	اور تمہارے پچھلے	اور تمہارے انسان	اور تمہارے جن			
قَامُوْا	فِیْ	صَعِیْدٍ	وَّاحِدٍ	فَاَسْئَلُوْنِیْ		
کھڑے ہو جائیں	میں	میدان	ایک	پس وہ مجھ سے مانگنے لگ جائیں		
فَاَعْطَیْتُ	کُلَّ	وَاحِدٍ	مَّسْئَلَتَهٗ	مَا	نَقَصَ	
پس میں دوں	ہر	ایک کو	جو اُس نے مانگا	نہیں	کمی کرے گا	

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

ذٰلِكَ	مِمَّا	عِنْدِيْ	اِلَّا	كَمَا	يَنْقُصُ
یہ	اُس میں سے کہ جو	میرے پاس ہے	مگر	جیسا کہ	کمی کرتی ہے
الْمِخْيَطُ	اِذَا	اُدْخِلَ	الْبَحْرَ	يَا
سوئی	جب (اگر)	وہ داخل کی جائے	سمندر میں	اے
عِبَادِيْ	اِنَّمَا	هِيَ	اَعْمَالُكُمْ
میرے بندو	سوائے اِس کے نہیں کہ	یہ	تمہارے اعمال ہیں
اُحْصِيْهَا	لَكُمْ	ثُمَّ	اُوَفِّيْكُمْ	اِيَّاهَا
کہ جن کو میں شمار کرتا ہوں	تمہارے لئے	پھر	تم کو پورا بدلہ دوں گا	اِن کا
فَمَنْ	وَجَدَ	خَيْرًا	فَلْيَحْمَدِ	اللّٰهَ	وَ	مَنْ
پس جو کوئی	پائے	اچھی چیز	تو چاہیے کہ شکر ادا کرے	اللہ کا	اور	جو کوئی
وَّجَدَ	غَيْرَ	ذٰلِكَ	فَلَا	يَلُوْمَنَّ	اِلَّا	نَفْسَهٗ.
پائے	علاوہ	اِس کے	تو نہ	وہ ملامت کرے	مگر	اپنے آپ کو۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ.)						
(اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)						

بامحاورہ ترجمہ:

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: اُن میں سے کہ جو آپؐ نے اپنے ربّ عزوجل سے روایت کیں کہ وہ فرماتا ہے: ''اے میرے بندو! بے شک میں نے ظلم کرنے کو اپنی ذات پر حرام کیا ہے اور میں نے اِسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے' پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو' مگر وہ کہ جسے میں ہدایت دے دوں، پس تم مجھ سے ہدایت مانگو' میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو' مگر جسے میں کھانا کھلا دوں، پس تم مجھ سے کھانا مانگو' میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو' مگر جسے میں لباس پہنا دوں، پس تم مجھ سے لباس مانگو' میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! بے شک تم دن رات غلطیاں کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخشتا ہوں، پس تم مجھ سے بخشش مانگو' میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! بے شک تم ہرگز مجھے نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے کہ مجھے نقصان پہنچا سکو اور تم ہرگز مجھے نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے کہ مجھے نفع پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! بے شک تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جن اگر سب تم میں سے کسی متقی ترین آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو یہ میرے بادشاہت میں کچھ بھی زیادہ نہیں کرے گا۔ اے میرے بندو! بے شک تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جن اگر سب تم میں سے کسی فاجر ترین آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو یہ میرے بادشاہت میں کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔ اے میرے بندو! بے شک تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جن اگر سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگ جائیں پس میں ہر ایک کو وہ دے دوں کہ جو اُس نے مانگا تو یہ اُس میں سے کہ جو میرے پاس ہے (میرے خزانوں میں سے) کمی نہیں کرے گا' مگر جیسا کہ ایک سوئی کو اگر سمندر میں داخل کیا جائے تو وہ کمی کرتی ہے۔ اے میرے بندو! بے شک یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے شمار کرتا ہوں، پھر میں تم کو اِن کا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو کوئی اچھی چیز پائے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور جو کوئی اِس کے علاوہ پائے تو وہ نہ ملامت کرے' مگر اپنے آپ کو۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح: حرفِ تمہید:

زیرِ نظر حدیث مبارکہ حدیث قدسی ہے۔ حدیث قدسی ایسی حدیث کو کہا جاتا ہے کہ جس میں نبی اکرم ﷺ بیان فرمائیں کہ اللہ یوں فرماتا ہے' یعنی آپ اللہ رب العزت کے کسی فرمان کی حکایت کریں۔ اِس حدیث قدسی میں مختلف باتیں ذکر کی گئی ہیں کہ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ قادر و مختار صرف اللہ ہے اور سب کچھ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اُس کی ملکیت و بادشاہت بے کنار ہے۔ داتا صرف وہی ہے اور ہمیں صرف اُسی کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرنا چاہیے۔

ظلم حرام ہے:

حدیث قدسی میں سب سے پہلے ظلم کی حرمت کا بیان کیا گیا ہے کہ اِسے اللہ نے اپنے اوپر بھی حرام قرار دیا ہے اور بندوں کے درمیان بھی۔ اسلام ظلم و ناانصافی کی بجائے عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے۔ ظلم معاشرتی امن کے لئے بلکہ خود معاشرہ کے لئے بھی مضر ہے۔ اللہ ظالموں کو پسند نہیں فرماتے:

﴿وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ (3 آل عمرٰن 57)

[اور اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔]

ہدایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے:

حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ ہدایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور اُسی سے طلب کرنی چاہیے۔ ہادی عالم ﷺ خواہش کے باوجود اپنے چچا ابو طالب کو ہدایت نہ دے سکے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ﴾ (7 الاعراف 178)

[جس کو اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت پانے والا ہے۔]

داتا صرف اللہ ہے:

حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ طعام و لباس مہیا کرنے والا صرف اللہ ہی ہے۔ ہمیں یہ چیزیں اُسی سے طلب کرنی چاہئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ طعام و لباس کا ذکر صرف بطور مثال ہے اور یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ چیزیں دینے والا تو صرف اللہ ہے اور باقی چیزوں کا اختیار کسی اور کے پاس بھی ہو سکتا ہے' بلکہ سب کچھ دینے والا صرف اور صرف اللہ ہی ہے۔ داتا و دستگیر اور لجپال صرف اور صرف وہی ہے۔ ہمیں ہر حاجت اور ہر مشکل میں صرف اُسے ہی پکارنا چاہیے۔ حاجت روا اور مشکل کشا وہی ہے۔ اگر وہ کوئی چیز ہم سے روک لے' تو ساری کائنات مل کر بھی وہ چیز ہمیں نہیں دلا سکتی اور اگر اُس نے کوئی چیز ہمیں دینے کا فیصلہ کر رکھا ہے تو ساری کائنات مل کر بھی اُس میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتی۔ سب کچھ اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے' اِس لئے ہمارا دامن صرف اُسی کے آگے پھیلنا چاہیے۔ حدیث قدسی کے تقریباً اِسی مفہوم سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ۝﴾ (35 فاطر 15)

[اے لوگو! تم سب اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ ہی وہ بے نیاز ہے، تعریفوں والا ہے۔]

اللہ غفور و رحیم ہے:

انسان خطا کا پتلا ہے۔ انبیاء کرام کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں ہے۔ انسانوں سے غلطیاں اور خطائیں ہو ہی جایا کرتی ہیں' لیکن اللہ رب العزت کی رحمت و مغفرت کے دروازے بہر حال بند نہیں ہیں۔ انسان ڈھیروں ڈھیر گناہوں اور خطاؤں کے بعد بھی اگر سچے دل

سے تائب ہو جائے اور اللہ ربّ العزت سے بخشش طلب کرنے لگ جائے تو اللہ اُس کی بخشش فرما دیتے ہیں' کیونکہ اللہ غفور و رحیم ہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (2 البقرہ 173)

[بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔]

اللہ قادرِ مطلق ہے:

حدیث قدسی میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر ساری کائنات کے انسان مل کر اللہ کو کسی چیز کا نفع یا کسی چیز کا نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ سب مل کر بھی ایسا نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ قادرِ مطلق ذات صرف اللہ ربّ العزت کی ہی ہے۔ انسان کو تو خود اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں ہے' اُس نے اللہ ربّ العزت کو کیا نفع یا نقصان پہنچانا ہے۔ خود افضل البشر و سید الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے اللہ رب العزت یہ اعلان کرواتے ہیں کہ

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ (10 یونس 49)

[کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے نقصان یا نفع کا مالک نہیں ہوں' مگر جو اللہ چاہے۔]

اعمال انسان کے اپنے لئے ہیں:

انسان کے اعمال انسان کے اپنے لئے ہوا کرتے ہیں۔ اگر وہ نیکی کی راہ اختیار کر رہا ہے تو اپنا بھلا کر رہا ہے اور اگر وہ بدی کی راہ اختیار کر رہا ہے تو اپنا نقصان کر رہا ہے۔ حدیث قدسی میں یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ کوئی اگر متقی و پرہیزگار ہے تو وہ یہ خیال کرنے لگ جائے کہ میں تقویٰ اختیار کر کے اللہ پر کوئی احسان کر رہا ہوں یا اگر کوئی فاجر و بدکار ہے تو وہ یہ خیال کرنے لگ جائے کہ میں اپنے فسق و فجور سے (معاذ اللہ) اللہ ربّ العزت کو کوئی نقصان پہنچا رہا ہوں' بلکہ فرمایا کہ اگر ساری کائنات والے بھی متقی و پرہیزگار بن جائیں تو وہ اللہ کی بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں کرتے اور اگر ساری کائنات والے بھی فسق و فجور اختیار کر لیں تو وہ اللہ کی بادشاہت میں کوئی کمی نہیں کر سکتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۖ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا﴾ (17 بنی اسرآئیل 7)

[اگر تم نے نیکی کی تو اپنے لئے نیکی کی اور اگر تم نے بُرا کیا تو اپنا بُرا کیا۔]

اللہ کی ملکیت و بادشاہت:

اللہ ربّ العزت کی ملکیت اور بادشاہت نہایت وسیع ہے۔ اُس کے خزانے بے شمار ہیں۔ اگر وہ سارے جن و انس کو اُن کے مانگنے کے مطابق دینا شروع کر دے تو بھی اُس کے خزانوں میں صرف اتنی کمی آئے گی کہ جیسے ایک سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکال لیا جائے تو اُس سوئی پر آجانے والی پانی کی معمولی بوند سمندر کے پانی میں نہ ہونے کے برابر کمی کر دیا کرتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ (2 البقرہ 284)

[جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے' سب اللہ ہی کے لئے ہے۔]

﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (45 الجاثیہ 27)

[اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے۔]

اعمال کا بدلہ:

یہ دُنیا دار الامتحان ہے اور ہر انسان جو کچھ اِس دار الامتحان میں کرتا ہے' آخرت میں اُسے اُسی کا پھل ملے گا۔ ہر ایک کو اُس کے

اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اگر کسی کے اعمال اچھے ہوں گے تو اُسے اچھا بدلہ ملے گا اور اگر کسی کے اعمال بُرے ہوں گے تو اُسے اپنے کئے کی سزا بھگتنا ہوگی۔ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کی جائے گی۔ ہر ایک کا اعمال نامہ اُس کے سامنے آجائے گا اور وہ اُس کے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ﴾ (17 بنی اسرائیل 13,14)

[اور قیامت کے روز ہم اُس کے لئے ایک کتاب (اعمال نامہ) نکال لائیں گے کہ جسے کھلا ہوا دیکھے گا۔ پڑھ لے اپنے لکھے ہوئے کو۔]

حدیث نمبر25: صدقہ صرف مال سے ہی نہیں

عَنْ	اَبِیْ ذَرٍّ	رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	اَیْضًا	اَنَّ
سے	ابوذر	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	یہ بھی	کہ
نَاسًا	مِّنْ	اَصْحَابِ	رَسُوْلِ اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ
کچھ لوگوں نے	سے	صحابہ	رسول اللہ کے	صلی اللہ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	قَالُوْا لِلنَّبِیِّ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
علیہ وسلم	کہا	نبی سے	صلی اللہ علیہ و
سَلَّمَ یَا	رَسُوْلَ اللّٰهِ	ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ	بِالْاُجُوْرِ
سلم اے	اللہ کے رسول	لے گئے دولت مند	ثواب
یُصَلُّوْنَ	كَمَا	نُصَلِّیْ	وَ یَصُوْمُوْنَ
وہ نمازیں پڑھتے ہیں	جیسا کہ	ہم نمازیں پڑھتے ہیں	اور وہ روزے رکھتے ہیں
كَمَا نَصُوْمُ	وَ یَتَصَدَّقُوْنَ	بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ
جیسا کہ ہم روزے رکھتے ہیں	اور وہ صدقہ کرتے ہیں	ساتھ زائد	اپنے مالوں
قَالَ اَوَ	لَیْسَ قَدْ	جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ	مَّا
فرمایا کیا	نہیں ہے	تحقیق کردیا اللہ نے	تمہارے لئے کہ جو
تَصَدَّقُوْنَ	اِنَّ	بِكُلِّ تَسْبِیْحَةٍ	صَدَقَةً	وَّ
تم صدقہ کرو	بے شک	ہر تسبیح	صدقہ ہے	اور
كُلِّ تَكْبِیْرَةٍ	صَدَقَةٌ	وَّ كُلِّ	تَحْمِیْدَةٍ
ہر تکبیر	صدقہ ہے	اور ہر	تحمید
صَدَقَةٌ	وَّ كُلِّ	تَهْلِیْلَةٍ	صَدَقَةٌ	وَّ اَمْرٌ
صدقہ ہے	اور ہر	تہلیل	صدقہ ہے	اور حکم کرنا
بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ	وَّ نَهْیٌ عَنْ	مُّنْكَرٍ	صَدَقَةٌ
نیکی کا صدقہ ہے	اور روکنا سے	بُرائی	صدقہ ہے

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

وَ	فِیْ	بُضْعِ	اَحَدِکُمْ	صَدَقَۃٌ	قَالُوْا
اور	میں	شرمگاہ	تم میں سے کسی ایک کی	صدقہ ہے	کہنے لگے
یَا	رَسُوْلَ اللّٰہِ	اَیَاْتِیْ	اَحَدُنَا	شَھْوَتَہٗ	
اے	اللہ کے رسول	کیا پوری کرتا ہے	ہم میں سے کوئی ایک	اپنی شہوت	
وَ	یَکُوْنُ	لَہٗ	فِیْھَا	اَجْرٌ	قَالَ
اور	ہوتا ہے	اُس کے لئے	اِس میں	ثواب	فرمایا
اَرَاَیْتُمْ	لَوْ	وَضَعَھَا	فِیْ	حَرَامٍ	اَکَانَ
کیا تم خیال کرتے ہو	کہ اگر	اُسے استعمال کرے	میں	حرام	تو کیا ہوگا
عَلَیْہِ	وِزْرٌ	فَکَذٰلِکَ	اِذَا	وَضَعَھَا	
اُس پر	گناہ	پس اِسی طرح	جب	وہ اسے استعمال کرے	
فِیْ	حَلَالٍ	کَانَ	لَہٗ	اَجْرٌ.	(رَوَاہُ مُسْلِمٌ.)
میں	حلال	تو ہوگا	اُس کے لئے	ثواب۔	(اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

بامحاورہ ترجمہ:

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! دولت مند ثواب لے گئے؛ وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں' جیسے ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور وہ بھی روزے رکھتے ہیں' جیسے ہم روزے رکھتے ہیں اور وہ اپنے زائد مالوں سے صدقہ بھی کرتے ہیں (کہ جو ہم اپنی غربت کی وجہ سے نہیں کر سکتے)۔'' فرمایا: ''کیا اللہ نے تمہارے لئے بھی صدقہ کا سامان نہیں کر دیا؛ بے شک ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر تہلیل صدقہ ہے اور نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بُرائی سے روکنا صدقہ ہے اور تم میں سے کسی ایک کی شرمگاہ میں بھی صدقہ ہے۔'' کہنے لگے: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! کیا ہم میں سے کوئی ایک اپنی شہوت پوری کرتا ہے اور اُس کے لئے اِس میں بھی ثواب ہوتا ہے؟'' فرمایا: ''کیا تم خیال کرتے ہو کہ اگر وہ اسے حرام میں استعمال کرے تو کیا اُس پر گناہ ہوگا؟ تو اِسی طرح جب وہ اسے حلال میں استعمال کرے تو اُس کے لئے ثواب ہوگا۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح: حرفِ ابتداء:

زیرِ نظر حدیث مبارکہ میں مالی لحاظ سے کمزور صحابہ کرامؓ کا حضور اکرم ﷺ سے ایک سوال مذکور ہے کہ جس میں اسلام اور اجر و ثواب کے لئے اُن کی تڑپ نظر آتی ہے۔ پھر رحمتِ کونین ﷺ کی طرف سے اُن کے سوال کا جواب ہے کہ جس میں آپؐ نے انہیں تسلی دی ہے۔ صحابہ کرامؓ کا سوال اِس چیز سے متعلق ہے کہ نماز و روزہ میں تو ہم اور اہلِ ثروت برابر ہیں کہ وہ بھی یہ افعال سرانجام دیتے ہیں اور ہم بھی' لیکن صدقہ کے معاملہ میں وہ ہم سے آگے نکل گئے ہیں کہ وہ اپنے زائد مال سے صدقہ و خیرات بھی کرتے ہیں' جبکہ ہمارے پاس اِس کی استطاعت نہیں ہے۔ جواب میں رحمت اللعلمین ﷺ نے اُنہیں تسلی دی کہ وہ اگر صدقات و خیرات میں تم سے آگے ہیں تو تم یہ کمی ذکر اور دیگر امور میں مشغول رہ کر پوری کر سکتے ہو۔ کیونکہ مالی صدقات و خیرات کے علاوہ بھی ایسے کام ہیں کہ جن سے صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا۔

ذکر:

حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ نے تسبیح، تکبیر، تحمید اور تہلیل کو بھی صدقہ قرار دیا ہے۔ یہ سب ذکر کی مختلف صورتیں ہیں۔ قرآن و

حدیث میں ذکر کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ذیل میں ہم اس سلسلہ میں صرف دو آیات قرآنیہ اور دو احادیث نبویہ ذکر کر رہے ہیں۔ اللہ ربّ العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝﴾ (33 الاحزاب 41)

[اے ایمان والو! اللہ کو یاد کرو کثرت سے یاد کرنا۔]

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝﴾ (13 الرّعد 28)

[آگاہ رہیے کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔]

ہادی عالم ﷺ فرماتے ہیں:

O: "اگر کسی مجلس میں لوگ بیٹھے ہوں اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کریں اور اس کے نبیؐ پر درود نہ بھیجیں تو وہ نقصان والے ہیں۔ پس اگر اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو انہیں معاف کر دے۔"

O: "جو اللہ کو یاد کرتا ہے اور جو نہیں کرتا انکی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔"

تسبیح:

تسبیح سے مراد "سُبْحَانَ اللّٰہِ" کہنا ہے۔

تکبیر:

تکبیر سے مراد "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا ہے۔

تحمید:

تحمید سے مراد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہنا ہے۔

تہلیل:

تہلیل سے مراد "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنا ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

حدیث نبوی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی صدقہ قرار دیا ہے۔ قرآن وحدیث میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی بار ہا تاکید کی گئی ہے۔ ذیل میں ہم اس سلسلہ میں صرف دو آیات قرآنیہ اور دو احادیث نبویہ ذکر کر رہے ہیں۔ اللہ ربّ العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ﴾ (3 ال عمرٰن 110)

[تم لوگوں کے لئے نکالی گئی بہترین امت ہو، تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔]

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ﴾ (12 یوسف 108)

[آپ کہہ دیجئے: "میرا تو یہی راستہ ہے کہ میں اور میرے پیروکار دلائل کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتے ہیں"۔]

سید الانبیا ﷺ فرماتے ہیں:

O: "قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تمہیں ضرور نیکی کا حکم کرنا ہوگا اور بُرائی سے روکنا ہوگا ورنہ قریب ہے

کہ اللہ تم پر اپنی طرف سے ایک عذاب بھیج دیں، پھر تم اُسے پکارو گے لیکن وہ تمہاری طرف سے قبول نہیں کرے گا۔"

O: "میری طرف سے آگے پہنچا دو خواہ ایک آیت ہی ہو۔"

امر بالمعروف:

امر بالمعروف سے مراد نیکی کا حکم کرنا ہے۔

نہی عن المنکر:

نہی عن المنکر سے مراد بُرائی سے روکنا ہے۔

حق زوجیت:

حدیث نبوی میں اپنی بیوی کے ساتھ حق زوجیت ادا کرنے کو بھی صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس پر حیرت کا اظہار فرمایا کہ اپنی بیوی سے حق زوجیت ادا کر کے کوئی شخص اپنی شہوت کی تسکین کرتا ہے تو اس میں بھی ثواب ہوگا؟ آقا ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ دیکھو! اگر وہ یہی شہوت حرام طریقے سے پوری کرے اور زنا و بدکاری میں ملوث ہو تو کیا اُسے گناہ نہیں ہوگا۔ جب شہوت کو حرام طریقے سے استعمال کرنے پر گناہ کا تصور ثابت ہے تو پھر حرام سے بچے رہنے اور اسے حلال پر استعمال کرنے میں ثواب بھی ہوگا۔

----------☆----------

حدیث نمبر 26: انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ

عَنْ	اَبِیْ هُرَیْرَةَ	رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	قَالَ	قَالَ	
سے	ابو ہریرہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ		کہتے ہیں	فرمایا
رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	کُلُّ	سُلَامٰی		
رسول اللہ نے	صلی اللہ علیہ وسلم	ہر	جوڑ		
مِنَ النَّاسِ	عَلَیْهِ	صَدَقَةٌ	کُلَّ یَوْمٍ		
سے (کا) لوگوں	اُس پر	صدقہ ہے	ہر	روز	
تَطْلُعُ	فِیْهِ الشَّمْسُ	تَعْدِلُ	بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ		
کہ طلوع ہوتا ہے	اُس میں سورج	تو عدل کرے	درمیان	دو افراد کے	
صَدَقَةٌ	وَ تُعِیْنُ	الرَّجُلُ	فِیْ دَآبَّتِهٖ		
تو یہ صدقہ ہے	اور تو مدد کرے	کسی آدمی کی	میں	اُس کی سواری	
فَتَحْمِلُهٗ	عَلَیْهَا	اَوْ تَرْفَعُ	عَلَیْهَا		
پس تو اُسے سوار کروا دے	اس پر	یا تو اُٹھوا دے	اُس پر		
مَتَاعَهٗ	صَدَقَةٌ	وَ الْكَلِمَةُ	الطَّیِّبَةُ	صَدَقَةٌ	وَ
اُس کا سامان	تو یہ صدقہ ہے	اور بات	پاکیزہ	صدقہ ہے	اور

بِكُلِّ	خَطْوَةٍ	تَمْشِيهَا	إِلَى	الصَّلٰوةِ	صَدَقَةٌ
ساتھ ہر	قدم کے	کہ جس سے تو چلے	طرف	نماز کے	صدقہ ہے
وَ تُمِيطُ	الْأَذٰى	عَنِ	الطَّرِيقِ	صَدَقَةٌ.	
اور تو ہٹادے	اذیت دینے والی چیز کو	سے	راستہ	تو یہ صدقہ ہے۔	
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ.)					
(اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)					

بامحاورہ ترجمہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر روز کہ جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' لوگوں کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ ہے؛ تو دو افراد کے درمیان عدل کرے تو یہ صدقہ ہے اور تو کسی آدمی کی سواری میں مدد کرے کہ تو اُسے اُس پر سوار کروادے یا اُس کا سامان اُس پر اُٹھوادے تو یہ صدقہ ہے اور پاکیزہ بات صدقہ ہے اور ہر قدم کے ساتھ کہ جس سے تو نماز کی طرف چلے صدقہ ہے اور تو راستہ سے اذیت دینے والی چیز کو ہٹادے تو یہ صدقہ ہے۔'' (اِس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

ہر جوڑ پر صدقہ:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز صدقہ واجب ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات صحابہ کرامؓ کے لئے حیران کن تھی کہ اِس قدر صدقہ روزانہ کون ادا کر سکتا ہے کہ اپنے ہر ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے ساتھ ہی اِس پریشانی کو حل کرتے ہوئے یہ بھی واضح فرمادیا کہ صدقہ سے صرف یہی مراد نہیں ہے کہ اپنے مال میں سے کسی ضرورتمند کو کچھ دیا جائے' بلکہ بہت سے امور ہیں کہ جن میں صدقہ کا ثواب ہے اور ان کے ذریعے روزانہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ حدیث نبوی میں دراصل نیکیوں کی کثرت کی ترغیب دی گئی ہے۔

عدل:

حضور اکرم ﷺ نے دو افراد کے درمیان عدل کرنے کو بھی صدقہ قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نظام کائنات بھی عدل کے اصول پر ہی برقرار ہے اور عدل کے بغیر یہ نظام کائنات برقرار نہیں رہ سکتا۔ عدل معاشرتی امن کے لئے بھی ایک بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ (5 المائدہ 8)

[عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔]

سواری میں مدد:

اسلام اخلاقِ حسنہ کی معمولی جزئیات تک کو بھی نظر انداز نہیں کرتا' بلکہ اُن کی ترغیب دیتا ہے۔ کسی کو سواری پر چڑھنے میں مدد دے دینا یا اُس کا سامان اُس کے ساتھ اُٹھوا دینا' بظاہر بہت معمولی کام ہیں' لیکن حضور اکرم ﷺ نے اِن چھوٹے چھوٹے کاموں کو بھی صدقہ فرما کر اِن کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے۔ اتنی معمولی سی چیز کو بھی صدقہ قرار دینے سے یہ تسلی دینا بھی مقصود ہے کہ انسان کے ہر جوڑ پر روزانہ صدقہ لازم ہوتا ہے تو اُس صدقہ کی ادائیگی کے لئے ضروری نہیں کہ انسان روزانہ نیکی کے بہت بڑے بڑے امور ہی سرانجام دے۔ یہ درست ہے

کہ جہاں کہیں کوئی نیکی کے بہت بڑے کام کا موقع آئے تو انسان کو اُس سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے' لیکن اِن چھوٹے چھوٹے امور کی طرف بھی بہر حال توجہ رکھنی چاہیے۔

پاکیزہ بات:

حضور اکرم ﷺ نے پاکیزہ بات کو بھی صدقہ قرار دیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں زبان کی حفاظت پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ تلخ کلامی سے انسان اپنے دوستوں سے بھی دور ہو جایا کرتا ہے اور میٹھے بول سے دشمن کو بھی موم کر سکتا ہے۔ زبان معاشرتی بگاڑ کی ذمہ دار بھی ہو سکتی ہے اور معاشرتی امن کی بنیاد بھی۔ زبان کو اچھے انداز میں استعمال کرنے سے متعلق ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (2 البقرہ 83)

[اور لوگوں سے بھلی بات کہو۔]

نماز کی طرف ہر قدم:

نماز ہر مسلمان پر دن رات میں پانچ دفعہ فرض ہے۔ نماز خود بھی نیک عمل ہے اور اِس کا اہتمام بھی کارِ ثواب ہے۔ زیرِ نظر حدیث مبارکہ میں بھی نماز کی طرف چلنے والے ہر ہر قدم کو صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ اِس میں ایک طرف تو نماز کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور دوسری طرف ثواب کی امید میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کی ادائیگی بھی آسان معلوم ہوتی ہے۔

راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا:

راہ چلتے ہوئے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا اگرچہ ایک نہایت معمولی کام ہے' لیکن شریعتِ اسلامیہ میں نیکیوں کی ترغیب دلانے کے لئے اِس معمولی عمل بھی صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

"ایمان کے ستر سے یا فرمایا ساٹھ سے (راوی کو شک ہے) کچھ اوپر شعبے ہیں: اُن میں سے سب سے افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور سب سے ادنیٰ راستہ میں سے کسی چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔"

---------☆---------

حدیث نمبر 27: نیکی اور گناہ کی حقیقت

وَ عَنِ	النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ	رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
اور سے	نواس بن سمعان	رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عَنِ	النَّبِیِّ	صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبِرُّ
سے	نبی	صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا نیکی
حُسْنُ	الْخُلُقِ	وَ الْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ
اچھا	اخلاق ہے	اور گناہ کہ جو کھٹکے میں
نَفْسِکَ	وَ کَرِھْتَ	اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْہِ
تیرے جی	اور تو ناپسند کرے	کہ مطلع ہوں اُس پر
النَّاسُ.	(رَوَاہُ مُسْلِمٌ.)	وَ عَنْ وَابِصَۃَ بْنِ
لوگ۔	(اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)	اور سے وابصہ بن

گناہ کیا ہے؟:

زیرِنظر دونوں روایات میں گناہ اُسے کہا گیا ہے کہ جو دل میں کھٹکے۔ مراد یہ ہے کہ جس پر انسان کا ضمیر مطمئن نہ ہو اور جس کام پر انسان کا ضمیر انسان کو جھنجوڑ رہا ہو وہ گناہ ہے۔

ضمیر ایک فطری ذریعۂ ہدایت:

اللہ ربّ العزت نے انسان کو بہت سے فطری ذرائع علم و ہدایت عطاء کئے ہیں۔ انسان کا میلانِ طبع اُس کی صحیح سمت میں راہنمائی کرتا ہے، اُس کا شعور اُسے صحیح سمت پر گامزن کرتا ہے، اُس کے حواسِ خمسہ اُسے حق و باطل کی تمیز کروانے میں معاون ہوتے ہیں، اُس کی قوتِ قلب اور اُس کا وجدان اُسے راہِ راست کی نشاندہی کرواتے ہیں، اُس کی عقل اُسے سیدھی راہ بتلاتی ہے۔ یہ سب ذرائع علم و ہدایت خود انسان کے اندر رکھ دیئے گئے ہیں کہ جو انسان پر غلط و صحیح کا فرق واضح کر کے اُسے صحیح راہ پر لے جانے والے ہیں۔ اِن فطری ذرائع ہدایت کے علاوہ نبوت و رسالت کا سلسلہ اور الہامی کتب کا نزول بھی اِسی مقصد کے تحت ہے۔ اگر اِس سب کے باوجود انسان غلط سمت کی طرف ہی بڑھ رہا ہو تو اللہ نے ایک اور فطری ذریعۂ ہدایت رکھا ہے کہ جسے ہم فطری پہریدار بھی کہہ سکتے ہیں، وہ ضمیر ہے۔ غلط سمت کی طرف بڑھنے والے انسان کو اُس کا ضمیر جھنجوڑتا ہے اور اُسے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

اطمینانِ قلب کی اتنی اہمیت کیوں؟:

جس پر دل مطمئن ہو اُسے نیکی اور جو دل میں کھٹکے اُسے گناہ کہا گیا ہے۔ نیکی اور گناہ کے سلسلہ میں دل کے مطمئن ہونے یا نہ ہونے کی اِس قدر اہمیت اِس لئے ہے کہ انسان کو فطرتِ سلیمہ پر پیدا کیا گیا ہے اور اُسے فطری طور پر نیکی و بدی کی پہچان کروا دی گئی ہے۔ اِسی وجہ سے چونکہ نیکی اُس کی فطرت میں شامل ہے تو نیکی پر اُس کا دل مطمئن ہوتا ہے اور بُرائی پر اُس کے دل میں خلش پیدا ہوتی ہے۔ انسان کے فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہونے کے متعلق سید المرسلین ﷺ کا ارشاد ہے:

> ”ہر پیدا ہونے والا بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اُس کے والدین اُسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔“

انسان کو فطری طور پر نیکی و بدی کی پہچان کروا دیئے جانے کے متعلق ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝﴾ (91 الشمس 7,8)

[اور (قسم ہے) نفس کی اور جیسا کہ اُسے ٹھیک بنایا۔ پس اُسے نافرمانی کی راہ بھی اور پرہیزگاری کی راہ بھی سمجھا دی۔]

فتوٰی پر عمل:

دوسری روایت کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ انسان دل کے اطمینان کے مطابق عمل کرے اگرچہ لوگ اِس کے مقابلہ میں بار بار فتوٰی دیں۔ یہاں پر یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ فتوٰی سے یہاں اس کا لغوی مفہوم مراد ہے کہ اگرچہ لوگ اُسے بار بار اس کے مقابلہ میں رائے اور مشورہ دیں۔ جہاں تک شرعی فتوے کا تعلق ہے تو قرآن و حدیث کے مطابق شرعی فتوٰی تو بہرحال تسلیم کرنا ہی ہوگا خواہ کسی شرعی فتوٰی پر دل کا اطمینان ہو یا نہ ہو۔ اگر کوئی دل کی بے اطمینانی کی بناء پر شرعی فتوے کو چھوڑ کر اپنی دل کی مرضی کے مطابق چلے گا تو وہ اپنی خواہش کو اپنا الٰہ بنانے والا ہوگا کہ جسے شرکِ خفی قرار دیا گیا ہے:

﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ﴾ (45 الجاثیہ 23)

[کیا بھلا تو نے اُس شخص کو دیکھا کہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا الٰہ بنا لیا۔]

---------☆---------

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

حدیث نمبر 28: رحمتِ کونین ﷺ کی نصیحتیں

عَنْ	اَبِیْ نَجِیْحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ
سے	ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ
تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ	وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
تعالیٰ عنہ کہتے ہیں	ہم سے وعظ کیا رسول اللہ نے صلی اللہ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ
علیہ وسلم	ایسا وعظ کہ کانپ اُٹھے اُس سے دل
وَ ذَرَفَتْ	مِنْهَا الْعُیُوْنُ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ
اور بہہ پڑیں	اُس سے آنکھیں پس ہم نے کہا اے رسول
اللّٰهِ كَاَنَّهَا	مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا
اللہ کے یہ تو گویا کہ	ایک وعظ تھا الوداع کہنے والے کا پس ہمیں نصیحت فرمایئے
قَالَ اُوْصِیْكُمْ	بِتَقْوَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ
فرمایا میں تم کو نصیحت کرتا ہوں	ڈرنے کی اللہ سے عزوجل اور
السَّمْعِ وَ الطَّاعَةِ	وَ اِنْ تَاَمَّرَ عَلَیْكُمْ
سننے اور اطاعت کرنے کی	اور اگرچہ حکومت کر رہا ہو تم پر
عَبْدٌ فَاِنَّهٗ	مَنْ یَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ
کوئی غلام پس بے شک	جو زندہ رہے گا تم میں سے میرے بعد
فَسَیَرٰی	اِخْتِلَافًا كَثِیْرًا فَعَلَیْكُمْ
پس عنقریب وہ دیکھے گا	اختلاف بہت زیادہ پس تم لازم پکڑو
بِسُنَّتِیْ وَ	سُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ
میری سنت کو	اور سنت کو خلفاء کی راست رو
الْمَهْدِیِّیْنَ عَضُّوْا	عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ
ہدایت یافتہ مضبوط پکڑلو	اِس کو دانتوں سے اور
اِیَّاكُمْ وَ	مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ
بچتے رہو نئے نئے	کاموں سے پس بے شک ہر
بِدْعَةٍ	بدعت

ضَلَالَةٌ. (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِیُّ.)	(وَ قَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ
گمراہی ہے۔ (اِس کو ابوداؤدؒ و ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔)	(اور (امام ترمذیؒ نے) کہا: یہ
صَحِیْحٌ.)	
حدیث حسن صحیح ہے۔)	

بامحاورہ ترجمہ:

ابونجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک وعظ فرمایا ایسا وعظ کہ جس سے دل کانپ اُٹھا اور جس سے آنکھیں بہہ پڑیں۔ پس ہم نے کہا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! یہ تو گویا کہ ایک الوداع کہنے والے کا وعظ ہے، پس ہمیں کوئی نصیحت فرمایئے۔'' فرمایا: ''میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے اور سننے اور اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں' اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی حکومت کر رہا ہو۔ پس بے شک تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا تو عنقریب وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، پس تم میری سنت اور میرے راست رو ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو لازم پکڑو، اِس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو، اور نئے نئے کاموں سے بچتے رہو، پس بے شک ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (اِس کو ابوداؤدؒ و ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔) (اور (امام ترمذیؒ نے) کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

توضیح:

نصیحت کی فرمائش:

رحمتِ کونین ﷺ نے صحابہ کرام کو ایک نہایت پر اثر وعظ فرمایا کہ جس سے دل کانپ اُٹھے اور آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ جب رحمتِ کونین ﷺ وعظ سے فارغ ہوئے تو بعض صحابہ کرامؓ نے مزید نصیحت کی فرمائش کی۔ اِس پر ہادی عالم ﷺ نے اُنہیں تقویٰ، سمع و اطاعت، تمسک بالسنّت اور بدعت سے اجتناب کی نصیحت فرمائی۔

تقویٰ:

اللہ سے ڈرتے ہوئے اُس کے احکام ماننا، جن چیزوں سے اُس نے منع کیا ہے اُن سے رکنا اور جن امور کا اُس نے حکم دیا ہے' اُنہیں بجالانا تقویٰ کہلاتا ہے۔ تقویٰ اسلام میں ایک نہایت بنیادی حیثیت رکھتا ہے' بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ اگر اسلامی تعلیمات کا خلاصہ صرف ایک لفظ میں بیان کرنا ہو تو وہ لفظ ''تقویٰ'' ہے۔ تقویٰ کے متعلق ارشادِ ربّانی ہے:

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ (2 البقرہ 189)

[اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔]

سمع واطاعت:

سمع واطاعت سے مراد امیر کی بات کو سننا اور اُس کی اطاعت کرنا ہے۔ اسلام ایک مکمل دین ہے اور اُس نے زندگی کے ہر پہلو پر راہنمائی کی ہے۔ نظمِ ریاست و سیاست کے متعلق بھی اسلامی تعلیمات موجود ہیں۔ امیر کی اطاعت نظمِ ریاست کے سلسلہ میں ایک بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتی ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں اِس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اسلام کی بنیادی عبادات نماز، حج اور جہاد میں اطاعتِ امیر کا درس نہایت واضح ہے۔ اطاعتِ امیر مفقود ہو تو نظمِ ریاست برقرار رہنا ممکن نہیں ہوگا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ﴾ (4 النساء 59)

[اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحب امر لوگوں کی۔]

تمسک بالسنّت:

حضور اکرم ﷺ نے یہ نصیحت بھی فرمائی کہ میرے بعد بہت سے اختلافات سامنے آئیں گے تو ان حالات میں میری اور میرے راست رو ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو لازم پکڑنا اور اس پر سختی سے کاربند رہنا۔ ہر نبی انسانیت کی ہدایت کے لئے ہی مبعوث کیا جاتا ہے اور حضور اکرم ﷺ انسانیت کی ہدایت کے لئے تشریف لانے والے اللہ کے آخری نبی ہیں۔ ظاہر ہے کہ آپؐ کا اسوہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہونا چاہیئے۔ خلفاء راشدینؓ خود ہادیٔ عالم ﷺ کے تربیت یافتہ اور آپؐ سے دین کی تعلیم حاصل کئے ہوئے اور اسلام کی روح کو اچھی طرح سے سمجھنے والے تھے۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ کے بعد ان کی اطاعت کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔

بدعت سے اجتناب:

دین میں نئی نئی باتیں نکالنے کو بدعت کہا جاتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں بدعت کا سختی سے رد کیا گیا ہے۔ بدعتی کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے نہایت سخت الفاظ ارشاد فرمائے:

"اللہ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول فرماتے ہیں اور نہ نماز اور نہ صدقہ اور نہ حج اور نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ کوئی فرض عبادت اور نہ کوئی نفل عبادت۔ وہ اسلام سے یوں خارج ہو جاتا ہے کہ جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔"

حدیث نمبر 29: جنت میں داخلہ اور آگ سے دوری

عَنْ	مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ	رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ	قَالَ		
سے	معاذ بن جبل	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کہتے ہیں		
قُلْتُ	يَا	رَسُوْلَ اللّٰهِ	اَخْبِرْنِيْ	بِعَمَلٍ	
میں نے کہا	اے	اللہ کے رسول	مجھے خبر دیجئے	کسی ایسے عمل کی	
يُدْخِلُنِي	الْجَنَّةَ	وَ	يُبَاعِدُنِيْ	عَنِ	النَّارِ
کہ جو مجھے داخل کردے	جنت میں	اور	مجھے دور کردے	سے	آگ
قَالَ	لَقَدْ	سَاَلْتَ	عَنْ	عَظِيْمٍ	وَ
فرمایا	البتہ تحقیق	تو نے سوال کیا ہے	سے (متعلق)	بڑی بات کے	اور
اِنَّهٗ	لَيَسِيْرٌ	عَلٰى	مَنْ	يَسَّرَهُ	اللّٰهُ
بے شک یہ	البتہ آسان ہے	پر	جو	اسے آسان کردے	اللہ
عَلَيْهِ	تَعْبُدُ	اللّٰهَ	لَا	تُشْرِكُ	بِهٖ
اُس کے لئے	تو عبادت کرے	اللہ کی	نہ	تو شریک بنا	اُس کے ساتھ
شَيْئًا	وَ تُقِيْمُ	الصَّلٰوةَ	وَ تُؤْتِي	الزَّكٰوةَ	
کسی چیز کو	اور تو قائم کرے	نماز	اور تو ادا کرے	زکوٰۃ	
وَ تَصُوْمُ	رَمَضَانَ	وَ تَحُجُّ	الْبَيْتَ	ثُمَّ	
اور تو روزے رکھے	رمضان کے	اور تو حج کرے	بیت اللہ کا	پھر	

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

قَالَ	اَلَا	اَدُلُّکَ	عَلٰی	اَبْوَابِ
فرمایا	کیا نہ	میں تیری راہنمائی کروں	پر (طرف)	دروازوں
اَلْخَیْرِ	اَلصَّوْمُ	جُنَّۃٌ	وَ	اَلصَّدَقَۃُ	تُطْفِیءُ
نیکی کے	روزہ	ڈھال ہے	اور	صدقہ	مٹا دیتا ہے
اَلْخَطِیْئَۃَ	کَمَا	یُطْفِیءُ	اَلْمَاءُ	اَلنَّارَ	وَ
گناہ کو	جیسے	بجھا دیتا ہے	پانی	آگ کو	اور
صَلَاۃُ	اَلرَّجُلِ	فِیْ	جَوْفِ	اَللَّیْلِ	ثُمَّ	تَلَا
نماز بھی	کسی آدمی کی	میں	درمیان	رات کے	پھر	تلاوت فرمائی
تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ	حَتّٰی	بَلَغَ
تتجافی جنوبهم عن المضاجع	یہاں تک کہ	پہنچے
یَعْمَلُوْنَ	ثُمَّ	قَالَ	اَلَا	اُخْبِرُکَ	بِرَأْسِ
یعملون تک	پھر	فرمایا	کیا نہ	میں تجھے خبر دوں	ساتھ اصل
اَلْاَمْرِ	وَ	عَمُوْدِهٖ	وَ	ذِرْوَۃِ	سَنَامِهٖ	قُلْتُ
دین کی	اور	اُس کے ستون کی	اور	چوٹی کی	اُس کی کوہان کی	میں نے کہا
بَلٰی	یَا	رَسُوْلَ اللّٰهِ	قَالَ	رَأْسُ	اَلْاَمْرِ	اَلْاِسْلَامُ
ہاں	اے	اللہ کے رسول	فرمایا	اصل	دین کی	اسلام ہے
وَ	عَمُوْدُهٗ	اَلصَّلٰوۃُ	وَ	ذِرْوَۃُ	سَنَامِهٖ	اَلْجِهَادُ
اور	اُس کا ستون	نماز ہے	اور	چوٹی	اُس کی کوہان کی	جہاد ہے
ثُمَّ	قَالَ	اَلَا	اُخْبِرُکَ	بِمِلَاکِ	ذٰلِکَ	کُلِّهٖ
پھر	فرمایا	کیا نہ	میں تجھے خبر دوں	سرمایہ کی	اِس	سب کے
قُلْتُ	بَلٰی	یَا	رَسُوْلَ اللّٰهِ	فَاَخَذَ	بِلِسَانِهٖ
میں نے کہا	ہاں	اے	اللہ کے رسول	پس پکڑا	اپنی زبان کو
وَ	قَالَ	کُفَّ	عَلَیْکَ	هٰذَا	قُلْتُ	یَا
اور	فرمایا	روکے رکھ	اپنے اوپر	اِس کو	میں نے کہا	اے
نَبِیَّ اللّٰهِ	اَوَ	اِنَّا	لَمُؤَاخَذُوْنَ	بِمَا
اللہ کے نبی	کیا	ہم	البتہ مؤاخذہ کئے جائیں گے	ساتھ جو
نَتَکَلَّمُ	بِهٖ	فَقَالَ	ثَکِلَتْکَ	اُمُّکَ	وَ
ہم بولتے ہیں	اُس سے	پس فرمایا	تجھے کھوئے	تیری ماں	اور
هَلْ	یَکُبُّ	اَلنَّاسَ	فِیْ	اَلنَّارِ	عَلٰی
نہیں	اوندھا گرائیں گیں	لوگوں کو	میں	آگ	پر (بل)

وُجُوْهِهِمْ	اَوْ	قَالَ	عَلٰى	مَنَاخِرِهِمْ	اِلَّا
اُن کے چہروں	یا	فرمایا	پر (بل)	اُن کے نتھنوں	مگر
حَصَائِدُ	اَلْسِنَتِهِمْ.	(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.)		(وَ قَالَ حَدِيْثٌ
کھیتیاں	اُن کی زبانوں کی۔	(اِس کو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔)		(اور کہا ہے: یہ
حَسَنٌ صَحِيْحٌ.)				
حدیث حسن صحیح ہے۔)				

بامحاورہ ترجمہ:

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! مجھے کسی ایسے عمل کی خبر دیجئے کہ جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جو مجھے آگ سے دور کر دے۔'' فرمایا: ''البتہ تحقیق تو نے بڑی بات کے متعلق سوال کیا ہے اور یہ البتہ اُس کے لئے آسان ہے کہ جس کے لئے اللہ اسے آسان کر دے۔ تو اللہ کی عبادت کرے اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتے ہوئے اور تو نماز قائم کرے اور تو زکوٰۃ ادا کرے اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو بیت اللہ کا حج کرے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں نیکی کے دروازوں کی طرف تیری راہنمائی نہ کروں؟ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو ایسے مٹا دیتا ہے کہ جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا رات کے درمیان میں نماز پڑھنا بھی۔'' پھر آپؐ نے تلاوت فرمائی: ''تتجافى جنوبهم عن المضاجع'' یہاں تک کہ آپؐ ''يعملون'' تک پہنچے۔ پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں دین کی اصل کی اور اس کے ستون کی اور اُس کی کوہان کی چوٹی کی خبر نہ دوں؟'' میں نے کہا: ''ہاں! اے اللہ کے رسول (ﷺ)!'' فرمایا: دین کی اصل اسلام ہے اور اُس کا ستون نماز ہے اور اُس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس سب کے سرمایہ کی خبر نہ دوں؟'' میں نے کہا: ''ہاں! اے اللہ کے رسول (ﷺ)!'' پس آپؐ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: ''اِس کو اپنے تک روکے رکھ۔'' میں نے کہا: ''اے اللہ کے نبی (ﷺ)! کیا ہم اُس پر مؤاخذہ کئے جائیں گے کہ جو ہم بولتے ہیں؟'' پس فرمایا: ''تجھے تیری ماں کھوئے! اور لوگوں کو آگ میں اُن کے چہروں کے بل (یا فرمایا: اُن کے نتھنوں کے بل) نہیں گرائیں گی مگر اُن کی زبانوں کی کھیتیاں۔'' (اِس کو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔) (اور کہا ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

توضیح:

جنت میں داخلہ اور آگ سے دوری:

حضرت معاذؓ بن جبل نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتلائیے کہ جس پر عمل پیرا ہونے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں اور جہنم سے دور ہو جاؤں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے سوال کی تعریف فرمائی کہ تم نے بہت بڑی چیز کے متعلق سوال کیا ہے۔ ساتھ ہی آپؐ نے یہ تسلی بھی دی کہ اگرچہ بات تو بہت بڑی ہے لیکن اگر اللہ کی مدد شاملِ حال رہے تو بہر حال یہ آسان ہو جایا کرتی ہے۔ اِس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اُنہیں شرک سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کرنے، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، رمضان کے روزے رکھنے اور بیت اللہ کا حج کرنے کی نصیحت فرمائی۔ گویا کہ رحمتِ کونین ﷺ نے اُنہیں ارکانِ اسلام کو پوری طرح سے بجالانے کی تاکید فرمائی۔ توحید، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے متعلق ارشادات ربانی ہیں:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾ (4 النسآء 36)

[اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔]

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۝﴾ (2 البقرہ 43)

[اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔]

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (2 البقرہ 183)

[اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔]

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (3 ال عمرن 97)

[اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر کی طرف چلنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس گھر کا حج کرے۔]

ابواب الخیر:

حضرت معاذؓ بن جبل کے سوال کا جواب دینے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے انہیں کچھ مزید باتیں بتلائیں اور انہیں ابواب الخیر قرار دیا۔ ابواب الخیر کے سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ نے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ روزہ کے ڈھال ہونے سے مراد یہ ہے کہ روزہ گناہوں کے سامنے ایک رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اگر بندے نے روزہ رکھا ہو تو وہ گناہوں سے ہر ممکن اجتناب کی کوشش کرتا ہے۔ ابواب الخیر کے سلسلہ میں دوسری چیز حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے کہ جیسے پانی آگ کو بجھا دیا کرتا ہے۔ یعنی اگر انسان صدقات و خیرات کرے تو اُس کے گناہ مٹتے ہیں۔ جتنا زیادہ کوئی صدقات و خیرات میں بڑھتا جائے گا اللہ اُس سے اُس کے گناہ دور کرتے جائیں گے۔ ابواب الخیر کے سلسلہ میں تیسری چیز حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ بندے کا رات کو اُٹھ کر نماز ادا کرنا بھی صدقہ ہی کی طرح گناہوں کو مٹاتا ہے۔ رات کو اُٹھ کر نماز ادا کرنے سے نماز تہجد بھی مراد لی جا سکتی ہے اور اس کے علاوہ بھی نوافل وغیرہ۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۖ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (32 السجدہ 16,17)

[اُن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، خوف اور لالچ کے ساتھ اپنے ربّ کو پکارتے ہیں اور اُس میں سے کہ جو ہم نے اُنہیں رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔ پس کسی نفس کو معلوم نہیں کہ جو اُن کے لئے اُن کے اعمال کے بدلے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی ہے۔]

روزہ کے متعلق سابق میں آیت مبارکہ ذکر کی جا چکی ہے۔ صدقہ اور رات کی نماز (تہجد) کے متعلق ارشاداتِ ربانی ہیں:

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ﴾ (2 البقرہ 219)

[اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ تو کہہ کہ جو زائد ہو۔]

﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ﴾ (17 بنی اسرآءیل 79)

[اور رات میں کچھ وقت جاگتا رہ، یہ تیرے لئے اضافہ ہے۔]

دین کی اصل، اس کا ستون اور کوہان:

ابواب الخیر کے ذکر کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل کو دین کی اصل، دین کے ستون اور دین کی کوہان کی چوٹی کے متعلق آگاہ فرمایا۔ اسلام کو آپؐ نے دین کی اصل قرار دیا، نماز کو دین کا ستون قرار دیا اور جہاد کو دین کے کوہان کی چوٹی قرار دیا۔ نماز کے متعلق سابق میں آیت مبارکہ ذکر کی جا چکی ہے۔ اسلام اور جہاد کے متعلق ارشاداتِ ربانی ہیں:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (3 ال عمرن 19)

[بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔]

﴿وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ (22 الحج 78)

[اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ اُس کے لئے جہاد کا حق ہے۔]

سب کا سرمایہ یا ملاک:

حضور اکرم ﷺ نے مختلف چیزوں کے متعلق نصیحت فرمانے کے بعد حضرت معاذؓ بن جبل سے پوچھا کہ کیا میں تمہیں اِس سب کے ملاک یا سرمایہ کی خبر نہ دوں؟ حضرت معاذؓ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپؐ نے زبان کی حفاظت کی تلقین فرمائی۔ حضرت معاذؓ نے حیرت کا اظہار کیا کہ کیا ہم سے اپنی گفتگو کے متعلق بھی مؤاخذہ ہوگا؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو اُن کے چہروں کے بل یا فرمایا کہ نتھنوں کے بل زبان کی کھیتیاں ہی گرائیں گی۔ زبان کی حفاظت کے سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (2 البقرہ 83)

[اور لوگوں سے بھلی بات کہو۔]

---------☆---------

حدیث نمبر 30: شرعی حدود و قیود کی پابندی

عَنْ	اَبِیْ ثَعْلَبَةَ	الْخُشَنِیِّ	جُرْثُوْمِ	بْنِ نَاشِرٍ	رَضِیَ
سے	ابوثعلبہ	الخشنی	جرثوم	بن ناشر	رضی
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	عَنْ	رَسُوْلِ اللّٰهِ	صَلَّی اللّٰهُ		
اللہ تعالیٰ عنہ	سے	رسول اللہ	صلی اللہ		
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ	اِنَّ	اللّٰهَ تَعَالٰی	فَرَضَ	
علیہ وسلم	فرمایا	بے شک	اللہ تعالیٰ نے	مقرر کئے ہیں	
فَرَآئِضَ	فَلَا	تُضَیِّعُوْهَا	وَ	حَدَّ	حُدُوْدًا
فرائض	پس نہ	تم ان کو ضائع کرو	اور	متعین کی ہیں	حدیں
فَلَا	تَعْتَدُوْهَا	وَ	حَرَّمَ	اَشْیَآءَ	فَلَا
پس نہ	تم اِن سے تجاوز کرو	اور	حرام ٹھہرائی ہیں	بعض چیزیں	پس نہ
تَنْتَهِكُوْهَا	وَ	سَكَتَ	عَنْ	اَشْیَآءَ	
تم ان کی حرمت توڑو	اور	خاموشی اختیار کی ہے	سے (متعلق)	بعض اشیاء	
رَحْمَةً	لَّكُمْ	غَیْرَ	نِسْیَانٍ	فَلَا	تَبْحَثُوْا
رحمت کرتے ہوئے	تم پر	نہ کہ	بھول کر	پس نہ	تم بحث کرو
عَنْهَا.	(حَدِیْثٌ حَسَنٌ.)		(رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِیُّ وَ غَیْرُهٗ.)		
اُن کے متعلق۔	(یہ حدیث حسن ہے۔)		(اِسے دار قطنیؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔)		

بامحاورہ ترجمہ:

ابوثعلبہ الخشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں' پس تم انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ حدود متعین کی ہیں' پس تم ان سے تجاوز نہ کرو اور بعض چیزیں حرام ٹھہرائی ہیں' پس تم ان کی حرمت نہ توڑو اور بعض چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے' تم پر رحمت کرتے ہوئے، نہ کہ بھول کر' پس تم ان کے متعلق بحث نہ کرو۔" (یہ حدیث حسن ہے۔) (اِسے دار قطنیؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

فرائض:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کچھ فرائض مقرر کیے ہیں' تم انہیں ضائع نہ کرو۔ اصطلاحِ شریعت میں فرض اُس حکمِ شرعی کو کہا جاتا ہے کہ جو قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اُس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ فرائض میں ارکانِ اسلام اور ان کے علاوہ بھی بہت سی چیزیں شامل ہیں۔ مزید یہ ہے کہ کئی چیزوں کے ضمن میں بھی فرائض آتے ہیں' مثلاً وضو کے فرائض، غسل کے فرائض، نماز کے فرائض وغیرہ۔ بہر حال ہر قسم کے فرائض پر عمل اہلِ ایمان کے لئے لازم ہے اور اِن میں کوتاہی نہیں کی جانی چاہیئے۔

حدود:

حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ تمہارے لئے کچھ حدود متعین کی گئی ہیں' تم اِن سے تجاوز نہ کرو۔ اصطلاحی لحاظ سے حدود کا لفظ اگرچہ چوری، زنا، شراب، بہتان اور ڈاکے کی سزا کے لئے استعمال کیا جاتا ہے' لیکن حضور اکرم ﷺ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں آپ کی مراد لغوی لحاظ سے ہے' کیونکہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ اِن سے تجاوز نہ کرو۔ لغوی مفہوم کے اعتبار سے اِس سے مراد یہ ہوگی کہ مختلف امور و معاملات میں اللہ نے جواز کی جو حدود مقرر فرمائی ہیں' کہ فلاں کام اِس حد تک جائز ہے یا اِس انداز سے جائز ہے وغیرہ' تو اِن سے تجاوز نہ کرو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا﴾ (2 البقرہ 229)

[یہ اللہ کی حدیں ہیں، پس اِن سے تجاوز نہ کرو۔]

حرمت:

حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کچھ چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں' تم اِن کی حرمت نہ توڑو۔ جواز کی حدود سے آگے کی چیزیں حرام ہیں۔ حرمت کے اسلامی تصور میں کچھ غذائیں بھی شامل ہیں' مثلاً مردار، خون، خنزیر، غیر اللہ کے نام پر نامزد کردہ چیز وغیرہ، حصولِ رزق کے کچھ ذرائع بھی شامل ہیں' مثلاً چوری، ڈکیتی، رشوت، سود، جوا اور غیر شرعی کاروبار وغیرہ اور کچھ امور بھی شامل ہیں' مثلاً شرک، زنا اور دیگر غیر شرعی اور گناہ والے کام وغیرہ۔ ایک مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر معاملہ میں حلال و حرام کا خیال رکھے اور کسی بھی قسم کے حرام میں کسی بھی انداز میں ملوث نہ ہو۔

سکوت:

حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بعض چیزوں کی حلت و حرمت کے متعلق سکوت اختیار کیا گیا ہے اور یہ سکوت بھول کر نہیں ہے' بلکہ تم پر رحمت کرتے ہوئے ہے' تم ایسے امور کے متعلق بحث میں نہ پڑو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (5 المائدہ 101)

[اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کیا کرو کہ جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بُری لگیں۔]

---------☆---------

حدیث نمبر 31: اللہ کی محبت اور لوگوں کی محبت

عَنْ	اَبِی الْعَبَّاسِ	سَهْلِ	بْنِ	سَعْدِنِ	السَّاعِدِیِّ	رَضِیَ
سے	ابوالعباس	سہل	بن	سعد	ساعدی	رضی
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	قَالَ	جَآءَ	رَجُلٌ	اِلَی	النَّبِیِّ	
اللہ تعالیٰ عنہ	کہتے ہیں	آیا	ایک آدمی	طرف	نبی کے	
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	فَقَالَ	یَا	رَسُوْلَ اللّٰهِ			
صلی اللہ علیہ وسلم	پس کہنے لگا	اے	اللہ کے رسول			
دُلَّنِیْ	عَلٰی	عَمَلٍ	اِذَا	عَمِلْتُهٗ		
میری راہنمائی کیجئے	پر (طرف)	کسی ایسے عمل کے	کہ جب	میں اُسے کروں		
اَحَبَّنِیَ اللّٰهُ	وَ	اَحَبَّنِیَ النَّاسُ		فَقَالَ		
مجھے پسند کرے اللہ	اور	مجھے پسند کریں لوگ بھی		پس فرمایا		
اِزْهَدْ	فِی	الدُّنْیَا	یُحِبُّكَ	اللّٰهُ	وَ	
تو بے رغبتی اختیار کر	میں (سے)	دُنیا	تجھے پسند کرے گا	اللہ	اور	
اِزْهَدْ	فِیْمَا	عِنْدَ	النَّاسِ	یُحِبُّكَ		
تو بے رغبتی اختیار کر	اُس سے کہ جو ہے	پاس	لوگوں کے	تجھے پسند کریں گے		
النَّاسُ.	(حَدِیْثٌ حَسَنٌ.)	(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَیْرُهٗ بِاَسَانِیْدَ حَسَنَةٍ.)				
لوگ۔	(یہ حدیث حسن ہے۔)	(ابن ماجہؒ وغیرہ نے اِس کو حسن سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔)				

بامحاورہ ترجمہ:

ابوالعباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، پس کہنے لگا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میری کسی ایسے عمل کی طرف راہنمائی کیجئے کہ جب میں اُسے کروں تو اللہ بھی مجھے پسند کرے اور لوگ بھی مجھے پسند کریں۔'' پس فرمایا: ''تو دُنیا سے بے رغبتی اختیار کر، اللہ تجھے پسند کرے گا اور تو اُس سے بے رغبتی اختیار کر کہ جو لوگوں کے پاس ہے، لوگ تجھے پسند کریں گے۔'' (یہ حدیث حسن ہے۔) (ابن ماجہؒ وغیرہ نے اِس کو حسن سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

توضیح: سائل کا سوال:

ایک آدمی نے حضور اکرم ﷺ سے ایسے عمل سے متعلق سوال کیا کہ جس کے کرنے پر اللہ بھی پسند کرنے لگے اور اہلِ دُنیا بھی پسند کرنے لگیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اللہ کی پسندیدگی حاصل کرنے کا یہ طریقہ بتلایا کہ دُنیا سے بے رغبتی اختیار کرلو اور بندوں کی پسندیدگی کے حصول کا یہ طریقہ بتلایا کہ بندوں کی ملکیتوں سے بے رغبتی اختیار کرلو۔

اللہ کی محبت کا حصول:

دُنیا سے بے رغبتی کو اللہ کی محبت اور پسندیدگی کے حصول کا ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ انسان کا مقصدِ تخلیق دُنیا سے دل لگانا نہیں، بلکہ اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (51 الذّٰریٰت 56)

[اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔]

جب انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ کی عبادت ہے' تو ظاہر ہے کہ دُنیا سے دل لگا بیٹھنے والا اور اللہ کی عبادت سے غافل ہو جانے والا اپنے مقصدِ تخلیق سے ہٹا ہوا ہے۔ ایسا بندہ اللہ کو کیسے محبوب ہو سکتا ہے کہ جو اپنے مقصدِ تخلیق کو ہی پورا نہیں کر رہا۔ اللہ کی نظر میں پسندیدہ وہ ہو گا کہ جو دُنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے اللہ سے لو لگا لے۔

یہاں پر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اسلام نے جو دُنیا سے بے رغبتی یا زہد کی تعلیم دی ہے' اس کو عیسائیت کی رہبانیت کی طرح ترکِ دُنیا کی ترغیب نہ سمجھا جائے۔ اسلام ترکِ دُنیا کی تعلیم نہیں دیتا' بلکہ صرف یہ تلقین کرتا ہے کہ بندہ دُنیا میں اِس قدر مگن نہ ہو جائے کہ اپنے ربّ کو بھلا بیٹھے۔ صحابہ کرامؓ میں حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جیسے مالدار بھی موجود تھے۔ اگر اسلام ترکِ دُنیا کی تعلیم دیتا ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اِن صحابہ کرامؓ سے ناراضگی کا اظہار فرماتے اور انہیں اپنی دولت ختم کرنے کا حکم فرماتے' لیکن آپؐ نے ایسا نہیں کیا۔

لوگوں کی محبت کا حصول:

دُنیا والوں کی ملکیتوں سے بے رغبتی کو دُنیا والوں کی محبت اور پسندیدگی کے حصول کا ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ تم دُنیا والوں کے اموال کا لالچ نہ کرو۔ دُنیا والوں کے اموال کی طرف رغبت کا اظہار اُن کے مال پر حریصانہ یا حاسدانہ نگاہ رکھنے سے بھی ہو سکتا ہے اور عملی طور پر بھی دو طرح سے ہو سکتا ہے: ایک یہ کہ بندہ براہِ راست اُن کے سامنے دستِ سوال دراز کر دے اور اُن سے مانگنے لگے اور دوسرے یہ کہ ناجائز ذرائع سے اُن کے مال کے حصول کے لئے کوشاں ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام طرز ناپسندیدہ ہیں اور اِن میں سے کسی بھی طرز کو اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا بندہ دُنیا والوں کا پسندیدہ اور محبوب ہونے کی بجائے اُن کی نظروں سے گر جائے گا۔

---------☆---------

حدیث نمبر 32: ضرر سے اجتناب

عَنْ	اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِکِ بْنِ سِنَانِ الْخُدْرِیِّ			
سے	ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری			
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ	اَنَّ	رَسُوْلَ اللّٰہِ	صَلَّی اللّٰہُ	
رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کہ	رسول اللہ نے	صلی اللہ	
عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ	قَالَ	لَا	ضَرَرَ	وَ
علیہ وسلم	فرمایا	نہیں ہے	ضرر دینا (پہل کرتے ہوئے)	اور
لَا	ضِرَارَ.	(حَدِیْثٌ حَسَنٌ.)	(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَ	
نہ ہی	ضرر پہنچانا (بطورِ انتقام)۔	(یہ حدیث حسن ہے۔)	(اِس کو ابن ماجہؒ اور	
الدَّارُ قُطْنِیُّ وَغَیْرُھُمَا مُسْنَدًا.)		(وَ رَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا مُرْسَلًا عَنْ عَمْرِو		
دار قطنیؒ وغیرہ نے بطور مسند روایت کیا ہے۔)		(اور اِس کو مؤطا میں مالکؒ نے عمرو بن یحییٰ کی روایت		
بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ.)				
سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ جو اپنے باپ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔)				

جس حد تک کسی نے تکلیف پہنچائی ہے، جواب میں اُسی حد تک تکلیف پہنچانے کی اجازت ہوگی۔ اگر جواب میں اُس سے زائد تکلیف پہنچائی تو یہ ضرر میں شامل ہوگا اور یہ ممنوع ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ (2 البقرہ 178)

[اے ایمان والو! تم پر مقتولوں میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔]

﴿فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾ (2 البقرہ 194)

[پس جس نے تم پر زیادتی کی تو تم اُس پر اُتنی ہی زیادتی کرو کہ جتنی اُس نے تم پر زیادتی کی۔]

اسلام قصاص کی اجازت تو اگرچہ دیتا ہے، لیکن اسلام اِس کی بجائے عفو و درگزر کی ترغیب زیادہ دیتا ہے اور اِسے زیادہ پسند کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ (42 الشوریٰ 40)

[اور بُرائی کا بدلہ ویسی ہی بُرائی ہے، پس جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔]

آیت مبارکہ میں معافی پر اجر کا بھی وعدہ فرمایا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی فرمایا:

"قیامت کے دن اُن لوگوں کو پکار کر اُن کا اجر دیا جائے گا کہ جو دُنیا میں لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے۔"

حدیث نمبر 33: ثبوت اور قسم

عَنِ	ابْنِ عَبَّاسٍ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا	اَنَّ	رَسُوْلَ
سے	ابن عباس	رضی اللہ عنہما	کہ	رسول نے
اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ	لَوْ	يُعْطَى
اللہ کے	صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا	اگر	دے دیا جائے
النَّاسُ	بِدَعْوَاهُمْ	لَادَّعٰى		رِجَالٌ
لوگوں کو	صرف اُن کے دعوٰی کی وجہ سے	البتہ دعوٰی کرنے لگیں		کچھ لوگ
اَمْوَالَ	قَوْمٍ	وَ	دِمَآءَهُمْ	لٰكِنِ الْبَيِّنَةُ
مالوں کا	کسی قوم کے	اور	اُن کے خونوں کا	لیکن ثبوت ہے
عَلَى	الْمُدَّعِيْ	وَ	الْيَمِيْنُ	عَلٰى مَنْ
پر (ذمہ)	دعوٰی کرنے والے	اور	قسم ہے	پر اُس کے کہ جو
اَنْكَرَ.	(حَدِيْثٌ حَسَنٌ.)		(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهٗ هٰكَذَا.)	
انکار کرے۔	(یہ حدیث حسن ہے۔)		(بیہقی وغیرہ نے اِس کو اسی طرح روایت کیا ہے۔)	

(وَبَعْضُهٗ فِي الصَّحِيْحَيْنِ.)
(اور اِس (حدیث) کا بعض حصہ صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں بھی ہے۔)

بامحاورہ ترجمہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر لوگوں کو صرف اُن کے دعوٰی کی وجہ سے دے دیا جائے تو کچھ لوگ کسی قوم کے مالوں اور اُن کے خونوں کا دعوٰی کرنے لگ جائیں، لیکن ثبوت دعوٰی کرنے والے کے ذمہ ہے اور قسم اُس پر ہے کہ جو انکار کرے۔" (یہ حدیث حسن ہے۔) (بیہقیؒ وغیرہ نے اِس کو اِسی طرح روایت کیا ہے۔) (اور اِس (حدیث) کا بعض حصہ صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں بھی ہے۔)

توضیح: چند بنیادی اصطلاحات:

دعوٰی:

نزاع یا جھگڑے کے وقت کسی چیز کو اپنی طرف منسوب کرنے کا نام دعوٰی ہے کہ فلاں چیز میری ملکیت ہے اور فلاں شخص اُس پر غیر قانونی طور پر قابض ہے۔

مدعی:

دعوٰی کرنے والے شخص کو مدعی کہا جاتا ہے۔

مدعٰی علیہ:

جس شخص کے خلاف دعوٰی کیا گیا ہو اُسے مدعٰی علیہ کہا جاتا ہے۔

منکر:

اگر مدعٰی علیہ مدعی کی بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے اور اُس چیز کو مدعی کی بجائے اپنی ملکیت میں ظاہر کرے تو اِسے منکر کہا جائے گا۔

بینہ:

بینہ سے مراد دلیل اور ثبوت ہے۔ یہ مدعی کے ذمہ ہوتی ہے۔

یمین:

یمین قسم کو کہا جاتا ہے۔ یہ منکر کے ذمہ ہوتی ہے۔

مدعی سے بینہ:

ایک شخص اگر کسی کے خلاف کسی چیز کے متعلق دعوٰی کر دے تو سب سے پہلے تو مدعٰی علیہ سے اُس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اگر مدعٰی علیہ اُس مدعی کے دعوٰی کو تسلیم کر لے تو مدعی کے حق میں بغیر کسی بینہ یا یمین کے فیصلہ ہو جائے گا' لیکن اگر مدعٰی علیہ انکار کر دے تو مدعی سے ثبوت طلب کیا جائے گا۔ اگر مدعی اُس چیز کا ثبوت پیش کر دے تو اُس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

منکر سے یمین:

اگر مدعٰی علیہ مدعی کے دعوٰی سے انکار کر دے تو وہ منکر کہلائے گا اور اوّل تو مدعی سے اپنے دعوٰی کے متعلق ثبوت طلب کیا جائے گا' اگر مدعی ثبوت مہیا نہ کر سکے تو منکر سے قسم لی جائے گی۔ اگر منکر قسم دے دے تو اُس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا اور اگر وہ قسم دینے سے انکار کرے تو مدعی کے حق میں فیصلہ دے دیا جائے گا۔ اگرچہ شرعی طور پر منکر کے ایک دفعہ قسم سے انکار کرنے پر بھی مدعی کے حق میں فیصلہ کیا جا

سکتا ہے' لیکن زیادہ مناسب یہ ہے کہ قاضی اُس پر تین دفعہ قسم پیش کرے اور اگر وہ تینوں دفعہ قسم سے انکار کر دے تو مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے۔

کیا مدعی پر بھی قسم ہے؟:

امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کے نزدیک منکر اگر قسم سے انکار کرے تو مدعی سے بھی قسم لی جائے گی اور اگر مدعی قسم دے دے تو اُس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا' لیکن اگر مدعی بھی قسم سے انکار کر دیتا ہے تو ان کے نزدیک یہ نزاع ختم قرار دیا جائے گا اور وہ چیز منکر کی ملکیت ہی سمجھی جائے گی۔ احناف اپنے موقف پر زیرِ نظر حدیث نبوی کو دلیل بناتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں مدعی سے قسم لینے کا کوئی ذکر نہیں ہے' لہٰذا منکر کے قسم سے انکار کرنے پر مدعی سے قسم لینے کی ضرورت نہیں ہے اور منکر کے قسم سے انکار کرنے پر مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

حدیث نمبر34: نہی عن المنکر کے درجات

عَنْ	اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ	رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ			
سے	ابوسعید خدری	رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
قَالَ	سَمِعْتُ	رَسُوْلَ اللّٰہِ	صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ		
کہتے ہیں	میں نے سُنا	رسول اللہ کو	صلی اللہ علیہ وسلم		
یَقُوْلُ	مَنْ	رَاٰی	مِنْکُمْ	مُنْکَرًا	
فرماتے ہوئے	جس نے	دیکھی	تم میں سے	کوئی بُرائی	
فَلْیُغَیِّرْہُ	بِیَدِہٖ	فَاِنْ	لَّمْ	یَسْتَطِعْ	
تو چاہیے کہ اُسے ہٹا دے	اپنے ہاتھ سے	پس اگر	نہیں	استطاعت رکھتا	
فَبِلِسَانِہٖ	فَاِنْ	لَّمْ	یَسْتَطِعْ	فَبِقَلْبِہٖ	وَ
تو اپنی زبان سے	پس اگر	نہیں	استطاعت رکھتا	تو اپنے دل سے	اور
ذٰلِکَ	اَضْعَفُ	الْاِیْمَانِ.	(رَوَاہُ مُسْلِمٌ.)		
یہ ہے	کمزور ترین	ایمان۔	(اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)		

بامحاورہ ترجمہ:

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: ''تم میں سے جو کوئی کسی بُرائی کو دیکھے تو چاہیے کہ اُسے اپنے ہاتھ سے ہٹا دے، پس اگر (اِس کی) استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے، پس اگر (اِس کی بھی) استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے، اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح: نہی عن المنکر:

نہی عن المنکر سے مراد بُرائی کو روکنا ہے۔ اسلام اچھائیوں اور بھلائیوں کا دین ہے اور اسلام کی نظر میں ہر قسم کی بُرائی کو ختم ہونا چاہیے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ تاکید کرتا ہے کہ وہ بُرائی کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ﴾ (آل عمران 110)

[تم لوگوں کے لئے نکالی گئی بہترین امت ہو، تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔]

اور سید الانبیا ﷺ فرماتے ہیں:

"قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تمہیں ضرور نیکی کا حکم کرنا ہوگا اور بُرائی سے روکنا ہوگا، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنی طرف سے ایک عذاب بھیج دیں، پھر تم اُسے پکارو گے، لیکن وہ تمہاری طرف سے قبول نہیں کرے گا۔"

نہی عن المنکر کے درجات:

زیرِ نظر حدیث مبارکہ میں نہی عن المنکر کے تین درجات ذکر کئے گئے ہیں:

1: بُرائی کو ہاتھ سے روکنا: نہی عن المنکر کا سب سے پہلا درجہ یہ ہے کہ بُرائی کو ہاتھ سے روکا جائے۔ محدثینؒ نے اس کے متعلق البتہ یہ وضاحت کی ہے کہ یہ درجہ صرف حکام کے لئے ہے۔ بُرائی کو ہاتھ سے روکنا اور بُرائی پر سزا دینا صرف حکومت کا کام ہے۔ اگر عام افراد معاشرہ کو بُرائی کو ہاتھ سے روکنے کی عام اجازت دے دی جائے تو اس کا نتیجہ آپس کی چپقلش اور فساد کی شکل میں سامنے آئے گا۔

2: بُرائی کو زبان سے روکنا: نہی عن المنکر کا دوسرا درجہ بُرائی کو زبان سے روکنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بُرائی کرنے والے کو تحمل و بردباری اور دلائل و بصیرت کے ساتھ سمجھایا جائے اور اُسے بُرائی سے منع کیا جائے۔

3: بُرائی کو دل میں بُرا جاننا: نہی عن المنکر کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ بُرائی کو کم از کم اپنے دل میں بُرا جانا جائے۔ یہ سب سے نچلا درجہ ہے کہ جسے "اضعف الایمان" کہا گیا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف دل میں بُرا جاننے کو نہی عن المنکر کیسے کہا جا سکتا ہے، جبکہ اس میں بُرائی کرنے والے کو منع تو نہیں کیا گیا؟ اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ اگر بُرائی کو دل سے بُرا جانے گا تو اگرچہ وہ بُرائی کرنے والے کو عملی طور پر اس سے روک تو نہیں رہا، لیکن بُرائی سے اس کی نفرت و بیزاری بہر حال کسی نہ کسی حد تک ظاہر ہو جائے گی اور اس کی نفرت کا اظہار بُرائی کرنے والے کے بُرائی سے رکنے کا سبب بن سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں دوسری بات یہ بھی کہی جا سکتی ہے کہ اگر بُرائی کو دل سے بُرا نہیں جانے گا تو خود اس کے بھی بُرائی میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے۔ اگر بُرائی کو دل میں بُرا جانے گا تو کم از کم خود تو اس سے اجتناب کرے گا اور اس میں مبتلا نہیں ہوگا۔ تو گویا بُرائی کو دل میں بُرا جان کر اُس نے بُرائی کو کم از کم اپنے سے ضرور روکا ہے اور یہ دوسرے کے لحاظ سے اگرچہ نہی عن المنکر نہیں ہوگا، لیکن اپنے لحاظ سے نہی عن المنکر ضرور ہے۔

---------☆---------

حدیث نمبر 35: اخوتِ اسلامی کے تقاضے

عَنْ	اَبِیْ هُرَیْرَةَ	رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	قَالَ	قَالَ
سے	ابو ہریرہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ		کہتے ہیں فرمایا
رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	لَا		
رسول اللہ نے	صلی اللہ علیہ وسلم	نہ		
تَحَاسَدُوْا	وَ لَا	تَنَاجَشُوْا	وَ	
تم ایک دوسرے سے حسد کرو	اور نہ	تم دام بڑھانے کے لئے بولی دو	اور	
لَا	تَبَاغَضُوْا	وَ لَا	تَدَابَرُوْا	
نہ	تم ایک دوسرے سے بغض رکھو	اور نہ	تم ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو	

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

وَ	لَا	يَبِعْ	بَعْضُكُمْ	عَلٰى	بَيْعِ	بَعْضٍ
اور	نہ	سودا کرے	تم میں سے کوئی	پر	سودے	کسی کے
وَ	كُوْنُوْا	عِبَادَ	اللّٰهِ	اِخْوَانًا	اَلْمُسْلِمُ	اَخُوا
اور	ہو جاؤ	بندو	اللہ کے	بھائی بھائی	مسلمان	بھائی ہے
اَلْمُسْلِمِ	لَا	يَظْلِمُهٗ	وَ لَا	يَخْذُلُهٗ	وَ
مسلمان کا	نہیں	وہ اس پر ظلم کرتا	اور نہیں	وہ اس کی مدد چھوڑتا	اور
لَا	يَكْذِبُهٗ	وَ لَا	يَحْقِرُهٗ	اَلتَّقْوٰى
نہیں	وہ اس سے جھوٹ بولتا	اور نہیں	وہ اسے حقیر جانتا	تقوٰی
هٰهُنَا	وَ يُشِيْرُ	اِلٰى	صَدْرِهٖ	ثَلَاثَ	مَرَّاتٍ
یہاں ہے	اور اشارہ کرتے تھے	طرف	اپنے سینے کی	تین	دفعہ
بِحَسْبِ	امْرِئٍ	مِّنَ	الشَّرِّ	اَنْ	يَّحْقِرَ
کافی ہے	کسی آدمی کو	سے	بُرائی	یہ کہ	وہ حقیر جانے
اَخَاهُ	الْمُسْلِمَ	كُلُّ	الْمُسْلِمِ	عَلَى
اپنے بھائی کو	مسلمان	ہر	مسلمان	پر
اَلْمُسْلِمِ	حَرَامٌ	دَمُهٗ	وَ مَالُهٗ	وَ عِرْضُهٗ.
مسلمان	حرام ہے	اُس کا خون	اور اُس کا مال	اور اُس کی عزت۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ.)
(اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

بامحاورہ ترجمہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور نہ دام بڑھانے کے لئے بولی دو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کے سودے پر سودا کرے اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اُس کی مدد چھوڑتا ہے اور نہ اُس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اُسے حقیر جانتا ہے۔'' اور آپؐ نے تین دفعہ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''تقوٰی یہاں ہے۔ کسی آدمی کے لئے اتنی بُرائی ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون اور اُس کا مال اور اُس کی عزت حرام ہے۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح: اخوتِ اسلامی:

اسلام اخوت و بھائی چارے کا درس دیتا ہے اور شریعت اسلامیہ میں تمام اہل ایمان کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (49 الحجرات 10)

[بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔]

اور رحمتِ کونین ﷺ نے فرمایا:

"تو مومنوں کو آپس میں رحم اور دوستی رکھنے اور مہربانی کرنے میں ایسے دیکھے گا کہ جیسے ایک جسم کہ جب اس کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بخار اور بے خوابی سے بے چین ہو جاتا ہے۔"

اخوتِ الامی کے تقاضے:

1: حسد نہیں: حسد سے مراد دوسرے میں کوئی خوبی یا دوسرے کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر اپنے دل میں جلنا اور کڑھنا ہے کہ یہ چیز اُس کے پاس کیوں ہے، میرے پاس کیوں نہیں ہے۔ قرآن و حدیث میں حسد کی مذمت و ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (4 النسآء 54)

[یا وہ لوگوں پر اس چیز کے متعلق حسد کرتے ہیں کہ جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے عطاء فرمائی۔]

اور ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"حسد سے بچو۔ پس بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے کہ جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔"

2: تناجش نہیں: لغوی اعتبار سے "تناجش" کا لفظ دوسرے سے بڑھ کر بولی دینے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ عام استعمال میں "تناجش" کا لفظ اِن معنوں میں استعمال ہوتا ہے کہ ایک شخص کا خود چیز خریدنے کا ارادہ نہیں ہے اور وہ بولی میں صرف قیمت بڑھانے کی نیت سے شرکت کر رہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس طرزِ عمل سے منع فرمایا ہے۔

3: بغض نہیں: "تباغض" کا لغوی معنٰی ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی رکھنا اور نفرت کرنا ہے۔ اسلام کے خوبصورت معاشرتی نظام میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اِسلام بغض و نفرت اور دشمنی و عداوت کی بجائے آپس میں اخوت و محبت اور بھائی چارہ قائم کرنے اور ایک دوسرے کا احساس کرنے کا درس دیتا ہے۔ دشمنی کے خاتمہ کی ترغیب کے متعلق ہم مندرجہ ذیل ارشادِ باری تعالیٰ کا ذکر کر سکتے ہیں:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝﴾ (41 حٰمٓ السجدہ 34)

[اچھے انداز میں جواب دے تو وہ کہ تیرے اور اُس کے درمیان عداوت ہے یوں ہو جائے گا کہ گویا دوست، قرابتدار ہو۔]

4: تدابر نہیں: تدابر سے مراد ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرنا اور قطع تعلقی کرنا ہے۔ اسلام صلہ رحمی اور تعلقات جوڑنے کا درس دیتا ہے اور قطع رحمی و قطع تعلقی کی ممانعت کرتا ہے۔ اللہ ربّ العزت نے "اولوا الالباب" (اہلِ عقل و دانش) کی صفات گنواتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ﴾ (13 الرّعد 21)

[اور وہ لوگ کہ جو جوڑتے ہیں اُس کو کہ جس کا اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے (یعنی رشتوں کو)۔]

قطعہ رحمی سے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

5: بیع علی البیع نہیں: اگر دو افراد کا آپس میں بیع کا معاملہ طے ہو چکا ہو اور پھر اس کے بعد کوئی تیسرا فرد بائع (بیچنے والے) کے پاس پہنچ جائے کہ تم اس چیز کو فلاں کے ہاتھ اِتنے میں بیچ رہے ہو تو میں اس چیز کی اتنی ہی یا اس سے زیادہ رقم دے کر خریدنے کو تیار ہوں تو اس طرز سے حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ فقہاء کرام نے اِس سلسلہ میں البتہ یہ وضاحت کی ہے کہ اگر پہلے مشتری (خریدنے والے) کا ابھی بائع سے سودا طے نہ ہوا ہو تو کسی دوسرے مشتری کا سودے کی بات چیت کرنا منع نہیں ہے، البتہ اگر پہلے مشتری کا بائع کے ساتھ سودا طے ہو چکا ہے تو کسی دوسرے مشتری کے لئے سودے پر سودا کرنا درست نہیں۔

6: ظلم نہیں: اسلام پُر امن معاشرتی نظام کا داعی ہے اور ظلم کو ناپسند کرتا ہے۔ ہادیٔ عالم ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

اور اللہ ربّ العزت نے قرآن حکیم میں ظالموں کے لئے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے:

﴿وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (3 آل عمران 57)

[اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔]

7: خذل نہیں: مسلمان نہ صرف یہ کہ دوسرے مسلمان پر خود ظلم سے باز رہتا ہے' بلکہ اگر کوئی دوسرا کسی مسلمان پر ظلم کر رہا ہو تو یہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد اور اعانت بھی کرتا ہے اور حالات خواہ کتنے تلخ ہو جائیں' یہ اپنے بھائی کی مدد چھوڑتا نہیں ہے اور اُس سے ہر ممکن تعاون جاری رکھتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

"جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے' اللہ اُس بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے۔"

8: کذب نہیں: کسی مسلمان بھائی سے جھوٹ بولنا اور اُس کے سامنے کذب بیانی سے کام لینا بھی نہایت بُرا فعل ہے اور بعض اوقات یہ نہایت نقصان دہ اور تکلیف دہ بھی بن جایا کرتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں جھوٹ کی سختی سے مذمت کی گئی ہے' بلکہ قرآن حکیم میں جھوٹوں پر لعنت تک ڈالی گئی ہے:

﴿فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ (3 آل عمران 61)

[پس ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔]

9: حقارت نہیں: شریعت اسلامیہ میں اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور اُسے حقیر جاننا نہایت بُرا فعل قرار دیا گیا ہے۔ اسلام مساوات کا داعی ہے اور اسلام کی نظر میں کسی کو کسی دوسرے پر تقویٰ کے علاوہ کوئی فضیلت و امتیاز حاصل نہیں ہے۔ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! تمہارا ربّ ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی سرخ کو کسی سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر تقویٰ کے علاوہ کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔"

10: خون، مال اور عزت کی حرمت: شریعت اسلامیہ میں ہر مسلمان کے جان و مال اور عزت کو دوسروں کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔ کسی کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ کسی کے جان و مال یا کسی کی عزت پر ڈاکہ ڈالے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر تمہارے ربّ سے ملنے تک ایسے ہی حرام ہیں کہ جیسے تمہارے اِس مہینے میں، تمہارے اِس شہر میں تمہارے اِس دن کی حرمت ہے۔"

تقویٰ:

دل میں اللہ کا ڈر رکھنے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے گناہ و عصیان سے اجتناب کرنے کو اصطلاح میں تقویٰ کا نام دیا جاتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ (3 آل عمران 102)

[اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔]

اور رحمت للعلمین ﷺ نے فرمایا:

''میں تمہیں تقوٰی کی تلقین کرتا ہوں' کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جو بہترین تلقین کر سکتا ہے' وہ یہ ہے کہ اُسے آخرت کے لئے آمادہ کرے اور تقوٰی کا حکم دے۔''

حدیث نمبر 36: احساس، حصولِ علم، تعلق بالقرآن اور عمل

عَنْ	اَبِیْ هُرَیْرَةَ	رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	عَنِ			
سے	ابو ہریرہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سے			
النَّبِیِّ	صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ	مَنْ			
نبی	صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا	جس نے			
نَفَّسَ	عَنْ	مُؤْمِنٍ	کُرْبَةً	مِنْ	کُرَبِ	
دور کی	سے	کسی مؤمن	کوئی تکلیف	سے	تکلیفوں	
الدُّنْیَا	نَفَّسَ	اللّٰهُ	عَنْهُ	کُرْبَةً	مِنْ	کُرَبِ
دُنیا کی	دور کرے گا	اللہ	اُس سے	کوئی تکلیف	سے	تکلیفوں
یَوْمِ	الْقِیٰمَةِ	وَ	مَنْ	یَسَّرَ	عَلٰی	مُعْسِرٍ
دن کی	قیامت کے	اور	جس نے	آسانی کی	پر	کسی تنگدست
یَسَّرَ	اللّٰهُ	عَلَیْهِ	فِی	الدُّنْیَا	وَ	الْاٰخِرَةِ
آسانی کرے گا	اللہ	اُس پر	میں	دُنیا	اور	آخرت
وَ	مَنْ	سَتَرَ	مُسْلِمًا	سَتَرَهُ		اللّٰهُ
اور	جس نے	پردہ پوشی کی	کسی مسلمان کی	اُس کی پردہ پوشی کرے گا		اللہ
فِی	الدُّنْیَا	وَ	الْاٰخِرَةِ	وَ	اللّٰهُ	فِیْ
میں	دُنیا	اور	آخرت	اور	اللہ رہتا ہے	میں
الْعَبْدِ	مَا	کَانَ	الْعَبْدُ	فِیْ	عَوْنِ	
بندے کی	جب تک کہ	رہے	بندہ	میں	مدد کرنے	
اَخِیْهِ	وَ	مَنْ	سَلَکَ	طَرِیْقًا	یَلْتَمِسُ	
اپنے بھائی کی	اور	جو	چلے	ایک راہ	کہ تلاش کرتا ہو	
فِیْهِ	عِلْمًا	سَهَّلَ	اللّٰهُ	لَهٗ	بِهٖ	
اُس میں	علم	آسان کر دیتا ہے	اللہ	اُس کے لئے	اِس کی وجہ سے	
طَرِیْقًا	اِلَی	الْجَنَّةِ	وَ	مَا	اجْتَمَعَ	قَوْمٌ
راستہ	طرف	جنت کے	اور	نہیں	جمع ہوتی	کوئی جماعت

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

مَا	مِنْ	بُيُوْتِ	اللّٰهِ
میں	کسی گھر	سے	گھروں
يَتْلُوْنَ	كِتَابَ	اللّٰهِ	وَ
کہ وہ تلاوت کرتے ہوں	کتاب کی	اللہ کی	اور
يَتَدَارَسُوْنَهُ	بَيْنَهُمْ	إِلَّا	
اِسے پڑھتے پڑھاتے ہوں	آپس میں	مگر یہ کہ	
نَزَلَتْ	عَلَيْهِمُ	السَّكِيْنَةُ	وَ
نازل ہوتی ہے	اُن پر	تسکین	اور
غَشِيَتْهُمُ	الرَّحْمَةُ	وَ	حَفَّتْهُمُ
اُن کو ڈھانپ لیتی ہے	رحمت	اور	اُن کو گھیر لیتے ہیں
الْمَلٰٓئِكَةُ	وَ	ذَكَرَهُمُ	اللّٰهُ
فرشتے	اور	اُن کا ذکر فرماتا ہے	اللہ
فِيْ	مَنْ	عِنْدَهٗ	وَ
اُن میں	کہ جو	اُس کے پاس ہیں	اور
مَنْ	بَطَّاَ	بِهٖ	عَمَلُهٗ
جو کہ	پیچھے کر دیا	اُس کو	اُس کے عمل نے
لَمْ	يُسْرِعْ	بِهٖ	نَسَبُهٗ.
نہیں	آگے بڑھائے گا	اُس کو	اُس کا نسب۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ.)			
(اِس کو مسلمؒ نے اِن الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔)			

بامحاورہ ترجمہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: ''جس نے کسی مؤمن کی دُنیا کی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دور کیا' اللہ اُس سے قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دور کرے گا، اور جس نے کسی تنگدست کے لئے آسانی کی' اللہ اُس کے لئے دُنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی' اللہ دُنیا اور آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا، اور جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے' اللہ اُس بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے، اور جو کوئی ایسی راہ چلا کہ جس میں وہ علم تلاش کرتا ہے' اللہ اُس کے لئے اِس وجہ سے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔ اور جب کوئی جماعت اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرے اور آپس میں اُسے پڑھیں پڑھائیں تو اُن پر تسکین نازل ہوتی ہے اور رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اُن کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ اُن کا اپنے پاس والوں میں ذکر فرماتا ہے۔ اور جس کے عمل نے اُسے پیچھے کر دیا' اُس کا نسب اُسے آگے نہیں بڑھائے گا۔'' (اِس کو مسلمؒ نے اِن الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

توضیح:

حرفِ آغاز:

زیرِ بحث حدیثِ نبوی میں چار چیزوں کا بیان کیا گیا ہے! سب سے پہلے مختلف پیرائیوں میں ایک دوسرے کا احساس کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، دوسرے نمبر پر حصولِ علم کی ترغیب دی گئی ہے، تیسرے نمبر پر قرآن حکیم سے تعلق قائم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور چوتھے نمبر پر عمل کی ترغیب دی گئی ہے:

احساس کی ترغیب:

ایک دوسرے کا احساس کرنے کی ترغیب دینے کے لئے چار چیزیں ذکر کی گئی ہیں:

1: جس نے کسی مؤمن کی دُنیا کی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دور کیا' اللہ اُس سے قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دور کرے گا۔

حقیقی حاجت روا و مشکل کشا اور کارساز تو اللہ ہی ہے اور اللہ ہی تکالیف کو دور کر سکنے والا ہے' لیکن اللہ ربّ العزت نے اسباب کے تحت کسی کے کام آنے اور اُس کی مشکلات میں اُس کی مدد کرنے کا اختیار اور اِس کی طاقت بہر حال انسانوں کو بھی دی ہے۔ البتہ یہ ہے کہ انسان کو دی گئی یہ طاقت محدود ہے اور صرف اسباب کے تحت ہے۔ نیز یہ کہ انسان کی یہ طاقت صرف اُس کی زندگی تک محدود ہے' بلکہ اُس کی زندگی میں بھی یہ طاقت کسی بھی وقت سلب کی جا سکتی ہے۔ بہر حال اہلِ ایمان کو اپنی یہ طاقت دوسرے اہل ایمان بھائیوں کی تکالیف دور کرنے میں صرف کرنی چاہیے۔

2: جس نے کسی تنگدست کے لئے آسانی کی' اللہ اُس کے لئے دُنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا۔

کسی تنگدست کے لئے آسانی کرنے کی عام صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی تنگدست شخص کسی مسلمان بھائی کا مقروض ہے تو یہ مسلمان اپنے اِس تنگدست مقروض بھائی کو اپنا قرض معاف کر دے یا ادائیگی قرض کے لئے اُس سے آسان اقساط وغیرہ طے کرنے کی شکل میں اُس پر آسانی کر دے۔ کسی دوسرے شخص کے تنگدست مقروض کے قرض کی ادائیگی میں اُس سے تعاون کرنا بھی اِس کے ذیل میں آئے گا۔

3: جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی' اللہ دُنیا اور آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔

انسان خطا کا پتلا ہے اور انبیاء کرام کے علاوہ کوئی بھی معصوم عن الخطا نہیں ہے۔ غلطی کا صدور کسی سے بھی ہو سکتا ہے' لیکن اگر کسی مسلمان بھائی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اُسے اُچھالنا اور اُس کی تشہیر کرنا نہایت غیر مناسب ہے۔

4: جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے' اللہ اُس بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

مسلمان بھائی کی مدد کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں؛ کسی غریب و مسکین مسلمان سے مالی تعاون، کسی مظلوم مسلمان سے ظلم دور کرنے اور اُسے انصاف دلانے کی کوشش، کسی مشکل میں پھنسے ہوئے مسلمان کی مشکل کو رفع کرنے کی کوشش، کسی مریض مسلمان کے علاج کی کوشش، کسی ضعیف یا معذور مسلمان کی خدمت وغیرہ سب اِس میں شامل ہے۔

حصولِ علم کی ترغیب:

اسلام میں حصولِ علم کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی طرف کی جانے والی سب سے پہلی وحی علم کے متعلق ہی تھی:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ﴾ (96 العلق 1 تا 5)

[اپنے ربّ کے نام کے ساتھ پڑھ کہ جس نے پیدا کیا۔ انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا ربّ بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھلایا کہ جو وہ نہیں جانتا تھا۔]

اللہ ربّ العزت قرآن حکیم میں اہل علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ﴾ (39 الزمر 9)

[کیا وہ کہ جو جانتے ہیں اور وہ کہ جو نہیں جانتے' برابر ہو سکتے ہیں۔]

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

اور ایک موقع پر فرمایا:

"جو علم کی طلب میں نکلا' وہ واپس لوٹنے تک اللہ کے راستے میں ہے۔"

تعلق بالقرآن کی ترغیب:

حدیث نبوی میں نہایت خوبصورت و مؤثر انداز میں قرآن حکیم سے تعلق قائم کرنے اور اسے پڑھنے و پڑھانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ قرآن حکیم سے تعلق قائم کرنے میں اس کا پڑھنا، اس کا سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اس کی تبلیغ و اشاعت کرنا سب شامل ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے بہترین وہ ہے کہ جو قرآن سیکھے اور اسے سکھلائے۔"

ایک اور موقع پر فرمایا:

"قرآن پڑھو، پس بے شک یہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔"

عمل کی ترغیب:

حدیث نبوی میں یہ فرما کر عمل کی ترغیب دی گئی ہے کہ جس کے عمل نے اُسے پیچھے کر دیا اُس کا نسب اُسے آگے نہیں بڑھائے گا۔ مراد یہ ہے کہ اگر انسان کے اعمال اچھے نہیں ہیں یا وہ بے عملی کا شکار ہے اور اعمال میں سستی یا بداعمالی کی وجہ سے اگر وہ جہنم کا مستحق بن رہا ہے تو صرف اُس کا عالی نسب ہونا اُس کے کام نہیں آ سکے گا۔ اگر حسب و نسب کی وجہ سے کوئی جنت کا مستحق بن سکتا ہوتا تو حضرت نوحؑ کا بیٹا کنعان آپؑ کی آنکھوں کے سامنے غرق نہ ہو جاتا۔ ہر انسان کی بخشش اُس کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہی ہو سکتی ہے کوئی دوسرا اُس کے کام نہیں آ سکے گا اور نہ اُس کا بوجھ اُٹھا سکے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ (6 الانعام 164)

[اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔]

حدیث نمبر 37: نیکی و بدی کا ارادہ اور اس پر عمل

عَنِ	ابْنِ عَبَّاسٍ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا	عَنْ	رَسُوْلِ
سے	ابن عباس	رضی اللہ عنہما	سے	رسول
اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	فِيْمَا		
اللہ کے	صلی اللہ علیہ وسلم	اُن میں سے کہ جو		
يَرْوِيْهِ	عَنْ	رَبِّهٖ	قَالَ	اَنَّ
آپ اُس کی روایت کرتے ہیں	سے	اپنے ربّ	وہ فرماتا ہے	بے شک
اللّٰهَ	كَتَبَ	الْحَسَنَاتِ	وَ السَّيِّئَاتِ	ثُمَّ
اللہ نے	لکھ رکھی ہیں	نیکیاں	اور بُرائیاں	پھر
بَيَّنَ	ذٰلِكَ	فَمَنْ	هَمَّ	بِحَسَنَةٍ	فَلَمْ
وضاحت کر دی ہے	اِس کی	پس جس نے	ارادہ کیا	کسی نیکی کا	پھر نہیں
يَعْمَلْهَا	كَتَبَهَا اللّٰهُ	عِنْدَهٗ	حَسَنَةً	كَامِلَةً
اُس پر عمل کیا	اُسے لکھ دے گا اللہ	اپنے پاس	نیکی	پوری

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

وَ	اِنْ	هَمَّ	بِهَا	فَعَمِلَهَا	كَتَبَهَا اللّٰهُ
اور	اگر	ارادہ کیا	اس کا	پھر اُس پر عمل بھی کیا	اُسے لکھ دے گا اللہ
عِنْدَهٗ	عَشْرَ	حَسَنَاتٍ	اِلٰى	سَبْعِمِائَةٍ	
اپنے پاس	دس	نیکیوں سے	طرف (تک)	سات سو	
ضِعْفٍ	اِلٰى	اَضْعَافٍ	كَثِيْرَةٍ	وَ اَنْ	هَمَّ
گنا	طرف	گنا	زیادہ (کئی)	اور اگر	ارادہ کیا
بِسَيِّئَةٍ	فَلَمْ	يَعْمَلْهَا	كَتَبَهَا اللّٰهُ	عِنْدَهٗ	
کسی بُرائی کا	پس نہ	اُس پر عمل کیا	اُسے لکھ دے گا اللہ	اپنے پاس	
حَسَنَةً	كَامِلَةً	وَ اِنْ	هَمَّ	بِهَا	فَعَمِلَهَا
نیکی	پوری	اور اگر	ارادہ کیا	اس کا	پھر اُس پر عمل بھی کیا
كَتَبَهَا اللّٰهُ	سَيِّئَةً	وَّاحِدَةً.	(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ فِيْ		
اُسے لکھ دے گا اللہ	بُرائی	ایک۔	(اِس کو بخاریؒ اور مسلمؒ نے اپنی		
صَحِيْحَيْهِمَا بِهٰذِهِ الْحُرُوْفِ.)					
دونوں صحیحوں (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں اِنہی حروف کے ساتھ روایت کیا ہے۔)					

بامحاورہ ترجمہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: اُن میں سے کہ جو آپؐ نے اپنے ربّ سے روایت کیں: وہ فرماتا ہے: ''بے شک اللہ نے نیکیاں اور بُرائیاں لکھ رکھی ہیں، پھر اِس کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا پھر اس پر عمل نہ کیا' اللہ اُسے اپنے پاس ایک پوری نیکی لکھ دے گا اور اگر اس کا ارادہ کیا پھر اس پر عمل بھی کیا' اللہ اُسے اپنے پاس دس نیکیوں سے سات سو تک لکھ دے گا، ایک گنا سے کئی گنا۔ اور اگر کسی بُرائی کا ارادہ کیا پھر اس پر عمل نہ کیا' اللہ اُسے اپنے پاس ایک پوری نیکی لکھ دے گا اور اگر اس کا ارادہ کیا پھر اس پر عمل بھی کیا' اللہ اُسے ایک ہی گناہ لکھے گا۔'' (اِس کو بخاریؒ اور مسلمؒ نے اپنی دونوں صحیحوں (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں اِنہی حروف کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

توضیح: نیکی و بدی کی وضاحت:

اللہ ربّ العزت نے ہر انسان کی فطرت میں نیکی اور بدی کی الگ الگ پہچان کا ملکہ رکھ دیا ہے کہ جس کے ذریعے انسان خود بخود نیکی اور بُرائی کے درمیان فرق کر سکتا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے:

''نیکی وہ ہے کہ جس پر جی مطمئن ہو اور اُس پر دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے کہ جو جی میں کھٹکے اور سینے میں تردّد پیدا کرے۔''

علاوہ ازیں اللہ ربّ العزت نے نبوت و رسالت اور الہامی کتب کا سلسلہ بھی جاری فرمایا اور اپنے انبیاء و رسلؑ اور الہامی کتب کے ذریعے بھی نیکی اور بُرائی کی الگ الگ وضاحت فرمائی۔

نیکی و بُرائی کے لکھے جانے کی صورتیں:

زیرِ نظر حدیث قدسی میں نیکی اور بُرائی کے لکھے جانے کی چار مختلف صورتیں ذکر کی گئی ہیں:

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

1: نیکی کا ارادہ مگر عمل نہیں: اگر کسی شخص نے کسی نیکی کا ارادہ کیا' لیکن اُس پر عمل نہیں کیا تو بھی حدیث قدسی کی رو سے اُس کی ایک نیکی لکھ دی جائے گی' کیونکہ نیکی کا صرف ارادہ کر لینا بھی ایک نیکی شمار ہوگا۔

2: نیکی کا ارادہ بھی اور عمل بھی: اگر کسی شخص نے نیکی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل بھی کر لیا تو حدیث قدسی کی رو سے اُس کے لئے دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھی جائیں گی' یعنی نیکی کو کئی گنا بڑھا کر لکھا جائے گا۔ ایک ہی نیکی کا کسی کے لئے دس گنا اور کسی کے لئے سات سو گنا لکھا جانا' نیکی کرنے والے کی نیت اور اُس کے خلوص کے مطابق ہے۔ جس قدر کسی نے خلوصِ دل اور نیک نیتی سے نیکی کی ہوگی' اُسی قدر اُس کے لئے زیادہ لکھی جائے گی۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

"بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

ایک نیکی کا کئی نیکیاں لکھا جانا یا دوسرے لفظوں میں ایک نیکی کی کئی گنا جزا ملنا قرآن حکیم کی رو سے بھی ثابت ہے' بلکہ حدیث قدسی کے مطابق دس گنا اور سات سو گنا کا بھی قرآن حکیم میں ذکر ہے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا﴾ (28 القصص 84)

[جو کوئی نیکی لے کر آیا تو اُس کے لئے اُس سے بہتر ہے۔]

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (6 الانعام 160)

[جو کوئی نیکی لے کر آیا تو اُس کے لئے اُس کا دس گنا ہے۔]

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (2 البقرہ 261)

[اُن لوگوں کی مثال کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' ایسے ہے کہ جیسے ایک دانہ کہ جس میں سے سات خوشے نکلیں' ہر خوشے میں سو دانے ہوں، اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے، اور اللہ وسعت والا، جاننے والا ہے۔]

3: گناہ کا ارادہ مگر عمل نہیں: اگر کسی نے گناہ کا ارادہ کیا' لیکن اُس پر عمل نہیں کیا تو حدیث قدسی کی رو سے اُس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ نیکی کا صرف ارادہ کرنے پر ایک نیکی لکھی جانے کا فرمایا گیا ہے تو اس کے مطابق گناہ کا صرف ارادہ کرنے پر بھی ایک گناہ لکھا جا سکتا تھا' لیکن اللہ ربّ العزت نے اپنے خاص عفو و کرم سے یہ فیصلہ فرما رکھا ہے کہ گناہ کا صرف ارادہ کرنے پر گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ بلکہ گناہ کا ارادہ ہو جانے کے باوجود اِس سے باز رہنے کو ایک نیکی لکھ دیا جائے گا' کیونکہ گناہ سے باز رہنا بھی نیکی ہے۔

4: گناہ کا ارادہ بھی اور عمل بھی: نیکی کا ارادہ کر کے عمل کرنے پر دس سے سات سو گنا اجر کا وعدہ کیا گیا' لیکن گناہ کا ارادہ کر کے اُس پر اگر عمل بھی کر لیا جائے تو حدیث قدسی کے مطابق اس پر دس سے سات سو تک گناہ نہیں لکھے جائیں گے' بلکہ صرف ایک گناہ ہی لکھا جائے گا۔ یہی بات قرآن حکیم میں بھی مذکور ہے:

﴿وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (28 القصص 84)

[اور جو کوئی بُرائی لے کر آیا تو بُرائی کرنے والوں کو اُسی قدر بدلہ دیا جائے گا کہ جو وہ کرتے رہے۔]

﴿وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ (6 الانعام 160)

[اور جو کوئی بُرائی لے کر آیا تو اُس کو اُسی قدر بدلہ دیا جائے گا۔]

----------☆----------

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

حدیث نمبر 38: اللہ کی محبت کا حصول

عَنْ	اَبِیْ هُرَیْرَةَ	رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	قَالَ	قَالَ
سے	ابو ہریرہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ		کہتے ہیں فرمایا
رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	اِنَّ	اللّٰهَ	
رسول اللہ نے	صلی اللہ علیہ وسلم	بے شک	اللہ	
تَعَالٰی	قَالَ	مَنْ	عَادٰی	لِیْ	وَلِیًّا
تعالیٰ	فرماتا ہے	جس نے	عداوت رکھی	میرے	کسی دوست سے
فَقَدْ	اٰذَنْتُهُ	بِالْحَرْبِ	وَ	مَا	
پس تحقیق	میں اُس کے ساتھ اعلان کرتا ہوں	جنگ کا		اور نہیں	
تَقَرَّبَ	اِلَیَّ	عَبْدِیْ	بِشَیْءٍ	اَحَبَّ	
قرب حاصل کرتا	میرا	میرا کوئی بندہ	ساتھ کسی ایسی چیز کے	کہ جو زیادہ پسندیدہ ہو	
اِلَیَّ	مِمَّا	افْتَرَضْتُهُ	عَلَیْهِ	وَ	
مجھے	اُن سے کہ جو	میں نے وہ فرض کیے ہیں	اُس پر	اور	
لَا یَزَالُ	عَبْدِیْ	یَتَقَرَّبُ	اِلَیَّ	بِالنَّوَافِلِ	
مسلسل رہتا ہے	میرا بندہ	قرب چاہتا	میرا	ساتھ نوافل کے	
حَتّٰی	اُحِبَّهُ	فَاِذَا	اَحْبَبْتُهُ		
یہاں تک کہ	میں اُسے پسند کرنے لگتا ہوں	پس جب	میں اُسے پسند کرنے لگوں		
کُنْتُ	سَمْعَهُ الَّذِیْ	یَسْمَعُ	بِهٖ	وَ	
تو میں ہو جاتا ہوں	اُس کا کان کہ جو	وہ سنتا ہے	اُس کے ساتھ	اور	
بَصَرَهُ	الَّذِیْ	یُبْصِرُ	بِهٖ	وَ	یَدَهُ	الَّتِیْ
اُس کی آنکھ	کہ جو	وہ دیکھتا ہے	اُس کے ساتھ	اور	اُس کا ہاتھ	کہ جو
یَبْطِشُ	بِهَا	وَ	رِجْلَهُ	الَّتِیْ	یَمْشِیْ	
وہ پکڑتا ہے	اُس کے ساتھ	اور	اُس کا پاؤں	کہ جو	وہ چلتا ہے	
بِهَا	وَ	لَئِنْ	سَاَلَنِیْ	لَاُعْطِیَنَّهُ	وَ	
اُس کے ساتھ	اور	اگر	وہ مجھ سے مانگے	تو میں اُسے ضرور دوں گا	اور	

لَئِنِ	اسْتَعَاذَنِيْ	لَأُعِيْذَنَّهُ.	(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.)
اگر	وہ مجھ سے پناہ چاہے	تو میں اُسے ضرور پناہ دوں گا۔	(اِس کو بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔)

بامحاورہ ترجمہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جس نے میرے کسی دوست سے عداوت رکھی تو تحقیق میں اُس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ اور میرا کوئی بندہ کسی ایسی چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل نہیں کرتا کہ جو مجھے اُن (اعمال) سے زیادہ پسندیدہ ہو کہ جو میں نے اُس پر فرض کیے ہیں۔ اور میرا بندہ نوافل کے ساتھ مسلسل میرا قرب چاہتا رہتا ہے' یہاں تک کہ میں اُسے پسند کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اُسے پسند کرنے لگوں تو میں اُس کا کان ہو جاتا ہوں کہ جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ (ہو جاتا ہوں) کہ جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ (ہو جاتا ہوں) کہ جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں (ہو جاتا ہوں) کہ جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اُسے ضرور دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے تو میں اُسے ضرور پناہ دوں گا۔'' (اِس کو بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

ولی اللہ سے عداوت پر اللہ کا اعلانِ جنگ:

زیرِ نظر حدیث قدسی میں حضور اکرم ﷺ نے نقل فرمایا ہے کہ جس نے اللہ ربّ العزت کے کسی ولی یا دوست سے عداوت و دشمنی رکھی تو اللہ ربّ العزت اُس سے اعلانِ جنگ فرماتے ہیں۔ یہ ایک نہایت سخت وعید ہے۔ ظاہر ہے کہ جس سے اللہ خود اعلانِ جنگ کر رہا ہو اُسے دُنیا کی کوئی طاقت تباہی و بربادی سے نہیں بچا سکتی۔

ولی اللہ کون ہوگا؟:

بعض غالی صوفیاء خود کو اولیاء اللہ میں سے شمار کرتے ہیں اور یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ ہم ولایت کے اُس مرتبہ و مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ اب ہم احکامِ شریعت پر عمل سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہیں کہ یہ لوگ نہایت گمراہی میں ہیں اور اِن کا شمار اولیاء اللہ میں کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ اگر ولایت کا کوئی ایسا درجہ و مقام ہوتا کہ جس پر پہنچ کر بندہ احکامِ شرع سے بے نیاز ہو سکتا تو اشرف الاولیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو کسی عمل کی ضرورت نہ ہوتی۔ ظاہر ہے کہ آپؐ سے بڑھ کر اللہ کا ولی کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ جب اولیاء کے سردار ہونے کے باوجود آپؐ احکامِ شرع سے بے نیاز نہیں ہوئے' بلکہ سب سے بڑھ کر احکامِ شرع پر عمل کرنے والے تھے تو کوئی اور بھی احکامِ شرع سے بے نیاز ہو کر ولایت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

زیرِ بحث حدیث قدسی میں بھی اللہ کے ولی کی ایک پہچان ذکر کی گئی ہے کہ وہ سب سے پہلے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ اور پھر اس کے ساتھ ساتھ نوافل کی کثرت کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ گویا اللہ کے ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ فرائض کی پوری طرح ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کی بھی نہایت کثرت کرتا ہے۔

فرائض کا درجہ:

حدیث قدسی میں فرائض کا درجہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا اوّلیں ذریعہ فرائض کی ادائیگی ہے۔ فرائض کی ادائیگی حصولِ قربِ الٰہی کا ایسا ذریعہ ہے کہ جو خود ربّ ذوالجلال کو بھی نہایت پسند ہے اور الٰہ العالمین اسے قربِ الٰہی کے حصول کا سب سے پسندیدہ ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

نوافل کا درجہ:

فرائض کی ادائیگی کے بعد حدیث قدسی میں نوافل کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ نوافل کی ادائیگی بھی اگرچہ قربِ الٰہی کے حصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے' لیکن بہرحال اِن کا درجہ فرائض سے کم ہے۔

تائیدِ الٰہی:

حدیث قدسی میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس بندے کو میں پسند کرنے لگوں تو میں اُس کا کان ہو جاتا ہوں کہ جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ ہو جاتا ہوں کہ جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں ہو جاتا ہوں کہ جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اِس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ کے ولی میں اللہ خود حلول فرما جاتے ہیں اور اللہ کے اِس ولی کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں حقیقی معنوں میں اللہ کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں ہوتے ہیں' بلکہ اِس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے اِس ولی کے ہر کام میں تائیدِ الٰہی اور اللہ کی نصرت و مدد شاملِ حال ہو جایا کرتی ہے۔ اللہ کے اِس ولی کا ہر کام اللہ کی تائید اور نصرت و مدد کی وجہ سے آسان ہو جایا کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں بھی اولیاء اللہ سے یہ وعدۂ ربانی مذکور ہے کہ

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (10 یونس 62)

[آگاہ رہیے! بے شک جو اللہ کے دوست ہیں' اُنہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔]

اِس سے کسی حد تک یہ بھی مراد لی جا سکتی ہے کہ اللہ کے ولی کا کوئی عضو اللہ کے احکام کے خلاف نہیں چلتا۔ اُس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں سب اللہ کے حکموں کی اطاعت میں لگے ہوتے ہیں اور ان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوتا کہ جو اللہ ربّ العزت کی ناراضگی کا باعث ہو۔

حدیث نمبر 39: بھول چوک اور جبر و اکراہ پر درگزر

عَنِ	ابْنِ عَبَّاسٍ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا	اَنَّ	رَسُوْلَ	
سے	ابن عباس	رضی اللہ عنہما	کہ	رسول نے	
اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ	اِنَّ	اللّٰهَ	
اللہ کے	صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا	بے شک	اللہ	
تَعَالٰى	تَجَاوَزَ	لِيْ	عَنْ	اُمَّتِيْ	الْخَطَأَ
تعالیٰ نے	درگزر کردی	میرے لئے	سے	میری امت	غلطی
وَ	النِّسْيَانَ	وَ	مَا	اسْتُكْرِهُوْا	عَلَيْهِ.
اور	بھول چوک	اور	جو	کہ مجبور کیا گیا ہو	اُس پر۔
(حَدِيْثٌ حَسَنٌ.)		(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمَا.)			
(یہ حدیث حسن ہے۔)		(اِس کو ابن ماجہؒ اور بیہقیؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔)			

بامحاورہ ترجمہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میری

امت سے غلطی اور بھول چوک سے درگزر کر دیا اور اُس سے بھی کہ جس پر مجبور کیا گیا ہو۔" (یہ حدیث حسن ہے۔) (اِس کو ابن ماجہؒ اور بیہقیؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

امت محمدیہ پر احسان:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کے لئے خطاء، نسیان اور اکراہ کے معاف ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ساتھ ہی یہ بھی واضح فرمایا کہ یہ معافی امت محمدیہ کے لئے اللہ رب العزت نے میری خاطر دی ہے۔

خطاء سے معافی:

خطاء سے یہاں مراد غیر ارادی خطا ہے۔ ارادۃً اگر کوئی خطا کرے تو اُس پر تو بہر حال گناہ ہوگا۔ غیر ارادی خطاء کے ساتھ اگر انسان سے قتل بھی ہو جائے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا' البتہ قاتل پر کفارہ اور قاتل کی مددگار برادری (جسے عاقلہ کہا جاتا ہے) پر دیت لازم آئے گی۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا﴾ (4 النسآء 92)

[اور کسی مؤمن کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی مؤمن کو قتل کرے، مگر غلطی سے۔]

نسیان سے معافی:

نسیان سے مراد بھول چوک ہے۔ یعنی اگر بھول چوک سے کوئی کام ہو گیا تو اُس پر مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اِس کی واضح مثال روزہ کے دوران بھول کر کچھ کھا پی لینے کی ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اکراہ پر معافی:

اکراہ سے مراد یہ ہے کہ کسی کو کسی کام پر مجبور کیا گیا ہو۔ اگر کسی کو دھمکی وغیرہ دے کر مجبور کر کے اُس سے کوئی کام کروایا گیا ہو تو زیرِ نظر حدیث نبوی کے مطابق اُس پر مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

اکراہ کی قسمیں:

فقہاء نے اکراہ کی دو قسمیں ذکر کی ہیں:

1: **اکراہ ملجئ:**

اکراہ ملجئ یہ ہے کہ جس میں جان جانے یا کوئی عضو تلف ہونے کا اندیشہ ہو۔

2: **اکراہ غیر ملجئ:**

اکراہ غیر ملجئ یہ ہے کہ جس میں جان جانے یا کوئی عضو تلف ہونے کا اندیشہ نہ ہو' بلکہ دھمکی اِس سے کم ہو، مثلاً مار پیٹ یا قید وغیرہ کی دھمکی ہو۔

ثبوتِ اکراہ کی شرائط:

فقہاء کے نزدیک اکراہ اُس وقت ثابت سمجھا جائے گا کہ جب اُس میں مذکورہ ذیل دو شرطیں پائی جائیں:

1: دھمکی دینے والا جس چیز کی دھمکی دے رہا ہو' وہ اُس پر عمل پیرا ہونے پر قادر بھی ہو۔
2: دھمکی محض دھمکی نہ ہو' بلکہ غالب گمان یہ ہو کہ وہ اِس دھمکی پر عمل پیرا بھی ہو جائے گا۔

مختلف امور میں اکراہ کے متعلق مسائل:

O: اگر کسی کو شراب پینے یا مردار کھانے پر اکراہ غیر ملجیٔ کے ذریعے مجبور کیا جائے تو یہ چیزیں اُس کے لئے جائز نہیں ہوں گی' البتہ اگر اکراہ ملجیٔ کے ذریعے مجبور کیا جائے تو اِن چیزوں کا استعمال اُس کے لئے ضروری ہو جائے گا اور اگر وہ اکراہ ملجیٔ کے باوجود اِن کا استعمال نہ کرے اور مار دیا جائے تو وہ گناہ گار ہوگا' کیونکہ جان بچانا بہر حال ضروری تھا۔

O: اگر کسی کو اکراہ غیر ملجیٔ کے ذریعے اللہ کے انکار یا حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی پر مجبور کیا جائے تو اُس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا' البتہ اگر اکراہ ملجیٔ کے ذریعے مجبور کیا جائے تو جان بچانے کے لئے اُسے ایسا کرنا جائز ہو جائے گا۔ اکراہ ملجیٔ کے باوجود بھی البتہ اگر کوئی عزیمت کا مظاہرہ کرے اور ایسے کفر سے اجتناب کرتا ہوا مارا جائے تو اُس کے لئے اللہ کے ہاں اجر ہوگا۔

O: اگر کسی کو اِس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ کسی دوسرے شخص کو قتل کر دے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں ہوگا' خواہ اکراہ ملجیٔ ہو یا اکراہ غیر ملجیٔ۔ اگر وہ قتل کر دے گا تو گناہ گار ہوگا' البتہ قصاص اس پر نہیں ہوگا' بلکہ اکراہ کرنے والے پر ہوگا۔

O: اگر کسی کو اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا ہو اور وہ طلاق دے دے تو احناف کے نزدیک یہ طلاق بہر حال واقع ہوگی' خواہ اکراہ ملجیٔ ہو یا اکراہ غیر ملجیٔ۔

---------☆---------

حدیث نمبر 40: دُنیا منزل نہیں' راہ گزر ہے

عَنِ	ابْنِ عُمَرَ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا	قَالَ	اَخَذَ	
سے	ابن عمر	رضی اللہ عنہما		کہتے ہیں	پکڑا
رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	بِمَنْكِبَيَّ			
رسول اللہ نے	صلی اللہ علیہ وسلم	میرا کندھا			
فَقَالَ	كُنْ	فِي	الدُّنْيَا	كَاَنَّكَ	غَرِيْبٌ	اَوْ
پس فرمایا	ہو جا	میں	دُنیا	گویا کہ تو ہے	مسافر	یا
عَابِرُ سَبِيْلٍ	وَّ كَانَ	ابْنُ عُمَرَ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا			
راہ رو	اور تھے	ابن عمر	رضی اللہ عنہما			
يَقُوْلُ	اِذَا	اَمْسَيْتَ	فَلَا	تَنْتَظِرِ	الصَّبَاحَ	
کہا کرتے	جب	تو شام کرے	تو نہ	تو انتظار کر	صبح کا	
وَ	اِذَا	اَصْبَحْتَ	فَلَا	تَنْتَظِرِ	الْمَسَآءَ	وَ
اور	جب	تو صبح کرے	تو نہ	تو انتظار کر	شام کا	اور
خُذْ	مِنْ	صِحَّتِكَ	لِمَرَضِكَ	وَ	مَنْ	
لے	سے	اپنی صحت	اپنی بیماری کے لئے	اور	سے	

حَيَاتِكَ	لِمَوْتِكَ.	(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.)
اپنی زندگی	اپنی موت کے لئے۔	(اِس کو بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔)

بامحاورہ ترجمہ:

ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے: کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا: ''دُنیا میں ایسے ہو جا کہ گویا کہ تو ایک مسافر یا راہ رو ہے۔'' اور ابن عمر رضی اللہ عنھما فرمایا کرتے تھے: ''جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تو صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر۔ اور اپنی صحت میں سے اپنی بیماری کے لئے اور اپنی زندگی میں سے اپنی موت کے لئے لے۔'' (اِس کو بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:

حرفِ اوّلیں:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ حضرت عبداللہؓ بن عمر فاروقؓ کو یہ نصیحت فرما رہے ہیں کہ دُنیا میں ایسے ہو جا کہ جیسے کوئی مسافر یا راہ رو ہو۔ اِس انداز سے حضور اکرم ﷺ اِس دُنیا کی حیثیت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ اِس دُنیا کی حیثیت ایک راہ گزر، سرائے یا مسافر خانے کی سی ہے۔ اِس کے ضمن میں آخرت کی حیثیت بھی متعین ہوتی ہے کہ آخرت کی حیثیت اِس راہ گزر کے بعد ایک منزل کی سی ہے۔ انسان کو راہ گزر سے دل لگا کر بیٹھ رہنے کی بجائے اُس منزل کے لئے تیاری کرنا چاہیئے۔ اِسی چیز کو حضور اکرم ﷺ نے ایک دوسرے انداز میں یوں فرمایا ہے:

''میرا دُنیا کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ میری مثال تو ایسے ہے کہ جیسے ایک مسافر سایہ دار درخت کے نیچے آرام کرتا ہے اور پھر اس کو چھوڑ کر روانہ ہو جاتا ہے۔''

دُنیا کی ذاتی حیثیت:

قرآن حکیم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اِس دُنیا کی ذاتی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (57 الحدید 20)

[اور دُنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔]

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ﴾ (6 الانعام 32)

[اور دُنیا کی زندگی کھیل اور تماشے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔]

دُنیا آخرت کے لئے دارالعمل:

دُنیا کی ذاتی حیثیت اگرچہ کچھ بھی نہیں ہے' لیکن دُنیا کی اِس لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت ہے کہ دُنیا آخرت کے لئے دارالعمل ہے۔ اِس دُنیا میں کئے گئے اعمال پر ہی اُخروی زندگی کی جزا و سزا کا مدار ہے۔ جس نے دُنیا کی زندگی میں اچھے اعمال کئے ہوں گے' اُسے اُخروی زندگی میں اچھی جزا کا مستحق سمجھا جائے گا اور جس نے دُنیا کی زندگی میں بُرے اعمال کئے ہوں گے' اُسے اُخروی زندگی میں سزا کا مستحق سمجھا جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

''دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝﴾ (99)

(الزلزال 7,8)

[پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی اُسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر بھی بُرائی کی ہوگی اُسے دیکھ لے گا۔]

ابن عمرؓ کا ارشاد:

زیرِ نظر روایت میں حدیث نبوی کے ساتھ ساتھ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کا ایک قول بھی مذکور ہے کہ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تو صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر۔ اور اپنی صحت میں سے اپنی بیماری کے لئے اور اپنی زندگی میں سے اپنی موت کے لئے لے۔ مراد یہ ہے کہ نیکی کرنے میں جس قدر ممکن ہو سکے جلدی کرنی چاہیے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ شام کو بندہ یہ سوچتا رہے کہ چلو صبح یہ نیکی کا کام کرلوں گا اور صبح کو یہ سوچتا رہے کہ شام کو نیکی کا یہ کام کرلوں گا' بلکہ جب بھی موقع ملے' بلا تاخیر نیکی کا کام کر لینا چاہیے۔ نیز یہ کہ صحت کے ایام کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان میں نیکی کے امور سرانجام دیتے رہنا چاہئیں اور زندگی میں آخرت کی تیاری کی فکر کرنی چاہیے۔

---------☆---------

حدیث نمبر 41: خواہش تابعِ شریعت ہونی چاہیے

عَنْ	اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ				
سے	ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن العاص				
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	صَلَّى	
رضی اللہ عنہما	کہتے ہیں	فرمایا	رسول اللہ	صلی	
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	لَا	يُؤْمِنُ	اَحَدُكُمْ		
اللہ علیہ وسلم	نہیں	ایمان والا ہو سکتا	تم میں سے کوئی ایک		
حَتّٰى	يَكُوْنَ	هَوَاهُ	تَبَعًا	لِمَا	
یہاں تک کہ	ہو جائے	اُس کی خواہش	تابع	اُس کے کہ جو	
جِئْتُ	بِهٖ.	(حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.)	(رَوَيْنَاهُ فِيْ كِتَابِ الْحُجَّةِ بِاِسْنَادٍ		
میں لایا ہوں	اُسے۔	(یہ حدیث صحیح ہے۔)	(ہم نے اسے کتاب الحجۃ سے صحیح سند کے		
صَحِيْحٍ.)					
ساتھ روایت کیا ہے۔)					

بامحاورہ ترجمہ:

ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک اُس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا کہ جب تک کہ اُس کی خواہش اُس کے تابع نہ ہو جائے کہ جو میں لایا ہوں۔'' (یہ حدیث صحیح ہے۔) (ہم نے اسے کتاب الحجۃ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

توضیح: حرفِ تمہید:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں حضور اکرم ﷺ اس چیز کی ترغیب دے رہے ہیں کہ اہلِ ایمان کی ہر خواہش شریعت کے تابع ہونی چاہیے۔ اگر کوئی خواہش کے پیچھے لگ کر شریعت کو ترک کر دے گا تو وہ کامل مؤمن نہیں ہو سکتا۔

خواہش کی پیروی شرک اصغر ہے:

قرآن حکیم میں خواہشات کی حد سے زیادہ پیروی کرنے والوں کے لئے ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے:

﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ﴾ (45 الجاثیہ 23)

[کیا بھلا تو نے اُس شخص کو دیکھا کہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا الٰہ بنالیا۔]

﴿اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ﴾ (25 الفرقان 43)

[کیا تو نے اُس شخص کو دیکھا کہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا الٰہ بنالیا۔]

خواہش کی اِس حد تک پیروی کہ جس میں احکام شریعت کو نظر انداز کر دیا جائے اور بندہ صرف اپنی خواہش کے پیچھے لگ کر جو جی میں کرتا پھرے اِس کے لئے علماء کرام نے شرک خفی یا شرک اصغر کا لفظ استعمال کیا ہے۔

شرک اصغر کے نقصانات:

اگر ہم بغور جائزہ لیں تو بہت سے گناہوں اور بہت سی معاشرتی بُرائیوں کی بنیاد یہی شرک خفی یا شرک اصغر ہے۔ انسان خواہش کے پیچھے لگ کر احکاماتِ الٰہیہ کو بھلا بیٹھتا ہے اور گناہوں اور بُرائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ زنا نفسانی خواہش کے پیچھے لگ کر کیا جاتا ہے، چوری، ڈکیتی، رشوت، سود اور جوئے جیسی بُرائیوں کے پیچھے پیسے کی خواہش کارفرما ہوتی ہے، قتل و غارت کے پیچھے عموماً پیسے یا چودھراہٹ کی محبت اور خواہش نظر آتی ہے، پارٹی بازی کے فسادات کے پیچھے عہدے کی خواہش اور عہدے کا لالچ محرک بنتا ہے' غرض اِس شرک اصغر یا شرک خفی کی وجہ سے پورا معاشرہ تباہی و بربادی کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے۔

خواہش شریعت کے تابع ہونی چاہیئے:

اسلام دین فطرت ہے اور کوئی بھی غیر فطری حکم نہیں دیتا۔ انسان کے دل میں خواہش کا پیدا ہونا بھی ایک فطری امر ہے اور اسلام خواہش کو مکمل طور پر دبانے اور رہبانیت اختیار کرنے کا غیر فطری حکم نہیں دیتا۔ اِس کے برعکس اسلام اہلِ ایمان سے صرف یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اُن کی خواہش کچھ حدود و قیود میں محدود ہونی چاہیئے۔

حضور اکرم ﷺ کیا لائے ہیں؟:

زیرِ نظر حدیث نبوی میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تم میں سے کوئی ایک اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا کہ جب تک کہ اُس کی خواہش اُس کے تابع نہ ہو جائے کہ جو میں لایا ہوں۔ یہاں حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے سے احکامِ شریعت یا کتاب و سنت کے احکام مراد ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر سید البشر ﷺ نے فرمایا:

> ''میں تمہارے پاس ایک ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اُسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ ایک واضح امر ہے' یعنی اللہ کی کتاب اور اُس کے نبی (ﷺ) کی سنت۔''

کیا خواہش کی پیروی کرنے والا کافر ہے؟:

زیرِ بحث حدیث نبوی میں ایسے شخص کے ایمان کی نفی کی گئی ہے کہ جس کی خواہش احکامِ شریعت یا کتاب و سنت کے احکام کے مطابق نہ ہو۔ یہاں مؤمن نہ ہونے سے کامل مؤمن نہ ہونا مراد ہے۔ ایسا شخص کافر تو نہیں ہو گا' لیکن بہر حال اُسے کامل ایمان والا نہیں کہا جا سکتا۔ خواہش کی پیروی میں البتہ اگر کوئی اِس حد تک آگے بڑھ جائے کہ وہ کفر و شرک میں مبتلا ہو جائے تو ایسا شخص بہر حال صاحب ایمان نہیں رہے گا اور کافر و مشرک ہو جائے گا۔

---------☆---------

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

حدیث نمبر 42: بخشش و مغفرت

عَنْ	اَنَسٍ	رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ	قَالَ	سَمِعْتُ	
سے	انس	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کہتے ہیں	میں نے سنا	
رَسُوْلَ اللّٰہِ	صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	یَقُوْلُ	قَالَ		
رسول اللہ کو	صلی اللہ علیہ وسلم	فرماتے ہوئے	فرماتا ہے		
اللّٰہُ تَعَالٰی	یَا	ابْنَ اٰدَمَ	اِنَّکَ	مَا	دَعَوْتَنِیْ
اللہ تعالیٰ	اے	ابن آدم	بے شک تو	جب	مجھے پکارے
وَ رَجَوْتَنِیْ	غَفَرْتُ	لَکَ	عَلٰی مَا	کَانَ	
اور مجھ سے اُمید رکھے	میں بخش دوں گا	تجھے	پر	جو بھی	ہو
مِنْکَ	وَ لَا	اُبَالِیْ	یَا	ابْنَ اٰدَمَ	لَوْ
تجھ سے	اور نہیں	میں پرواہ کرتا	اے	ابن آدم	اگرچہ
بَلَغَتْ	ذُنُوْبُکَ	عَنَانَ	السَّمَآءِ	ثُمَّ	
پہنچ جائیں	تیرے گناہ	کناروں تک	آسمان کے	پھر	
اسْتَغْفَرْتَنِیْ	غَفَرْتُ	لَکَ	یَا	ابْنَ اٰدَمَ	
تو مجھ سے بخشش مانگے	میں بخش دوں گا	تجھے	اے	ابن آدم	
اِنَّکَ	لَوْ	اَتَیْتَنِیْ	بِقُرَابِ	الْاَرْضِ	
بے شک تو	اگر	میرے پاس لائے	برابر	زمین کے	
خَطَایَا	ثُمَّ	لَقِیْتَنِیْ	لَا	تُشْرِکُ	بِیْ
گناہ	پھر	تو مجھے ملے	نہ	شریک کرتا ہو	میرے ساتھ
شَیْئًا	لَاَتَیْتُکَ	بِقُرَابِہَا	مَغْفِرَۃً.	(رَوَاہُ	
کسی چیز کو	میں تیرے پاس لاؤں گا	اُسی کے برابر	بخشش۔	(اس کو	
التِّرْمِذِیُّ.)	(وَ قَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.)	(وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی			
ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔)	(اور کہا ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)	(اور درود بھیجے اللہ			
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا.)					
ہمارے سردار محمدؐ اور اُن کی آل اور اُن کے اصحاب پر اور بہت زیادہ سلامتی۔)					

بامحاورہ ترجمہ:

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! بے شک جب تو مجھے پکارے اور مجھ سے اُمید رکھے' تجھ سے کچھ بھی صادر ہوا ہو' میں تجھے بخش دوں گا۔ اور اے ابن آدم! میں پرواہ نہیں کرتا' اگرچہ تیرے گناہ آسمان کے کناروں تک پہنچ جائیں' پھر تو مجھ سے بخشش مانگے' میں تجھے بخش دوں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین برابر گناہ بھی لائے' پھر تو مجھے اِس حال میں ملے کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو' تو میں تیرے پاس اُسی کے برابر مغفرت

لاؤں گا۔" (اِس کو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔) (اور کہا ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔) (اور درود بھیجے اللہ ہمارے سردار محمدؐ اور اُن کی آل اور اُن کے اصحاب پر اور بہت زیادہ سلامتی۔)

توضیح: اللہ غفور و رحیم ہیں:

انسان خطا کا پتلا ہے۔ انبیاء کرامؑ کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں ہے۔ انسانوں سے غلطیاں اور خطائیں ہو ہی جایا کرتی ہیں' لیکن اللہ ربّ العزت کی رحمت و مغفرت کے دروازے بہر حال بند نہیں ہیں۔ انسان ڈھیروں ڈھیر گناہوں اور خطاؤں کے بعد بھی اگر سچے دل سے تائب ہو جائے اور اللہ ربّ العزت سے بخشش طلب کرنے لگ جائے تو اللہ اُس کی بخشش فرما دیتے ہیں' کیونکہ اللہ غفور و رحیم ہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (2 البقرہ 173)

[بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔]

اللہ ربّ العزت کی بخشش کی وسعت:

زیر بحث حدیث قدسی میں اللہ ربّ العزت کی بخشش کی وسعت بتلائی گئی ہے کہ جب بندہ اللہ ربّ العزت سے امید لگاتے ہوئے بخشش طلب کرتا ہے تو اُس نے خواہ کیسے ہی گناہ کیوں نہ کئے ہوں اور خواہ اُس کے گناہ زمین و آسمان کے برابر ہی کیوں نہ ہو جائیں' اگر وہ سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے مغفرت طلب کرے گا تو اُس کی بخشش کر دی جائے گی۔

اللہ سے بخشش طلب کرنے کا حکم:

اللہ بڑے غفور و رحیم ہیں اور وہ انسان کے گناہ معاف کرتے ہیں' لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی بخشش و مغفرت کا طالب تو ہو۔ قرآن حکیم میں بخشش طلب کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے:

﴿وَّ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝﴾ (4 النسآء 106)

[اور اللہ سے بخشش مانگ، بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔]

بخشش کا وعدہ:

اللہ ربّ العزت نے قرآن حکیم میں بخشش کا وعدہ بھی فرمایا ہے' جیسا کہ زیرِ نظر حدیث قدسی میں بھی یہی وعدہ فرمایا گیا ہے:

﴿وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ؕ﴾ (2 البقرہ 268)

[اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے۔]

مشرک کی بخشش نہیں:

اللہ کی بخشش اور مغفرت اگرچہ بہت وسیع ہے' لیکن مشرک کی بخشش بہر حال نہیں ہوگی۔ زیرِ بحث حدیث قدسی میں بھی یہ بات بیان کی گئی ہے اور قرآن حکیم میں بھی ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ﴾ (4 النسآء 48)

[بے شک اللہ اِس کو معاف نہیں کرتا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اِس کے علاوہ وہ جسے چاہتا ہے' بخش دیتا ہے۔]

ISLAMIC STUDIES NOTES FOR 2nd YEAR CLASS (PUNJAB)

سوالات کے مختصر جوابات:

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجئے:

1: حدیث جبریل میں مذکور دو علاماتِ قیامت ذکر کیجئے:

O: i: لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی۔

ii: ننگے پاؤں والے، ننگے بدن والے، تنگدست، بکریاں چرانے والے عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہوں گے۔

2: حضور اکرم ﷺ نے جسم کے کس حصہ کے متعلق فرمایا کہ جب وہ صحیح ہو جائے سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے سارا جسم خراب ہو جاتا ہے؟

O: دل کے متعلق۔

3: رزقِ حلال سے متعلق ایک آیت مبارکہ تحریر کیجئے:

O: ﴿وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ (5 المائدہ 88)

[اور اُس میں سے کھاؤ کہ جو اللہ نے تمہیں حلال دیا پاکیزہ رزق دیا ہے۔]

4: زبان کے اچھے استعمال سے متعلق ایک آیت مبارکہ تحریر کیجئے:

O: ﴿وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (2 البقرہ 83)

[اور لوگوں سے بھلی بات کہو۔]

5: حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق پہلے نبیوں کے کلام میں سے لوگوں نے کیا فرمان پایا ہے؟

O: ''جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔''

6: حدیث قدسی میں سب بندوں کے بھوکا ہونے کے متعلق کیا فرمایا گیا ہے؟

O: ''اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں کھانا کھلا دوں، پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا۔''

7: حضور اکرم ﷺ نے اپنے بعد کے اختلافات میں کس کس کی سنت کو لازم پکڑنے کا حکم فرمایا؟

O: i: حضور اکرم ﷺ کی اپنی سنت کو ii: خلفاء راشدینؓ کی سنت کو

8: حضور اکرم ﷺ نے کونسا عمل بتلایا کہ جس سے لوگ پسند کرنے لگ جائیں؟

O: جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اُس سے بے رغبتی اختیار کرنا۔

9: حضور اکرم ﷺ نے ایسے شخص کے متعلق کیا فرمایا کہ جس کے عمل نے اُسے پیچھے کر دیا؟

O: ''جس کے عمل نے اُسے پیچھے کر دیا اُس کا نسب اُسے آگے نہیں بڑھائے گا۔''

10: خواہش کی پیروی کو کس قسم کا شرک قرار دیا جاتا ہے؟

O: شرک خفی یا شرک اصغر۔

---☆---☆---☆---☆---☆---